همتِ مرداں مددِ خدا

تحریک

جسکو

مولوی حسن علی صاحب محمڈن مشنری پٹنوی نے مسٹر اسمائیل کی مشہور کتاب سلف ہلپ سے انتخاب کرکے

ترجمہ کیا

اس کے مفید عام مضامین حسب ذیل ابواب پر منقسم ہیں

باب (۱) اپنی مدد آپ باب (۲) ہمت اور دلیری باب (۳) محنت و استقلال

باب (۴) کاروباری آدمی باب (۵) دولت کا اچھا اور برا استعمال باب (۶) اپنی تعلیم آپ

باب (۷) نمونہ اور مثال باب (۸) نیک چلنی

حسب فرمایش

نیاز علیخاں تاجر کتب و مالک مطبع وکیل پنجاب امرتسر

۱۸۹۴ء

مطبوعہ مطبع وکیل پنجاب امرتسر

مختصر فہرست کتب موجودہ مطبع وکیل پنجاب امرتسر

کتب ذیل اس مطبع میں فروخت کیلئے موجود ہیں جسکو شوق ہو بارسال قیمت مندرجہ بہت جلد طلب فرمائیں ورنہ مشتاق رہجائینگے۔ علاوہ انکے اور بھی ہزارہا قسم کی کتب قانون و مختلف علوم کی موجود ہیں جنکی بڑی فہرست علیحدہ چھپی ہوئی ہے جسمیں تقریب چار ہزار قسم کی کتب معہ قیمت و کیفیت وغیرہ درج ہیں اور وہ فہرست محصول آنے پر مفت بھیجی جاتی ہے اور جس صاحب نے کوئی کتاب یا مضمون چھپوانا ہو ارسال فرمائیں کمال صحت و صفائی سے چھاپکر ارسال ہوگی اور علاوہ کتب کے اور جس قسم کا مال شال پشمینہ کشمیر دیگر پارچہ ہر قسم کے کپڑے و آلات و اسباب دیسی یا ولایتی و مصالح و ادویات و عطریات و میوہ جات وغیرہ اجناس بارسال قیمت بھیجی جاتی ہیں اور ہر قسم کا مال باخذ کمیشن فروخت بھی کیجاتی ہیں۔

دیوان حضرت مولینا مولوی جلال الدین رومی معروف بہ شمس التحقیق فارسی

دیوان شاہ شجاع والی کابل

چہل اسرار علی ہمدانی دیوان فارسی

حدیقہ نعت رسول کریم

چمن بینظیر معہ گلشن مشاہیر

طوطی نامہ نخشبی فارسی

نظام شمسی در علم ہیئت فارسی

گنجینہ خرد انتخاب از تاریخ فرشتہ و ناسخ التواریخ و دیوان سعدی و دیوان نشاط و شاہنامہ وغیرہ فارسی

مثنوی غریب در اخلاق و نصایح فارسی

کنز الانساب فارسی بیان نسب سادات

دیوان عبدالرحمن پشتو معہ خوشحال خان وکتا وغیرہ اور افغانی کی صدہا قسم کی کتب موجود ہیں

تدریب الطلاب عربی کی پہلی کتاب معہ ترجمہ اردو

ظہیر الادب در علم نحو و ترکیب زبان عربی اردو

قصہ وامق عذرا نظم بزبان کشمیری

کلیات شعری در غزلیات و قصاید وغیرہ فارسی خوشخط

مجموعہ شمسی در علم ہیئت و نجوم فارسی

کتب بزبانہائے مختلف

افغانی کی پہلی کتاب معہ ترجمہ اردو

افغانی کی دوسری کتاب معہ ترجمہ اردو

کتب قانون بحروف گورمکھی پنجابی

تعزیرات ہند

مجموعہ ضابطہ فوجداری

قانون انتظام پولیس ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۶۱ع مشرح

قانون غلہ بیجا موقوفی ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۱ع مشرح

همتِ مرداں مددِ خدا

جسکو

مولوی حسن علی صاحب محمڈن مشنری پٹنوی نے مسٹر اسمائیل کی مشہور
کتاب سلف ہلپ سے انتخاب کرکے

ترجمہ کیا

اس کے مفید عام مضامین حسب ذیل ابواب پر منقسم ہیں

باب (۱) اپنی مدد آپ   باب (۲) ہمت اور دلیری   باب (۳) محنت و استقلال
باب (۴) کاروباری آدمی   باب (۵) دولت کا اچھا اور برا استعمال   باب (۶) اپنی تعلیم آپ

باب (۷) نمونہ اور مثال   باب (۸) نیک چلنی

حسب فرمایش

مولوی نیاز علیخاں تاجر کتب و مالک مطبع وکیل پنجاب امرتسر

سنہ ۱۸۹۴ء

مطبوعہ مطبع وکیل پنجاب امرتسر

تحریک

یہ کتاب "تحریک" انگلستان کی مشہور اور نامی کتاب سلیف ہلپ مصنفہ مسٹر اسمٰعیل سے انتخاب کرکے اردو زبان میں ہموطنوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس کتاب کو اہل انگلستان بڑی عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں شاید ہی وہاں کوئی ایسا اسکول ہوگا جس میں اس کے مضامین انتخاب کرکے پڑھائے نہ جاتے ہوں اور وہ کتب خانہ بھی بہت بدنصیب ہے کہ جسکی الماریوں میں یہ لاجواب کتاب خوبصورت سبز جلدوں میں منڈھی ہوئی نہ رکھی ہو۔ کلکتہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس جناب سر چارڈ گارتھ صاحب نے ۳ جولائی ۱۸۸۶ء کو نوجوانوں کے جلسہ میں فرمایا "کیا تم نے کبھی سلطان الکتب یعنے سمعیل ایس صاحب کی سلف ہلپ کو پڑھا ہے؟ وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسکو تمہیں اسقدر پڑھنا چاہیے کہ زبانی یاد ہوجائے۔ اس کتاب میں انگلستان اور یورپ کے اُن سیکڑوں آدمیوں کے حالات درج ہیں جنکی ترقی کی راہ میں ہر طرح کی مزاحمتیں پیش آئیں۔ غریب سر تھے انھوں نے کچھ بھی تعلیم نہیں پائی تھی لیکن اسپر بھی کوشش اور دلیری سے انھوں نے تمہارا اعلےٰ مقصد یعنی فراخ دستی ہی نہیں حاصل کی، بلکہ بڑے دولتمند اور صاحب عزت بھی ہوگئے"۔ اس کتاب سلف ہلپ کی تصنیف سے اسمیل صاحب کی کیا غرض تھی میں اسکو خود مصنف کے دیباچہ سے نقل کرتا ہوں۔ "اس کتاب سے یہ غرض ہے کہ جوانوں پر یہ بات ثابت کردیجائے کہ اس زندگی کو چین و آرام سے بسر کرنیکے لئے محنت کرنا ایک بہت ضروری امر ہے اور بے محنت اور سعی کے کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ مصیبتوں سے ہراساں نہیں ہونا چاہیے بلکہ استقلال کے ذریعہ سے اسپر فتح حاصل کرنی چاہیے اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ نیک چلن ہونا چاہیے کیونکہ بغیر اس کے لیاقت محض بیکار اور دنیاوی کامیابی محض لغو ہے"

میری یہ دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب ہر نوجوان کے ہاتھ میں ہو اس سے بڑھکر اُن کا غمخوار رفیق اور سچا دوست کوئی دوسرا نہ ملے گا۔ میں تجربہ سے اس بات کو کہتا ہوں کہ اس کتاب کے ہر ایک باب میں ایک جداگانہ اثر ہے۔ ممکن نہیں کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے دلوں میں نیک ارادوں کو مستحکم نہ کرے اور اُن کے حوصلے اور خیالات کو اعلےٰ نہ بنائے۔

اپنی مہربان اور قدردان گورنمنٹ اور اپنے عزیز ہموطنوں سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو بچوں کے سلسلہ تعلیم میں مقرر کریں۔ اس کتاب سے پورا فایدہ اُنکا سادہ اور اثر پذیر دل اُٹھا سکتا ہے۔

باب (۱)

اپنی مدد آپ

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ	توز غنچہ کم نہ دمیدہ دربِ دل کُشا بچمن درآ

خدا اُن کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں - یہ ایک بہت آزمودہ مقولہ ہے
اسمیں بہت بڑا تجربہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے - آپ اپنی مدد کرنیکا جوش شخصی ترقی کی
جڑ ہے اور جب یہ جوش ایک قوم کے بہت سے آدمیوں میں موجود ہوتا ہے تو وہ
قوم کی قوم مضبوط اور زور آور اور شایستہ ہوجاتی ہے - بیرونی مدد کا کام کمزور کرنا ہے
اور اندرونی مدد کا کام زور آور بنانا - جب کسی آدمی یا کسی قوم کیلئے کوئی دوسرا
کچھ کرتا ہے تو وہ ضرورت جو اُسے آپ اپنی مدد کرنیکی تھی دفع ہوجاتی ہے - اور
اِسلئے کمزوری اسکا لازمی نتیجہ ہوتا ہے - یہ بات ہمیشہ دیکھی گئی ہے کہ جب آدمیوں
کی نگرانی حد سے زیادہ ہوتی ہے اور بات بات پر انکی روک ٹوک کیجاتی ہے -
جب اُنکے ہاتھ پاؤں گویا دوسروں کے چلائے چلتے ہیں تو وہ یقینی کمزور اور

بے چارہ ہو جاتے ہیں -

عمدہ سے عمدہ سررشتے بھی انسان کو کوئی عملی مدد نہیں دے سکتے۔ ہاں وہ اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ اسے آزاد چھوڑ دیں تاکہ یہ خود اپنے آپ بڑے اور آپ اپنی حالت درست کر لے - اس مادہ میں لوگوں نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے کہ "انسان کی ترقی عمدہ قانون سے ہوتی ہے"۔ لیکن میری رائے میں تین چار برسوں کے بعد کونسل میں جا کر رائے دینے سے (گو وہ رائے نہایت ہی دیانتداری سے کیوں نہ دی گئی ہو) انسان کی زندگی اور اسکی آسایش پر کوئی بڑا اثر نہیں ہو سکتا - اب یہ بات روز بروز صاف اور عام فہم ہوتی جاتی ہے کہ "گورنمنٹ مانع ہے آمر نہیں"۔ اسکا کام ہی کیا ہے؟ صرف تین :- ہماری جان کی حفاظت - ہمارے مال کی حفاظت اور ہماری آزادی کی حفاظت - بیشک جب قانون کا عملدرآمد عقلمندی سے ہوتا ہے تو انسان اپنی محنت کا پھل (خواہ وہ محنت جسمانی ہو یا روحانی) کچھ تھوڑے سے ہی نقصان گوارا کر نیسے کہا سکتا ہے - لیکن کوئی قانون چاہی وہ کیسا ہی زبردست کیوں نہ ہو کاہلوں کو محنتی - فضول خرچ کو کفایت شعار شرابی کو پرہیزگار نہیں بنا سکتا - یہ صفتیں انسان کی اپنی ذاتی کوشش سے حاصل ہو سکتی ہیں -

قومی گورنمنٹ کیا ہے - جتنے آدمیوں سے وہ گورنمنٹ مرکب ہے انہیں کے چال و چلن کی جھلک - گورنمنٹ کتنی ہی عمدہ کیوں نہ ہو اگر اسکی رعایا خراب ہے تو وہ ضرور اسے اپنی سطح میں کھینچ لائیگی - اسیطرح گورنمنٹ

کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو اگر اسکی رعایا اچھی ہے تو وہ ضرور اُسسے اچھا بنا چھوڑیگی - یہ نیچر کا ایک قاعدہ ہے کہ جیسا مجموعہ قوم کے چال و چلن کا ہوتا ہے اُسی کے موافق اسکا قانون اور اُسی کے مناسب چال اُس کی گورمنٹ ہوتی ہے جسطرح پانی اپنی پنسال ڈھونڈہ لیتا ہے - اُسی طرح ہر شخص اپنے لایق نتیجہ اپنی گورمنٹ سے پا لیتا ہے - شریف قوم پر شرافت سے حکمرانی کیجایگی - اور جاہل اور ناشایستہ قوم پر ذلیل طور سے - فی الحقیقت تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی ملک کی لیاقت اور قوت عمدہ سررشتوں پر اسقدر منحصر نہیں ہے جسقدر کہ خود اس ملک والوں کے چال و چلن پر - قوم بہت سے شخصوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں - پھر اُس قوم کی تہذیب کیا ہے؟ اُس قوم کے عورت - مرد اور لڑکے بچے جس سے وہ قوم مرکب ہے - اُنکی اپنی ذاتی ترقی کا نام اس قوم کی شایستگی اور تہذیب ہے قوم کے ہر ہر شخص کی محنت - دلیری اور ایمانداری کے مجموعہ کو اُس قوم کی ترقی اور اسیطرح اُسکے ہر ایک شخص کی کاہلی - خود غرضی اور بدچلنی کے مجموعہ کو اس قوم کی تنزلی کہتے ہیں - سوسایٹی کی وہ برائیاں جنپر ہم لوگ واویلا مچاتے ہیں - اگر غور کر کے دیکھی جاویں تو وہ ہم ہی لوگوں میں سے ایک ایک شخص کی بداخلاقیوں کا نتیجہ ہیں - اگر ہم اُنہیں قانون کے زور سے زایل ہی کر دیں تو کیا ہوگا - وہ برائیاں دوسری صورتوں میں نمایاں ہونگی اور اپنا دوسرا قالب پکڑینگی - مگر ہاں جب اُس سوسایٹی کے ہر ایک شخص کی حالت اور اُسکا چال و چلن

درست ہو جائے تو اُسوقت وہ قوم کی قوم اکسیر ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو بیشک ہر متنفس کے دلوں میں یہ خواہش پیدا کر دینی چاہیے کہ وہ خود اپنی حالت آپ درست کرلے۔ اپنی اصلاح کسی غیر یا گورنمنٹ یا سر رشتوں کے سہارے پر نہ چھوڑ بیٹھے۔ قانونوں کے بدلنے اور سر رشتوں کے جاری کرنے اور اسی قسم کے کاموں میں کوشش کرنیسے کہیں زیادہ بہتر ہے اور بیشک بہت بڑی اور اصلی حُبّ قومی یہی ہے۔

جب ہماری ہر طرح کی ترقیاں اسی پر منحصر ہیں کہ ہم اسبات پر غور کریں کہ ہم خود اپنے اوپر کیونکر حکمرانی کرتے ہیں تو اُسوقت گورنمنٹ یا سر رشتوں کی شایستگی یا عمدگی کوئی بہت بڑی توجہ یا التفات کے قابل نہیں رہتی وہ شخص درحقیقت غلام نہیں کہا جاسکتا جو ایک ظالم سنگدل کی غلامی میں ہے اگرچہ یہ بھی ایک بڑی بُرائی ہے بلکہ وہ شخص اصلی غلام ہے جو اپنی بد اخلاقی۔ جہالت۔ خود غرضی کا مطیع ہے۔ اپنی الکسی اور کاہلی کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ جتنی قومیں اسطرح کی دلی غلامی میں پڑی ہوئی ہیں وہ صرف آقاؤں اور سر رشتوں کے بدلنے سے ہرگز آزاد نہیں ہوسکتیں۔ اصل یہ ہے کہ جب تک لوگوں کا یہ دھوکا قایم رہیگا کہ "ہماری آزادی گورنمنٹ پر منحصر ہے" تب تک کسی بالائی تدبیر سے کوئی اصلی تبدیلی اور حالت کی درستی۔ اصلاح اور ترقی کا کوئی مستقل اور بناؤ میں آنے کے قابل نتیجہ ہرگز ہرگز قوم میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ گورنمنٹ کے انتظام میں کیسے ہی عمدہ تبدیلیاں کیوں نہ کیجائیں مگر وہ قانونی خیال سے زیادہ

وقعت نہیں رکھتیں جنہیں رنگ برنگ کی صورتیں دکھلائی دیتی ہیں۔
مگر جب آنکھ اُٹھا کر غور سے دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ شخصی چال وچلن کی
عمدگی قومی آزادی کی مستحکم بنیاد ہے جان[۱] اسٹوارٹ مل صاحب
راقم ہیں کہ "جب تک فرداً فرداً رعایا کے دلوں میں انسانیت کی بو اور
اپنے حقوق اور ذاتی عزت کا خیال باقی ہے تب تک کوئی ظالم گورنمنٹ
ہی حد درجہ پر ظلم نہیں کر سکتی اسلئے سچ پوچھو تو حقیقی ظالم وہی اپنی اخلاقی
جہالت ہے جو اس شخصی عزت کو زائل کر دیتی ہے"

شامتِ اعمال ما صورتِ نادر گرفت

انسان کی ترقی کے اسباب میں لوگ کیا کیا غلطیاں کر رہے ہیں۔ کوئی
تو سمجھتا ہے کہ عمدہ ترین گورنر ہونا چاہیئے۔ بعض کہتے ہیں کہ قومی حالت عمدہ
ہو تو کچھ ہو۔ اور بعض کی رائے ہے کہ عمدہ عمدہ ایکٹ جاری ہوں۔ جو لوگ یہ
کہتے ہیں کہ "عمدہ گورنر کا انتظار کھینچتے رہو جب وہ بسا گورنر ملجائیگا تو تم نہایت
خوش قسمت ہو جاؤ گے"۔ تو حقیقتاً یہ لوگ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ذرا دم لو تمہارے
لئے سب کچھ کیا جائیگا لیکن تم خود اپنے ہاتھ پاؤں کچھ نہ ہلاؤ۔ اگر ہم ان کی
صلاح کو اپنا ہادی بنائیں تو نتیجہ کیا ہو گا؟ ظالم گورنمنٹ کی بنیاد اپنے ہاتھوں
ڈالنی ہے۔ عمدہ حاکم کی تلاش اور آرزو ایک قسم کی بُت پرستی ہے

---

[۱] جان اسٹوارٹ مل انگلستان کا بڑا نامی مصنف اور حکیم تھا۔ علم منطق میں جو کتابیں
اُسنے لکھی ہیں وہ بیمثال ہیں سیاست مدن پر اُسنے بہت نایاب کتابیں لکھی ہیں ۱۸۰۶ء
میں پیدا ہوا اور تھوڑا زمانہ گذرا کہ وہ مرگیا۔

ایسی تمنا صرف سلطانی قوت اور اختیارات کی عبادت ہے، جسطرح دولت کی عبادت انسان کو ذلیل بنا سکتی ہے اسیطرح سلطانی قوت اور اختیارات کی پرستش بہی اُسے ناکارہ کردیتی ہے - بہت ہی عمدہ اور مفید مسئلہ جو کسی قوم میں پہلینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ " اپنی مدد آپ کرو"۔

جسوقت لوگ اس مسئلہ کو پورے طور سے سمجھ جائینگے اور اسپر عمل بہی کرنے لگیں گے اُسوقت یہ بت پرستی بالکل نیست ونابود ہو جائیگی -

یہ دو اصول (یعنی سلطانی قوت اور اختیارات کی پرستش اور آپ اپنی مدد کرنی) ایک دوسریکے ایسے مخالف ہیں کہ انکا اجتماع ایک وقت میں ممکن نہیں -

قومی قوت اور پارلیمنٹ کے ایکٹوں کے عمدہ ہونیکی آرزو یہ سب باطل خیالات ہیں ولیم ڈرگین صاحب آیرلینڈ کے نامی ملک دوست نے ایکبار نمائش گاہ میں یہ فرمایا کہ "جب کبہی میں آزادی کا لفظ سنتا ہوں تو مجہکو میرا ملک اور میرے ہموطن یاد آجاتے ہیں - میں اکثر سنتا آیا ہوں کہ ہمارے ملک کو اِنکے یا اُنکے ذریعہ سے آزادی نصیب ہوگی - دوسرے ملک کے رہنے والے ہم لوگوں کے لیئے بہت کچھ کرینگے میں بہی اور آدمیوں کیطرح اِسبات کو مانتا ہوں کہ غیر قوموں کے ساتھ میل جول رکہنے سے بہتیرے فایدے حاصل ہوتے ہیں لیکن میں یہ بہی ضرور کہونگا کہ ہم لوگوں کی آزادی بہت کچھ اپنے ہی اوپر منحصر ہے - مجہے یقین ہے کہ اگر ہم لوگ محنتی ہوجائیں اور اپنے قوے کا اچہا استعمال کرنے لگیں تو

یقینی ترقی کر سکتے ہیں ابھی ہملوگ صرف ایک قدم آگے بڑھے ہیں لیکن اس سے کچھ نہیں ہوتا استقلال اور جفاکشی چاہیئے ثابت قدمی کامیابی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اگر ہملوگ برابر مستعدی اور دلولہ سے ترقی کے میدان میں بڑھتے چلے جائیں تو یقیناً تھوڑے زمانہ بعد خوشحالی اور آزادی میں اَور قوموں کے ہم پلہ ہو سکتے ہیں"۔

انسان کی اگلی پشتوں کے حالات پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ کُل قوموں کی موجودہ حالت گذشتہ قوموںکے غور و فکر و کوشش و تدبیر کا نتیجہ ہے۔ محنتی اور مستقل مزاج کسان لوگ۔ کانوں کے کھودنے والے۔ نئی نئی چیزوں کے ایجاد کرنیوالے۔ پوشیدہ باتوں کو دریافت کرنیوالے آلات جرثقیل سے کام لینے والے اور ہر قسم کے پیشہ ور لوگ۔ ہنرمند شاعر۔ حکیم۔ فیلسوف۔ ملک کا انتظام کرنیوالے سب کے سب ہماری کُل موجودہ ترقیوں کے باعث ہوتے ہیں ہر ایک نسل نے اگلی نسل کی محنت پر عمارت بنائی ہے اور موجودہ قوم کو اِس بلندی پر لے آئی ہے۔ اِنہیں عمدہ عمدہ کاریگروں سے جو حقیقت میں تہذیب و شائستگی کی عمارت کے معمار ہیں۔ انہیں کی مسلسل و لگاتار محنت سے علوم و فنون میں جو ایک بے ترتیبی کے حالت میں تھے ایک ترتیب پیدا ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ زمانہ کی گردش نے موجودہ نسل کو اُس زرخیز اور بیش قیمت جایداد پر قابض کیا ہے جو ہماری بزرگوں کی محنت اور ہوشیاری سے مہیا ہوئی تھی۔

وہ جایداد ہمکو اِسلئے نہیں دی گئی کہ ہم صرف خزانہ کے سانپ کیطرح اُسکی

حفاظت ہی کیا کریں بلکہ وہ ہمکو اِسلیے نہیں دی گئی ہے کہ ہم اُسکو اَور بھی زیادہ ترقی دیکر آیندہ نسلوں کے لیے چھوڑ جائیں

اِس میں شبہہ نہیں کہ انگریزی قوم میں آپ اپنی مدد کرنیکی صفت بہت نمایاں طور سے پائی جاتی ہے اور بیشک اُن میں ہر زمانہ میں ایسے ایسے بہتیرے آدمی پیدا ہوئے جنہوں نے بہت کچھہ کارروائیاں کیں۔ لیکن سچ پوچھو تو ہم لوگوں کی ترقی جیت کچھہ انہیں غریب اور محنتی آدمیوں کے باعث ہوئی جنکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا۔ لڑائی کی فتح جرنل کے نام لکھی جاتی ہے لیکن کامیابی اور فتح اصل میں سپاہیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انسانی زندگی بھی کیا ہے؟ ایک طرحسے سپاہیوں کی لڑائی ہے۔ ہر زمانہ کی ہر قوم اگلی اور پچھلی قوموں کے لحاظ سے درمیانی قوم ہے اور لڑائی میں قلب گاہ کے لشکر کو بہت مضبوط رہنا چاہیئے کیونکہ اَور صفوں کے اعتبار سے اُسی کو بہت کچھہ کرنا پڑتا ہے۔ اِسلئے ہم لوگوں کو اگلی اور پچھلی نسلوں کی نسبت بہت زیادہ سرگرمی اور مستعدی کے ساتھہ آپ اپنی مدد کرنی ہے۔ بہت سے آدمی ایسے ہوئے ہیں جنکے حالات کسی نے کتابوں میں درج نہیں کئے لیکن یہ لوگ تہذیب اور ترقی کے پھیلانے میں ویسی ہی کوشش کرنیوالے تھے جیسی وہ خوش قسمت بڑے نام و نشان والے لوگ جنکے احوال تواریخ میں مندرج ہیں۔ ایک نہایت مسکین اور گمنام شخص جو اپنے ابنا جنس کے لئے محنت۔ پرہیزگاری اور دیانتداری کا نمونہ اور نظیر بنگیا ہے بیشک اُسکا اثر ابھی تک موجودہ قوم میں ہے اور آیندہ بھی رہے گا

اُسکا چال چلن چھپے چھپے دوسروں کی زندگی میں اُسترتا جائیگا اور زمانہ دراز تک اپنا اثر پیدا کرتا رہے گا۔

روزمرہ کے تجربے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شخصی چال وچلن یہ قوت رکھتا ہے کہ دوسروں کی زندگی اور چال وچلن پر نہایت زور آور اثر پیدا کرے اور فی الحقیقت یہی ایک عمدہ عملی تعلیم ہے اور جب ہم اس عملی تعلیم کا علمی تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو اسکول اور کالجوں کی تعلیم اسی عملی تعلیم کی ایک ابتدائی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ عمدگی سے زندگی بسر کرنیکا علم ان مکتب اور مدرسوں کے علم سے کہیں زیادہ مفید اور موثر ہے۔ اسکولوں اور مدرسوں کا علم کتب خانوں اور صندوقوں میں رکھا ہوتا ہے مگر خوبی سے زندگی بسر کرنیکا علم ہر وقت۔ روزمرہ دوستوں کی ملاقات میں گھر کے رہنے سہنے میں۔ شہر کی گلیوں میں پھرنے میں۔ تجارت کے کارخانوں میں۔ ہل جوتنے میں۔ کپڑا بننے کی کارگاہوں میں۔ کلوں سے کام کرنیکے کارخانوں میں ہم لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور لطف یہ کہ بے سکھائے پڑھائے صرف برتاؤ سے لوگوں میں پھیلتا جاتا ہے۔ یہی وہ کامل اور پختہ کرنیوالی تعلیم ہے جو قوم کو ضبطِ نفس اور اچھے چال وچلن سکھلاتی ہے اور انسان کو اس زندگی کے فرایض ادا کرنے اور اپنی عاقبت سنوارنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو کتابوں سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی بیکن نے کیا خوب کہا ہے کہ "علم سے عمل نہیں آجاتا علم کو عمل میں لانا تحصیل علم کے بعد اور اس کے باہر اور اس سے برتر ہے۔ تجربہ اور مشاہدہِ انسان

کی زندگی کو درست اور اُسکے علم کو اُسکے برتاؤ میں لا دیتا ہے"۔ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی پڑھنے سے کہیں بڑھکر محنت اور کاربار کے ذریعہ سے کامل بنتا ہے۔ علم ادب سے کہیں زیادہ عمدہ شخصوں کی عمدہ زندگی دیکھ کر ترقی کرتا ہے علم سے کہیں بڑھکر عمل کے ذریعہ سے برومند ہوتا ہے جس کتاب میں بڑے بڑے آدمیوں خاص کر نیکوں کی سوانح عمری مندرج ہے وہ بہت ہی مفید اور ہدایت کرنیوالی کتاب ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سیر کی عمدہ کتابیں گویا کتاب الہی کے ہم پلہ ہیں۔ کیونکہ یہ کتابیں ہم لوگوں کو کیسی اچھی طرح سے زندگی بسر کرنیکے طریقے۔ اپنے دماغوں میں اعلے اور عمدہ خیالوں کو جگہ دینا اور ہمت سے کام کرنا سکھلاتی ہیں۔ یہ کتابیں ہملوگوں کو اُن آدمیوں کی بہت عمدہ عمدہ مثالیں دیتی ہیں جنہوں نے آپ اپنی مدد کی اور جو صابر مستقل محنتی اور دیانتدار تھے۔ ایسی کتابوں سے یہ بات کھل پڑتی ہے کہ ہر انسان کیا کر سکتا ہے۔ ایسی کتابیں اس بات کو نہایت فصاحت سے بتلاتی ہیں کہ اگر کم بساط اور کم مایہ آدمی بھی اپنی عزت کا خیال رکھے اور اپنے اوپر آپ بھروسہ کر سکے تو کیا کچھ ہے جو وہ نہیں کر سکتا بڑے بڑے لوگ علوم وفنون کے جاننے والے اور اعلے خیالات رکھنے والے اور گویا انسان کے دلوں پر حکمرانی کرنیوالے کسی خاص فرقہ کے آدمی نہ تھے اُنمیں سے کوئی تو کوچوں سے ترقی کر نکلا کوئی دوکانوں ہی سے آگے بڑھا۔ کوئی تو جھوپڑی کا رہنے والا تھا اور کوئی محلات شاہی میں پلا تھا مگر بااینہمہ خدا کے بہتیرے رسول غریب آدمیوں ہی میں پیدا ہوئے

اکثر غریبوں ہی نے اعلےٰ درجے پائے اور اسمیں جو تکلیفیں اُنہیں پیش آئیں وہ اُن کی سد راہ نہ ہوئیں بلکہ اُن تکلیفوں نے اُنکے قوے کو اور بھی متحرک کر دیا۔ اور اُنکے دلوں کو جوش اور جرأت کا زور آور منبع بنا دیا۔ مصیبتوں اور بکھیڑوں پر فتح پانے کی مثالیں اس کثرت سے ہیں کہ اب یہہ مقولہ بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ "انسان جو چاہے وہی کرسکتا ہے"۔ دیکھو جرمی ٹیلر[1] سر رچرڈ[2] آرکرایٹ ٹنٹرڈن[3] اور ٹرنر[4] یہہ

---

[1] جرمی ٹیلر ایک درزی کا لڑکا تھا ترقی کرکے بہت اعلےٰ درجہ کا پادری ہوا۔ چارلس بادشاہ کو اس سے خاص محبت تھی۔ علم الہیات میں اسکی تصانیف بہت اعلےٰ درجہ کی شمار کی جاتی ہیں شہر کمبرج میں ۱۶۱۳ء میں پیدا ہوا تھا اور شہر لسرن میں ۱۶۶۷ء میں مرگیا۔

[2] سر رچارڈ آرکرایٹ۔ ایک درزی کا لڑکا تھا ترقی کرکے انگلستان کا ایک نامی تاجر ہوا اِسکی کپڑا بُننے کی کل بہت مشہور تھی ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا۔

[3] لارڈ ٹنٹرڈن۔ شہر کنٹربیری کے ایک درزی کا لڑکا تھا۔ ترقی کرتے کرتے چیف جسٹس ہوگیا۔ اس شخص کو بیرن کا خطاب بھی ملا تھا۔ پارلیمنٹ کا ممبر بھی ہوا ۱۷۶۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۳۲ء میں مرگیا۔

[4] ٹرنر۔ شہر لنڈن کے ایک درزی کا لڑکا تھا محنت اور شوق کے ذریعے سے ایک بہت ہی اعلےٰ درجہ کا مصور ہوا۔ اِسنے اپنی تصویروں کے ذریعہ سے بہت روپیہ پیدا کیا جب مرگیا تو وصیت کرگیا کہ جتنی تصویریں ابھی تک نہیں بکی ہیں اُن کی قیمت جسقدر آئے وہ قومی نفع کے کام میں صرف کی جائے ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوا تھا ۱۸۵۱ء میں مرگیا۔

سب کے سب کیسے کیسے نامی لوگ ہیں اور یہ کُل حجام ہی تھے -
کسی کو یہ معلوم نہیں کہ شکسپئیر[1] کون تھا لیکن اِسمیں شبہہ نہیں کہ وہ بہت ہی غریب شخص تھا اُسکا باپ قصاب تھا اور خود شکسپیر ایک زمانہ تک جولاہہ کا کام کرتا رہا بعض کہتے ہیں کہ پہلے وہ ایک اسکول کا دربان پھر ایک ادنےٰ کرانی کے ہاں نقلنویس تھا۔ اِسکے بارہ میں لوگوں نے کہا ہے کہ یہہ سارے جہان کے آدمیوں کا انتخاب تھا کیونکہ اسے جہازیوں کے خاص خاص محاورے اُنکے الفاظ اور جملے اسقدر معلوم تھے کہ ایک ملاح کی رائے ہے کہ وہ ضرور ملاح ہوگا۔ ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ضرور کسی پادری کا کرانی ہوگا۔ ایک گھوڑا پہچاننے والے بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ ضرور گھوڑے کی تجارت کرتا ہوگا۔ غرض یہ کہ شکسپیر جہان میں خوب پھرا اور ہر جگہ سے تجربہ اور علم حاصل کیا وہ خود واقع میں جو ہو سو ہو لیکن اِس میں شبہہ نہیں کہ وہ بہت ہی عمدہ اور سچّا طالب العلم اور یقینی محنتی تھا۔ اُسکی تحریریں آجتک لوگوں کے دلوںپر اثر پہونچا رہی ہے -
تواریخ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بڑے بڑے شعرا

---

[1] شکسپیر ڈراما میں انگلستان کا پہلا مصنف تھا۔ اِس کی تحریر کی شہرت سارے جہان میں ہے اِسکے مفصل حالات تو معلوم نہیں لیکن جہانتک معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ یہہ شہر اسٹفورڈ میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں تھیٹر تماشا گاہ کا منتظم تھا - ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۶۱۶ء میں مرگیا۔

سیاح - انجنیر - سپہ سالار - اڈیٹران اخبار - مصوران - واعظ وغیرہ اکثر نہایت غریب اور ادنے پیشہ والے تھے لیکن محنت اور کوشش سے اُن لوگوں نے بڑی سربلندی حاصل کی - اُن لوگوں کے حالات پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف اور مصیبت ہی بہت کچھ اُنکی ترقی کا باعث ہوئی - کوئی اُمیمن ایسا نہ تھا جسنے کاہلی سے ترقی پائی ہو -

آدمی کتنا ہی دولتمند اور عالی رتبہ شخص کا لڑکا کیوں نہ ہو لیکن جبتک اپنی ترقی کی فکر آپ نہیں کرتا ہے ہرگز ترقی نہیں پاتا ہے - اِنسان کو زمینداری وراثت میں مل سکتی ہے لیکن علم وعقلمندی کا ترکہ نہیں ملتا - دولت کے ذریعہ سے انسان دوسرے سے کام لے سکتا ہے مگر گنج قارون دیکر بھی کسی کی عقل سمجھ یا غور وفکر نہیں لے سکتا - اِنسان کیسا ہی غریب یا کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو مگر تحصیل علم کے میدان میں دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا ہونا پڑیگا اور ایک ہی راہ چلنی ہوگی - انسان کی تربیت کے لئے دولت کی ہرگز زیادہ ضرورت نہیں ہے ورنہ دنیا میں یہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں غربا کیونکر علوم وفنون کے بانی اور موجد ہوتے بلکہ یہہ کہنا بہت صحیح ہے کہ دولت اکثر مضر بلکہ ترقی کی سد راہ ہوتی ہے دولتمند انسان کو اکثر آپ اپنی قوت اور استقلال پر اعتماد نہیں ہوتا اُسے مصیبتوں اور تکلیفوں کے برداشت کرنیکی جرات نہیں ہوتی بیشک اگر انسان محنتی اور جفاکش ہو اور ہمت اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دے تو غربت آفت آسمانی ہونیکے بدلے اُس کے حق میں

رحمت یزدانی کا کام کرے گی۔

دولت عیاشی کے سامان بہت جلد مہیا کرتی ہے اور انسان کو اکثر ذلیل اور خوار بنا کر انسانیت کے درجہ سے گرا دیتی ہے۔ اسلئے وہی انسان جو باوجود دولتمند ہونیکے بگاڑنیوالے عیش و عشرت کو لات مار کر اپنے ابنائے جنس کی بہی خواہی میں مصروف ہو محنت کے دھندے میں پھنسا رہے بیشک فخر اور تعظیم کے قابل ہے۔ انگلستان کی ترقی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ وہاں کے امرا کاہلی سے متنفر اور کام کے آدمی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے کاموں میں مصروف اور سرگرم رہتے ہیں جنپر انکے ملک۔ انکی قوم اور اُنکی سلطنت کی ترقی منحصر ہے۔ ممبران پارلیمنٹ ڈربی[۱]۔ رسل[۲]۔ ڈزریلی[۳]۔ گلیڈ اسٹون کیسے محنتی اور جفاکش ہیں۔

---

[۱] انگلستان کا رہنے والا اور پارلیمنٹ کا ایک نامی ممبر گذرا ہے۔ بہت سے اعلےٰ عہدوں پر ممتاز رہا ایکبار ۱۸۶۶ء میں وزیر اعظم کا عہدہ بھی حاصل کیا تھا۔ انگلستان کے شہر لنکا شایر میں ۱۷۹۹ء میں پیدا ہوا۔ ابھی تک زندہ ہے۔

[۲] رسل صاحب انگلستان کے رہنے والے اور پارلیمنٹ کے ایک مشہور ممبر رہے یہ بھی ایکبار انگلستان کے وزیر دول خارجیہ مقرر ہوئے تھے۔ انہوں نے کئی مشہور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ شہر لنڈن میں ۱۷۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ابھی تک زندہ ہیں۔

[۳] ڈزریلی صاحب۔ اِن سے ناظرین شاید واقف ہونگے لارڈ بیکنسفلڈ انہیں کا خطاب ہے۔ انگلستان کے مشہور وزیر اعظم ہیں انہیں کی جگہ پر آجکل گلیڈ اسٹون صاحب

سرا رابرٹ پیل اور لارڈ بروگھم صاحب ہی کیسے سخت محنتی تھے - لارڈ بروہم صاحب نے ساٹھہ برس تک اپنے ملک کی خدمت کی - جب یہہ اُس سن کو پہونچے جس میں عموماً انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اب تو چند دنوں آرام اور بیکاری میں بسر کروں - اُسوقت صاحب علوم کی تحقیقات میں مصروف ہوئے اور کیسے کیسے عمدہ رسالے اور کتابیں علوم و فنون کی تصنیف کیں - ایک دفعہ اِن کو ایک شخص نے یہ صلاح دی کہ اب آپ بوڑہے ہوئے صرف اُتنی محنت کیا کیجے جسقدر تین جوان صحیح المزاج کرسکتے ہوں لیکن اِن کو تو محنت سے عشق تہا یہ ایسی محدود محنت پر کیونکر قناعت

صفحہ ۱۶ وزارت کا کام کرتے ہیں - اِن کی تصانیف بہت معروف اور مشہور ہیں ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹ - اپریل ۱۸۸۱ء میں مرگئے -

۵۶ گلیڈاسٹون صاحب - ہمارے حال کے وزیر اعظم انگلستان ایک عجیب غریب شخص ہیں اِن کی فصاحت بیانی ضرب المثل ہے - کئی کتابوں کے مصنف ہیں علمی لیاقت اِنکی بہت عمدہ ہے ۱۸۰۹ء میں مقام لورپول میں پیدا ہوئے تھے -

صفحہ ۱۷

---

۵۷ سررابرٹ پیل صاحب انگلستان کے رہنے والے ہاوس آف کامنس کے مشہور ممبر اور بڑے تاجر تھے - شہر لنکاشایر میں ۱۷۸۸ء میں پیدا ہوئے تھے ۱۸۵۰ء میں مرگئے

۵۸ لارڈ بروہم - اسکاٹلینڈ کے شہر اڈنبرا میں پیدا ہوئے تھے بہتیرے عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز رہے ایک زمانہ تک بیرسٹری ہی کی - پارلیمنٹ کے ممبر بھی رہے - نہایت فصیح البیان تھے ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۶۸ء میں مرگئے -

کر سکتے تھے۔

امیروں ہی میں سے ایک دوسرے محنتی سر اے[1] بلورلٹن کا حال سنو۔ مصنفوں میں ان سے بڑھکر بہت کم آدمیوں نے کامیابی حاصل کی ہوگی۔ ایک فن ہیں ہو تو ایک فن میں ناول نویسی۔ شاعری۔ ڈراما نویسی۔ مورخی۔ وقایع نگاری۔ فصیح البیانی۔ قانون دانی۔ سب ہنروں میں ان کی تصانیف ہیں اور سب میں بہت طاق تھے وجہ کیا؟ انہوں نے کیوں اسقدر ترقی کی؟ بس صرف اسی وجہ سے کہ انہوں نے اس ظاہری اور وہو کے عیش و عشرت کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور رات دن اپنے کاموں میں مشغول رہے۔ انگریزی مصنفوں میں شاید ہی کوئی دوسرا مصنف ہوگا جسنے ان کی طرح اتنی کتابیں لکھی ہوں اور وہ ویسی ہی عمدہ بھی ہوئی ہوں اور بڑی تعریف کی بات تو یہ ہے کہ یہ ساری محنت انہوں آپ اپنی خوشی سے اپنے ذمے لی تھی۔ دولتمند آدمی تھے چاہتے تو رات دن سیر و شکار۔ تماشہ گاہوں اور غیر ملکوں کی سیر۔ دعوتوں اور سیکڑوں عیش و راحت کے کارخانوں میں اپنی عمر عزیز بسر کرتے لیکن یہ کہاں! یہ تو اپنے شوق کی محنت میں مصروف رہتے تھے۔ تصنیف ہی ان کا بڑا کھیل

---

[1] سر اے بلورلٹن۔ ابھی چند روز پہلے جو ہمارے گورنر جنرل بہادر تھے انہیں کے باپ کا یہ نام ہے۔ یہ انگلستان کے ایک نامی مصنف تھے ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے تھے اور تھوڑا زمانہ گذرا کہ مر گئے۔

اور کتابوں کا لکھنا ہی ان کا بڑا تماشہ تھا۔ پہلے پہل انہوں نے چند اشعار تصنیف کر کے چھپوائے لیکن کسی نے بھی اُن کی قدر نہ کی۔ تب تو انہوں نے ہمت کر کے ایک ناول تصنیف کیا اسکو بھی کسی نے نہ پوچھا۔ غور کی جگہ ہے اگر کوئی کمزور دل کا آدمی ہوتا تو پھر تصنیف کا نام تک نہ لیتا لیکن شاباش ہے انکی ہمت اور استقلال کو کہ انہوں نے ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیا پھر دیا۔ پھر کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اب تو انکی شہرت روز بروز ہونی چلی۔ تیس برس تک برابر کتابیں تصنیف کرتے رہے اور اس ذریعے سے جیسا نام اور جو شہرت اُنہوں نے پیدا کی وہ ایک جہان پر روشن ہے۔

مسٹر ڈزریلی صاحب بھی بڑے محنتی آدمی ہیں پہلے پہل انہوں نے بھی تصنیف ہی کے ذریعے سے کامیابی حاصل کرنی چاہی مگر ناکامیاب رہے لیکن اسپر بھی ہمت ہار کر بیٹھ نہیں رہے اور یہ مسئلہ تو حق ہے کہ "استقلال البتہ ایک دن فتح پاتا ہے"۔ آخر لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے قلم میں زور اور تحریر میں قوت ہے۔ اپنی فصیح البیانی میں یہ بھی پہلے پہل ناکامیاب ہی رہے ہیں ہاؤس آف کامنس میں جو پہلی مرتبہ انہوں نے اسپیچ دی تو لوگ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے۔ بعضوں نے کہا کہ نقال ہے نقل کرنے آیا ہے۔ کسی نے کہا کہ ارے میاں سانگ لایا ہے غرض جو جسکے دل میں آیا اس اول اسپیچ کے بارے میں پھبتیاں کہہ گیا لیکن خود ڈزریلی صاحب نے جو اپنی اس اسپیچ کے اخیر میں کہا وہ البتہ یاد رکھنے کے قابل جملہ ہے۔ "میں نے بہت سے کام کو شروع کیا اور آخر کو کامیاب ہوا۔ اب میں بیٹھتا ہوں لیکن وہ زمانہ

آوے گا جب آپ لوگ میری باتوں کو بغور سنیں گے"۔ فی الحقیقت وہ زمانہ آگیا اور انکی وہ پیشینگوئی سچی ہوئی کہ آجکل ڈزریلی صاحب انگلستان کے نامی بولنے والوں میں گنے جاتے ہیں یہ آجکل کے نوجوانوں کی طرح ایک مرتبہ ناکامیاب ہونیکے سبب شکستہ دل ہوکر بیٹھ نہیں رہے بلکہ اپنی اسپیچ کے عیبوں پر غور کرنے لگے۔ پالیمینٹ کی بحثوں کو پڑھنا شروع کیا۔ اپنے سامعین کا مذاق دریافت کرنے لگے اور آخر کامیاب ہوئے۔

جتنی مثالیں کہ بیان ہوئیں یا آئندہ بیان ہونگی اُن سے صاف ظاہر ہے کہ شخصی محنت سے بہت ترقی ہوتی ہے لیکن یہ بات بھی ضرور بہت صحیح ہے کہ اِس زندگی میں جو نفع ہم دوسروں کی عمدہ زندگی۔ عمدہ اقوال۔ عمدہ چال وچلن سے پاتے ہیں وہ ہمارے کاروبار بلکہ ہماری زندگی میں بہت معین اور مددگار ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک انسان ایک دوسرے سے مدد لیتا ہے اور جو لایق ہوتا ہے وہ کسی کا احسان فراموش نہیں کرتا بلکہ اُسکا اقرار کرتا ہے۔

ٹاک وِل[1] صاحب بہت ہی عالی خاندان تھے۔ اِنکے والد فرانس کے ایک معزز آدمی تھے۔ اِن کی ماں بھی ایک بہت ہی دولتمند اور معزز عورت تھیں۔ خاندانی عزت کی وجہ سے یہ فوراً جج مقرر ہوگئے لیکن ان کو یہہ

---

[1] ٹاک ول صاحب فرانس کے ایک نامی شخص گذرے ہیں ایک زمانہ تک وزارت کا کام بھی انجام دیا تھا۔ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوے تھے اور ۱۸۵۹ء میں مرگئے۔

عہدہ کچھ ایسا ناپسند ہوا کہ استعفا دیکر امریکہ روانہ ہو گئے۔ اِنکے بحری سفر کا ایک ساتھی راقم ہے کہ "صاحب کو کاہلی سے قطعی نفرت تھی۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ کام کرتے ہی رہتے تھے۔ صاحب موصوف نے خود اپنے ایک دوست کو ایک خط لکھا تھا اُسکا یہ مضمون کیا خوب ہے کہ "زندگی میں کوئی بھی ایسا وقت نہیں جسمیں انسان بالکل معطل رہ سکے کیونکہ ہر وقت اُسے بیرونی یا اندرونی کوشش اور محنت ضرور ہی کرنی پڑتی ہے۔ میں انسان کو ایک ایسا مسافر سمجھتا ہوں جو سرد ملکوں کی سیر کر رہا ہو وہ جتنا ہی آگے بڑھیگا اُسے تیز چلنا ہوگا۔ ورنہ سردی کی شدت سے پریشان ہو جائیگا۔ روح کی بہت بڑی بیماری اُسکا افسردہ ہو جانا ہے۔ اس بیماری سے نجات پانے کے لئے ہر انسان کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا چاہیئے۔"

باوجود اِس کے کہ ٹاکول صاحب شخصی محنت اور کوشش کے اِسقدر قایل تھے لیکن اسبات کا انکو بھی اقرار تھا کہ دوسروں کے چال چلن اور عمدہ زندگی انسان کی ترقی میں بہت کچھ معاون اور مددگار ہوتے ہیں۔ صاحب نے اپنے ایک دوست کو خط میں لکھا تھا کہ "بھائی جتنا مجھکو تمپر اعتماد ہے۔ کسی پر نہیں۔ ہاں لوگوں نے میری زندگی پر اثر پہونچایا ہے لیکن سوا تمہارے کسی کا اثر میرے اصول زندگی پر نہ ہوا"۔ اپنی بی بی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں۔ "مس مریم (اُنکی بی بی کا نام تھا) کی وجہ سے نیکدل اور نیک مزاج بنا رہا ورنہ مجھہ سے تحصیل علوم میں سخت محنت نہ ہو سکتی مجھے پورا یقین ہے کہ عالی خیال اور عمدہ سمجھہ کی عورت چھپی چھپی شوہر کے چال چلن پر

اپنا اثر پہونچاتی ہے اور پست خیال کی عورت اپنے شوہر کو ذلیل اور خوار بنا چھوڑتی ہے۔

غرض نتیجہ یہ ہے کہ انسان کا چلن سیکڑوں طرح کے اثر سے موثر ہوتا ہے کبھی وہ دوسروں کے نمونہ اور مثال سے جسے وہ دیکھتا ہے اثر پاتا ہے کبھی وہ کتابوں کو پڑھکر ہدایت پاتا ہے کبھی وہ اپنے دوستوں اور جلیسوں کی صحبت سے فیض اٹھاتا ہے کبھی وہ اپنے باپ داداوں کے عمدہ اقوال کو سُنکر سیکھتا ہے۔ یہ سب اثر بہت زیادہ موثر سہی لیکن اسمیں بھی شبہہ نہیں کہ انسان کو اپنی بھلائی کے لیے آپ ہی بہت کچھ کرنا ہوتا ہے۔ اُسے اپنی ہی کوشش سے بُرائی یا بھلائی کی راہ میں چلنا ہے۔ دُنیا کے عاقلوں اور نیکوں نے عمدہ صحبتوں سے جو نفع پایا ہو پایا ہو لیکن غور کرکے دیکھیے تو وہ سب کے سب آپ اپنی مدد کرنیوالے تھے اور بہت بڑے مدد کرنیوالے تھے۔

باب (۲)

ہمت اور دلیری

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد　　اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہمت اور دلیری کا حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے کسی عمدہ کام کو بہت ہی مستعدی سے کئے جانا بس یہی سچی بڑائی یہ سچی عظمت بڑا آدمی ہونے کی بنیاد ہے۔ ہمت اور دلیری ہی سے انسان اس دنیا میں مصیبتیں جھیلتا ہوا دنیا بھر کے بکھیڑوں کو اپنے سامنے سے دور کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جو کام ذہانت سے نہیں نکلتے وہ اس سے نکلتے ہیں کسی کام میں کامیابی حاصل کرنیکے لئے لیاقت اور قابلیت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی استقلال سے برابر محنت کرنیکی۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دلیری انسان کی کُل قوتوں کا چشمہ ہے۔ بلکہ خود یہی چیز انسان ہے یہ ہر قوتوں کو متحرک کرتی ہے۔ ہر کوششوں میں جان ڈالتی ہے، سچی امید کی بنیاد اسی پر ہے، اور امید ہی سے یہہ تلخ زندگی شیریں ہوتی ہے۔

ایک بہت بڑے شخص کا کیا عمدہ قول ہے! "افسوس اُنپر جنکا

دل پست ہے۔" فی الحقیقت استقلال اور ہمت کے برابر دُنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ اِسکے سامنے سب نعمتیں ہیچ ہیں۔ جب میں غربا میں سے کسی کو دیکھتا ہوں کہ صبر سے' مصیبت کا مقابلہ کر رہا ہے۔ سچائی کے ذریعے سے' قدم ڈگانے والے' زور آور جھوٹ پر فتح حاصل کر رہا ہے اُسکے اعضا' چور چور ہیں' پاؤں سے خون ٹپک رہا ہے' مگر ایک ہمت ہی کے سہارے پر' وہ آگے بڑھا چلا جاتا ہے۔ قدم نہیں روکتا۔ تیور پر بل تک نہیں آتا۔ اپنی تکلیفوں کا تصوّر بھی نہیں کرتا۔ مڑ کر بھی نہیں دیکھتا' بس اپنی ایک دُھن میں مستغرق ہے۔ اُسوقت میں نہیں کہہ سکتا' کہ مجھے کتنی خوشی ہوتی ہے" آفریں باد بریں ہمتِ مردانہ اُو۔"

نری خواہش اور آرزو جوانوں کے دِل میں ایک قسم کی بیماری پیدا کرتی ہے' جِس سے وہ اپنی اوقات عزیز کو صرف خیالی پلاؤ پکانے اور لا یعنی منصوبے باندھنے میں ضایع کرتے ہیں۔ جِسوقت کسی مقصد' کسی کام پر مستعد ہونے چاہو' فوراً اُٹھ کھڑے ہو اور اُسیوقت اُسمیں ہاتھ لگا دو' پھر کبھی اُسمیں سُستی نہ کرو' بہتیری مصیبتوں کو نہایت خوشی سے سر پر اُٹھا لینا چاہیئے' کیونکہ وہ' ہماری تعلیم اور تجربہ کے لئے نہایت ہی ضروری ہیں۔ ہگ ملر[1] صاحب فرماتے ہیں کہ "مینے صرف ایک اسکول

---

[1] ہگ ملر۔ ملک اسکاٹلینڈ کا رہنے والا ایک بہت ہی غریب پسر شخص تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی' ایک اخبار کا اڈیٹر مقرر ہوا' اِسنے علم جیالاجی (معدنیات) کو بہت ترقی دی۔ ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۵۶ء میں مرگیا۔

میں اچھی طرح پر تعلیم پائی وہ اسکول یہی دنیا تہا جسمیں محنت اور مصیبت دو بڑے چیت و چالاک استاد تھے۔ جو شخص اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں پس و پیش کرتا ہے اُسکو ابہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ضرور نا کامیاب ہوگا۔ تھوڑی سی لیاقت والے آدمی ہی اگر محنتی اور مستقل مزاج ہوں تو بہت کچھ کرسکتے ہیں فویل بکسٹن[1] صاحب انجیل مقدس کے مطابق، فرماتے ہیں کہ "جو کام تیرے ہاتھ میں آجائے تو اُسے اپنی کُل قوتوں سے انجام کر" یہہ بڑے محنتی آدمی اور دنیا کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔ وہ اپنی اِس عظمت کی وجہ خود لکھتے ہیں کہ "میں ہر ایک کام کے وقت اُس کام کے لیئے پورا آدمی تہا یعنی جسوقت جونسا کام مجھکو پیش آیا میں اُسیوقت اپنی تمام قوتوں پر پورے حواسوں۔ سارے اعضا سے اُسمیں لگ گیا"

دلیر اور ہمت والے ہی کچھ کر گذرتے ہیں اور عجیب بات تو یہ ہے کہ اُنپر آیندہ کی باتیں اِنکے مقصد کے نتیجے ہی پہلے ہی سے کچھ کچھ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ فرانس کا ایک فوجی افسر اپنے کمرہ میں ٹہلتے وقت کہا کرتا کہ میں ملک فرانس کا ایک بہت بڑا نامی سپہ سالار ہونگا اور مارشل کا خطاب پاؤنگا تعجب کی بات تو یہ ہے کہ فی الحقیقت وہ بڑا نامی سپہ سالار اور فرانس کا مارشل ہوکر مرا۔

---

[1] فویل بکسٹن صاحب۔ انگلستان کا ایک امیر کبیر تہا۔ اِسنے بردہ فروشی کے موقوف کرنے میں بہت کوشش کی بہت دنوں تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا ۱۷۸۶ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۸۴۵ء میں مرگیا۔

مسٹر ڈاکٹر صاحب راقم ہیں کہ ایک بنہ وہ بیمار تہے بہتیرا علاج کیا پر کچہہ کارگر نہ ہوا۔ تب تو ہمت کر کے انہوں نے یہ قصد کیا کہ اب ضرور صحیح ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ ہو ہی گئے۔

مگر یہ ہمت کا زور آور اور مجرب نسخہ ایسا ہی نہیں ہے کہ ہر حالت میں اسکا استعمال کیا جائے۔ ہر چند اسمیں بہی شبہ نہیں کہ جسم پر روح کا بہت بڑا اور ہر وقت اختیار ہے لیکن قوائے جسمانی سے اتنا ہی کام نہیں لینا چاہیے کہ کمزور ہو کر تباہ ہو جائیں۔ ایکبار مولی ملک سپین کا سردار پلنگ پر بیمار پڑا ہوا تہا اور اسکی فوج پرتگال والوں سے لڑ رہی تہی جب اسنے یہ خبر سنی کہ میری فوج قریب بہ شکست ہے تو اس سے نہ رہا گیا ہمت نے جوش مارا روح نے جسمانی قوا پر اپنا پورا اثر کیا اُٹھ کھڑا ہوا اور میدان میں جا کر اپنی فوج کے آدمیوں کو للکارا اور آپ آگے بڑہکر دشمنوں سے مقابل ہوا اسکو لڑتے دیکھہ کر فوج میں جان آگئی خوب جی کھول کر لڑے یہانتک کہ دشمنوں کے چہکے چھوٹ گئے۔ جی جان چھوڑ کر بہاگ نکلے اس فتحیابی کے بعد وہ بیچارا بیمار سردار واپس آیا اور پلنگ پر لیٹتے ہی مر گیا۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ روحانی قوائے نے جسمانی قوائے سے بہت ہی سخت کام لیا اور یہہ بڑی غلطی ہوئی۔

ہمت ہی سے انسان جو کچہہ چاہے کر سکتا ہے اور خود جیسا چاہے ویسا ہو سکتا ہے۔ ایک بزرگ اکثر کہا کرتے تہے کہ "تم وہی ہو جو ہونا چاہو" کیونکہ اگر خدا کی مہربانی شامل حال رہے تو انسان جس کام میں سچے دل

پوری ہمت سے ہاتھ لگادیگا بیشک اُسمیں کامیاب ہوگا۔ ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کوئی شخص منکسر۔ صابر۔ سخی ہونا دل سے چاہتا ہوا ور نہ ہوا ہو کوئی بڑھئی ایک کرسی مجسٹریٹ کے اجلاس کے قابل بہت جی لگاکر بنا رہا تہا لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ بہائی تو اس میں اتنی محنت کیوں کر رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ میاں! جب میں مجسٹریٹ ہونگا تو اِسپر آرام سے بیٹھکر اجلاس کرونگا۔ کیا حیرت ہے کہ یہہ بڑہئی آخر مجسٹریٹ ہوا اور اُسی کرسی پر بیٹھا۔

منطق والے جبر و اختیار کے مسئلہ میں جو چاہیں بک لیں۔ لیکن ہر شخص تجربہ سے صاف دیکھتا ہے کہ وہ بھلائی یا بُرائی کے اختیار کرنے اور چُن لینے میں پورا مختار ہے یعنے وہ تنکے کیطرح دریا میں بہتا ہوا چلا نہیں جاتا بلکہ وہ اپنے کو تیراک پاتا ہے اور خوب سمجھتا ہے کہ میں موجوں سے لڑکر کنارے تک پہونچ سکتا ہوں اور بیشک ہم لوگ اپنے کو پابند زنجیر نہیں دیکھتے۔ اگر ہم لوگ (خدانخواستہ) کہیں اِسکے اُلٹ سمجھ لیں تو کامل ہونیکی کُل خواہشیں مٹی میں ملجاویں۔

اِس زندگی کا کل کارخانہ خواہ وہ خانگی ہو یا جماعتی سرکاری ہو یا خدائی سب اسی امید اسی اعتقاد پر مبنی ہے کہ "انسان آزاد ہے اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے" ورنہ کیسی جوابدہی کِس کا جرم کہاں کا الزام اگر اِسکا یقین نہ ہو کہ انسان اپنی پوری آزادی سے بھلے اور بُرے دونوں قسم کے کام کرسکتا ہے دونوں طرف اسکی رغبت ممکن ہے تو سیکھنے سکھانے

نصیحت کرنے، وعظ کہنے، جھڑکنے، غلطیوں کی اصلاح سے کیا فایدہ
اور قانون سے کیا نفع۔ کونشنس (قوت ممیزہ) ہم سے ہر وقت پکار پکار
کر کہہ رہا ہے کہ "تم آزاد ہو۔ تم آزاد ہو" بیشک یہی آزادی ایک ایسی چیز
ہے کہ جو ہم لوگوں کی خاص اپنی ہے، اور بیشک ہم لوگوں کے اختیار
میں ہے ہم چاہیں اسے داہنے ہاتھ پھیریں یا بائیں۔ چاہیں اُس سے
نیک کام لیں یا بُرا۔ ہم کبھی دنیا کی خوش آیند اور مرغوب اور للچانے والی
چیزوں کے قبضہ میں نہیں ہیں بلکہ وہ ہماری قدرت اور اختیار میں
ہیں۔ ہم اُنکے مالک ہیں۔ ہم چاہیں اُنہیں قبول کریں یا نہ کریں۔ جب
کبھی ہم لوگ کوئی گناہ کرنے لگتے ہیں تو بیشک اُسیوقت کونشنس (قوت
ممیزہ) صاف صاف پکار پکار کر کہتا ہے کہ "کم بخت اب بھی رک جا۔"
اگر ہم لوگ اپنی خواہشوں کو تابع کرنا چاہیں تو اسمیں ہمکو کچھہ ایسی دقت
نہ پڑیگی۔ ایک اندک توجہ اور تھوڑی سی مشق سے باسانی ممکن ہے بیشک
جتنی کوشش اور ضبط کی اُسمیں ضرورت ہوگی اُس سے کہیں زیادہ پر ہم لوگ
قادر ہیں۔ لیبنی صاحب نے ایک دفعہ اپنے لڑکے سے کہا کہ "بھائی اب تمنے
خدا کے فضل سے ہوش سنبھالا، جوان ہوئے ابھی سے اپنے بارے میں
کچھہ فیصلہ ضرور کر لو نہیں تو آخر اپنی کھودی ہوئی ذلت کی قبر میں پڑے چلّایا
کروگے اور کوئی بھی نہیں سُنیگا۔ بہتیرا ہاتھہ پاؤں مارگے مگر کاہلی اور
آلکسی کے بھاری پتھر اپنے اوپر سے نہ سرکا سکوگے۔" بکسٹن صاحب
کی رائے ہے کہ "اگر جوان آدمی ہمت اور استقلال پر قایم رہے تو

جیسا چاہے دیسا ہو سکتا ہے" چنانچہ اُنہوں نے اپنے ایک لڑکے
کو لکھا کہ "میاں اب تم اس سن کو پہونچ گئے کہ چاہو سیدہی راہ چلو
چاہو اُلٹی - خدا نے تمکو زور و قوت وہمت و استقلال دیا ہے تو اسکو
لوگوں پر ظاہر کرو - اُسکا مصرف دکھاؤ - اُن قوتوں سے کام لو - نہیں تو سمجھہ رکھو
کہ آخر کاہل اور بیکار آدمی ہو جاؤ گے - اور اگر کہیں خدا ناکردہ تم اس حالت
کو پہونچ گئے تو پھر اُس سے نکلنا کچھہ آسان نہیں ہے مجھے اسکا یقین ہے
کہ نوجوان آدمی جیسا چاہے ویسا ہو سکتا ہے - مینے جو اتنی ترقی کی اور
کامیاب ہوا اسکی وجہ بس یہی ہے کہ مینے تمہارے ہی سن میں اپنے
کو بدل ڈالا - اگر تم سچے دل سے دلیر اور محنتی ہونیکی خواہش کرو اور اس
میں پوری کوشش کرو تو اپنی زندگی بھر خوش رہو گے" - جو شخص اپنی
خواہش کو دنیاوی لذتوں کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اُسکی خواہش کی مثال
بعینہ ایک زبردست جن کی سی ہے اُسکی بہوت عقل پر اُس جن کی ایسی
زبردست تسلط رہتی ہے کہ وہ بالکل اُسکے تابع ہو جاتی ہے وہ زبردست
جن جو کام چاہتا ہے اُس سے لیتا ہے لیکن اگر وہی خواہش نیک کاموں
اور روحانی قوتوں کی ترقی کیطرف متوجہ کیجائے تو اُسکی خواہش بادشاہ اور
عقل اُسکا نہایت عمدہ وزیر بن جائیگی -

یہ ایک قدیم ضرب المثل ہے کہ "جہاں کسی قسم کی خواہش ہے وہاں اُسکی
راہ بھی ضرور لگی ہوئی ہے" اور سچ مچ اپنے کو کسی کام کے لایق سمجھنا ہی
اُس کام کے لایق بن جانا ہے - بہت بڑی خواہش میں بہت بڑی قوت

ہے۔ سوا اس صاحب جب کسی کو ناکامیاب ہوتے دیکھتے تو کہتے کہ "تمہاری خواہش ہی ادہوری تہی" نیپولین[1] اکثر کہا کرتا کہ غیر ممکن کے لفظ کو لغت سے نکال دینا چاہیے۔ ایسے الفاظ بیوقوفوں کی لغت میں پائے جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ میں نہیں کرسکتا یہہ غیر ممکن ہے۔ اس قسم کے جملوں سے اُسکو سخت عداوت تھی وہ اکثر کہا کرتا کہ "سیکھو۔ کرو۔ کوشش کرو"۔ نیپولین نے اپنے کو کیا کر دکھایا اسکو تو سب جانتے ہیں اُسکا پیارا مقولہ یہہ تہا کہ پکی مستعدی ہی سچی عقلمندی ہے"۔ ایک بار الپس پہاڑ اُسکی فوج کے راستہ پر آگیا لوگوں نے کہا کہ الپس حایل ہے لشکر آگے بڑہ نہیں سکتا۔ اُسنے جواب دیا کہ اگر الپس حایل ہے تو الپس نہیں ہیگا۔ چنانچہ اُسکے وار پار راہ بنائی گئی۔

کیا عجیب بات ہوئی کہ جو پہلے محض غیر ممکن نظر آتا تہا اُسکو اُس نے کر دکھایا۔ یہ ایسی سخت محنت کرتا تہا کہ لوگ دیکھ کر دنگ ہو جاتے چار چار منشی لکھتے لکھتے تھک جاتے لیکن یہہ اُنکو مضامین تبلانے میں جی نہ ہارتا۔ اُسکو دیکھ کر لوگوں میں گویا جان آجاتی تھی۔ مردہ دل

---

[1] ۔ نیپولین۔ نیپولین بونا پارٹ جزیرہ اجیشو کا رہنے والا ایک گمنام شخص تہا۔ دلیری اور چالاکی سے بڑی ترقی حاصل کی۔ فرانس کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ مصر پر حملہ کرکے فتحیاب ہوا ۱۸۰۴ء میں فرانس کا بادشاہ ہوگیا۔ یوروپ کے بہت سے ملکوں پر قابض ہوا واٹرلو کی لڑائی میں انگریزی جرنیل ولنگٹن سے شکست کھائی۔ مقید ہوکر جزیرہ سینٹ ہلینا میں بہیجدیا گیا ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۸۲۱ء میں مرگیا۔

زندہ ہو جاتے۔ وہ اکثر کہا کرتا کہ میرے جرنیل پہلے مٹی کی مورت تھے میں نے اُن کو آدمی بنایا لیکن افسوس! افسوس! کہ اس اتنے بڑے شخص کی خود غرضی نے فرانس کے ملک کو بلکہ خود اسکو تباہ کر دیا۔ اُس کی زندگی کے حالات نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قوت جس سے کسی کو نفع نہ پہونچے اور وہ علوم جو نیکی سے معرا ہوں نرے شیطان کے اوزار ہیں۔

گرینول شارپ† ۔ انگلستان میں ایک بہت بڑے دلیر شخص ہو گذرے ہیں انکی کوششوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان سے غلامی بالکل اُٹھ گئی۔ بچپن میں وہ ایک کپڑا بننے والے کے یہاں کام کرتے تھے۔ پھر آرڈنیس آفس میں کرانی مقرر ہوئے۔ جن دنوں یہ کرانی کا کام کرتے تھے اور بظاہر تحصیل معاش میں مشغول نظر آتے تھے اُس زمانہ میں بھی اگر کسی رفاہ خلایق کے کام کا سامنا آن پڑتا تو ہرگز اُس سے مُنہہ نہ موڑتے۔ ایک مرتبہ انکی ملاقات ایک موحد عیسائی سے ہوئی وہ تثلیث کے ابطال میں انسے مباحثہ کرنے لگا۔ باتیں کرتے کرتے آخر وہ کہہ اُٹھا کہ انجیل مقدس یونانی زبان میں نازل ہوئی ہے اور تم اُس زبان کو جانتے نہیں محض ترجمہ ہی ترجمہ پر تمہارا دار و مدار ہے یہی وجہ ہے

---

† گرینول شارپ۔ انکا حال تو اسی کتاب میں اسقدر بیان ہو گیا ہے کہ زاید لکھنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ۱۷۳۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۸۱۳ء میں مر گئے۔

کہ تم تثلیث کو مانتے ہو" اِس بات کے سُنتے ہی اِنکے دل میں یونانی
زبان کے حاصل کرنیکا شوق بہڑک اُٹھا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں
اِنہوں نے اُس زبان میں پوری لیاقت حاصل کرلی پہر ایک مرتبہ اِنکو
ایک ایسا ہی معاملہ ایک یہودی سے پیش آیا۔ اُسنے اِنپر طعن کیا کہ توریت
مقدس کی اصل زبان جو عبرانی ہے تم نہیں جانتے۔ اُسکے اِس کہنے کا اِنکے
دلپر اتنا بڑا اثر ہوا کہ انہوں نے اس زبان کو بہی کما حقہ حاصل کرلیا۔

غلاموں کی حالت پر جو انکو رحم آیا اور اِس قوم کے ساتھ اُنہوں نے
جو کچھ کیا اِسکا مفصل قصہ یوں ہے کہ انگلستان میں ایک حبشی غلام تہا
جونتہن اسٹرونگ نامی۔ اِس حبشی کو اُسکے مالک نے ایسی بے رحمی سے
سزا دی تہی کہ وہ لنگڑا اور قریب قریب اندہا ہی ہوگیا تہا۔ جب اُس کے
مالک نے دیکھا کہ اب یہ غلام کسی کام کا نہیں رہا تو اُسے اپنے گہر سے
نکال دیا۔ یہہ بیچارا غریب بیماریوں اور مصیبتوں میں چور گلیوں مین بہیک
مانگتا پہرتا تھا۔ ناگہان ایک مرتبہ شارپ صاحب کی نظر اُسپر جا پڑی۔
دیکھ کر رحم آیا۔ اپنے بہائی ولیم کے پاس رجو غریبوں کا علاج کیا کرتے
تہے) اُسکو معالجہ کے لئے لے آئے۔ یہاں اُس شخص کی پوری حفاظت
و خبر گیری ہونے لگی۔ چنانچہ ولیم صاحب کی حسن تدبیر سے وہ بہت
جلد چنگا ہوگیا۔ شارپ صاحب نے اُسکو ایک جگہہ نوکری بہی دلوا دی۔
اتفاقاً ایک روز اُسکے مالک نے اُسکو دیکھ کر پہچانا۔ اچہا خاصہ صحیح وسالم
پایا۔ پہر تو وہ بیرحم اُسکی گرفتاری کی فکر میں لگا۔ یہانتک کہ آخر اُس

بیچارہ حبشی کو گرفتار کرایا اور حوالات میں رکھوایا۔ اُس حبشی نے اپنے کو اِس سخت مصیبت میں دیکھ کر اپنے قدیم محسن کو یاد کیا اور حوالات ہی سے شارپ صاحب کو ایک خط لکھ بھیجا۔ صاحب امتداد زمانہ اور کثرت اشغال کے سبب اُس حبشی کا نام تک بھول گئے تھے اپنے نوکر سے فرمایا کہ تحقیقات نوکرو کہ یہ شخص خط لکھنے والا کون ہے۔ شارپ صاحب کا نوکر حوالات میں گیا اور وہاں کے لوگوں سے اُس خط بھیجنے والے شخص کا نشان اور پتہ پوچھا اُن لوگوں نے صاف انکار کیا کہ ہمارے یہاں اِس پتے کا کوئی شخص گرفتار یا قید نہیں ہے تب تو صاحب کے دِل میں ایک طرح کا شبہہ پیدا ہوا خود وہاں گئے اور اُس بیچارہ حبشی کو دیکھ کر پہچانا وہاں سے لوٹتے وقت حوالات کے مالک سے کہتے آئے کہ خبردار جب تک میں لارڈ میور کے پاس درخواست نہ دے لوں کوئی شخص اِس حبشی کو یہاں سے نہ لیجانے پائے۔ چنانچہ صاحب نے لارڈ میور کے یہاں درخواست دی اور جن لوگوں نے بلا کسی جایز حق یا کسی سرکاری وارنٹ کے اُس حبشی کو گرفتار کیا تہا اُن لوگوں کے نام کا سمن حاصل کیا جب مقدمہ پیش ہوا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ پہلے مالک نے اس شخص کو بیچ ڈالا تہا اور خریدنے والا یہ دعوے کرتا ہے کہ یہ حبشی میری ملک ہے غرض چونکہ لارڈ میور صاحب کے اختیارات کو حقیقت کے قانون سے کچھہ تعلق نہ تہا۔ اِسلیئے اُنہوں نے اس غلام کو چھوڑ دیا تب اُس کے ظالم مالک نے جج کی کچہری میں شارپ صاحب پر نالش کی دعوے یہ تہا کہ شارپ صاحب نے

میرا زر خرید مال مجھسے چھین لیا ہے۔

اُس زمانہ (یعنی ۱۸۶۶ء) میں انگریزوں کی آزادی صرف کتابوں ہی میں لکھی ہوئی تھی۔ اکثر آدمیوں کو زبردستی پکڑ پکڑکر ایسٹ انڈیا اور دوسرے دوسرے جزایر میں بھیدیا کرتے۔ حبشی غلاموں کی خرید فروخت کا اشتہار لنڈن اور لورپول کے اخباروں میں صاف صاف چھپا کرتا۔ مثلاً اٹھارہویں اپریل ۱۸۶۹ء کے اخبار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ گیٹ اِن ھول برن میں اِن وسکی نامی ایک اچھا مضبوط نیک چلن حبشی بکتا ہے۔ جو حبشی اپنے ظالم مالک کے ظلم سے گھبراکر بھاگ جاتا اُسکی گرفتاری کے اشتہار دیے جاتے کہ جو کوئی اُسکو گرفتار کریگا اُسکو اتنا روپیہ انعام ملے گا۔ غرض غلاموں کی خرید فروخت بخوبی جاری تہی کسی طرحکی روک ٹوک نہ تھی۔ ایسے تاریک اور ظلم بھرے زمانہ میں گرینول شارپ نے اِس کار خیر اور رفاہ عام خلایق میں اپنے کو ہمتن مصروف کردیا۔ گرچہ یہ شخص ایک ادنے کرانی تہا اور کسیطرح کا زور اور اقتدار اُسکو حاصل نہ تہا تاہم چونکہ اسکا مزاج ہی استقلال اور ہمت کا چشمہ تھا اور اِسکا مقصد ہی عمدہ ترین مقصد تہا اِسلئے تھوڑے ہی زمانہ میں بخوبی کامیاب ہوا اور انگلستان کی رعایا کی آزادی کو جو اُس زمانہ تک صرف زبانی شیخی ہی شیخی تھی یقینی کر دکھلایا اُسکی مستقل کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ اب سب لوگ مانتے اور اِس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی کسی کا غلام ہو انگلستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی آزاد ہو جاتا ہے

اور ایک اِس کے پہلے ۱۷۷۲ء کا زمانہ تھا جس میں سیکڑوں پادری ایسے تھے جو بالیقین سمجھتے تھے کہ انگلستان میں آنے سے کوئی غلام کسی طرح آزاد نہیں ہوسکتا بالجملہ جب جونتھن اسٹرونگ حبشی کا مقدمہ جج کی کچہری میں دایر کیا جاچکا تو شارپ صاحب نے وکیلوں سے مدد چاہی کُل وکلا ایک سرے سے مخالف نظر آئے اور لوگوں نے شارپ صاحب کو اِس امر سے بھی مطلع کیا کہ لارڈ چیف جسٹس صاحب بھی تمہارے خلاف ہیں ہیں یہ ایک ایسا سخت واقعہ ہے جس میں انسان یقینی ہمت ہار دیتا ہے لیکن شارپ صاحب پہلے سے بھی زیادہ گرمجوشی کے ساتھ اپنے اِس نیک کام میں مشغول ہوئے۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ "اُسوقت کوئی قانون دان میرا مددگار نہ ہوا۔ ناچار مجھکو آپ ہی اپنی مدد کرنی پڑی۔ مجھے قانون سے اصلا واقفیت نہ تھی۔ ہاں انجیل میں خدا کا قانون تو البتہ پڑھا تھا لیکن دوسرا دُنیاوی قانون اسکو میں اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ یہہ کیا بلا ہے۔ مجبور کتب خانہ میں جاکر قانون کی کتابوں کی فہرست دیکھنی شروع کی۔

شارپ صاحب دن بھر نوکرانی کا کام کیا کرتے اور صرف رات کو اور صبح کیوقت قانون کی کتابیں مطالعہ فرماتے۔ شارپ صاحب غلاموں کو آزاد کرانے کیا چلے کہ کاموں کی کثرت سے خود غلام بن گئے۔ چنانچہ خود انہوں نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ "بھلا سچ پوچھو تو میں اچھی طرح خط بھی نہیں لکھہ سکتا۔ سوا ہفتے کے بعد جتنا وقت ہاتھ لگتا ہے اُسکو میں قانون

کی کتابوں کے پڑھنے میں صرف کرتا ہوں۔ یہ قانون کا کام ایسا ہے جس
میں ذرا سی سستی سے کیا سے کیا ہو جانا ممکن ہے۔ اتوار کے دن بھی
میں قانون یاد کرتا ہوں۔ چونکہ یہہ کام محض للّٰہ ہے اور اسمیں میرا کوئی ذاتی
نفع نہیں ہے اسلئے اتوار کے دن بھی کرنے میں کچھ مضایقہ نہیں ہے"
شارپ صاحب نے دو برس تک شخصی آزادی کے قانون کو خوب جی
لگا کر پڑھا۔ پارلیمنٹ کی بحثوں اور عدالتوں کے فیصلوں کو بھی جمع کرنا شروع
کیا۔ اُس زمانہ پر یہ شکایت ضرور ہمیشہ رہیگی کہ ایسے بڑے اور مفید عام کام
میں شارپ صاحب کا کوئی مددگار بلکہ صلاح کار تک نہیں صاحب کی محنت
اور تحقیقات نے صرف انہیں کو خوش نہیں کیا بلکہ قانون دانوں کو سخت
حیرت میں ڈالا۔ شارپ صاحب لکھتے ہیں کہ "خدا کا شکر ہے کہ انگلستان کے
کسی قانون کسی فیصلہ سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہوئی کہ جس سے کسی
کا غلام بنانا جایز ٹھیرے" شارپ صاحب پر یہہ بات بخوبی ثابت ہو گئی
تھی کہ انگلستان میں غلامی ہرگز رہ نہیں سکتی۔ صاحب موصوف نے ایک رسالہ
بنام "انگلستان میں غلامی جایز رکھنے کا ظلم" تصنیف کیا اور ۱۷۶۹ء میں
اسکو چھپوا کر تمام مشتہر کیا۔ جب جانتھن اسٹرونگ کے مالک نے دیکھا کہ بیڈ ہب
آدمی کا سامنا ہے تو تصفیہ کا خواستگار ہوا۔ صاحب نے انکار کیا۔ بالآخر
مدعی کو مقدمہ سے دست بردار ہونیکے لئے سہ گونہ خرچہ دینا پڑا۔
شارپ صاحب جہاں کہیں سُنتے کہ کوئی شخص ظلم سے پکڑا گیا ہے وہاں
فوراً پہونچتے اور اسکی رہائی کے باعث ہوتے بارپیڈوز کے تاجروں نے

ایک حبشی ھیبا لس نامی کی بیوی کو زبردستی گرفتار کرکے اپنے ملک
بھیجدیا تھا۔ شارپ صاحب نے اپنی طرف سے اُسپر مقدمہ چلایا اور اُسکی بیوی کو
انگلستان واپس منگاکر آزاد کراہی چھوڑا۔

ایک حبشی لوئیس نامی رات کیوقت کہیں اکیلا چلا جاتا تھا کہ دو
آدمیوں نے اُسکو زبردستی پکڑکر جہاز پر چھپاکر روانہ کردیا۔ ان دو آدمیوں کا
ارادہ تھا کہ اسکو جمیکا لیجاکر بیچڈالیں۔ جس جگہہ یہہ واقعہ ہوا تھا وہاں ایک عورت
بی بی بریک نامی رہتی تھی اُسنے اُس بیچارے حبشی کا رونا چلانا سُنکر
شارپ صاحب کو جو اُس زمانہ میں حبشیوں کے دوست مشہور تھے، اِس حال
سے مطلع کیا۔ صاحب فوراً اُسجگہہ گئے معلوم ہوا کہ وہ جہاز جس میں وہ
قیدی تھا کھل گیا۔ مجبور صاحب نے جہاز کے روکنے کیلئے فوراً پروانہ حاصل
کیا بالآخر جب وہ حبشی لنڈن لایا جاچکا تو شارپ صاحب نے اُن ظالم
تاجروں کے نام کا وارنٹ حاصل کیا۔ جیسی ہمت اور چُستی کہ شارپ صاحب نے
اِس کام میں کی ویسی دوسروں سے ہونی مشکل ہے لیکن واہ رے صاحب کی
اولوالعزمی کہ ایسی چُستی پر بھی اپنی سستی کے قایل ہیں۔ غرض مقدمہ دایر ہوا
اور جج صاحب نے غلام کو چھوڑدیا۔ اِس زمانہ تک انگلستان میں حبشیوں کی
آزادی ایک تصفیہ طلب بات تھی لیکن شارپ صاحب اپنے کام میں ویسے
ہی مستعد اور قایم تھے سیکڑوں حبشیوں کو ظلم اور تعدی سے بچاتے رہے
آخر مسٹر جیمس سمرسٹ کے مقدمہ نے انگلستان کی آزادی کا پورا
تصفیہ کردیا۔ اِس مقدمہ سے انگلستان کی آزادی مکمل اور بے خلش ہوگئی

اسکا قصہ اسطرح ہے کہ ایک حبشی سمرسٹ نامی کو ایک تاجر انگلستان پکڑ لایا تھا۔ یہاں جب اُسنے دیکھا کہ اس ضعیف و ناتوان سے میرا کام نہیں نکل سکتا تو مجبور ہوکر اُسے چھوڑ دیا۔ چند دنوں کے بعد جب اُسنے اُس حبشی کو صحیح اور توانا پایا تو لالچ نے اُسے آگھیرا اور اُسکی گرفتاری کی فکر میں ہوا۔ شارپ صاحب اُس حبشی کے طرفدار ہوگئے مقدمہ دایر کیا گیا۔

لارڈ مینس فیلڈ نے یہ فرمایا کہ یہ ایک جمہوری حق کا مقدمہ ہے۔ ایسی کل ججوں کی رائے لینی ضرور ہے۔ اسوقت شارپ صاحب نے دیکھا کہ مجھکو ایک بہت سخت مقابلہ کرنا ہے اسوقت مجھے اپنی پوری کوشش اور قوت کا استعمال کرنا ضرور ہے لیکن خیریت یہ گذری کہ خدا کے فضل سے کئی اچھے قانون دان اسوقت صاحب کیطرف ہوگئے۔ غرض مقدمہ پیش ہوا اور اس بات پر بحث شروع ہوئی کہ کیا ہر شخص انگلستان میں آزاد ہے؟ اس جگہہ اُن سب بحثوں کا بیان کرنا فضول ہے۔ غرض خوب خوب بحثیں ہوئیں۔

بالآخر لارڈ مینس فیلڈ نے یہہ فیصلہ کیا کہ "بیشک یہ بات ہرطرح ثابت ہوگئی کہ انگلستان میں کوئی غلام نہیں رہ سکتا اسلیئے سمرسٹ رہا کیا گیا۔"

اس فیصلہ کی رو سے شارپ صاحب نے انگلستان سے غلامی کو نیست و نابود کردیا اور اب اسوقت کے انگریزوں کا یہ فخریہ دعوے ہے کہ "کوئی غلام جس وقت انگلستان کی مبارک زمین پر قدم رکھتا ہے فوراً اُسیوقت اُسے آزادی کا خلعت عطا ہوتا ہے" بیشک بہت سچا ہوگیا۔

سُبحان اللہ اس دنیا میں کیسے کیسے خدا کے نیک بندے ہو چکے

ہوئے ہیں - انہیں کی بدولت انگریزوں نے یہ عزاز حاصل کیا - انہیں کے جوش دلانے والی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ آجکل اہل انگلستان تہذیب و شائستگی میں بے مثل گنے جانے لگے -

گرنیول شارپ صاحب نے اور کون کون عمدہ کام کئے اسکی تفصیل بہت طول ہے - انہوں نے ایک جزیرہ سسرہ لیوین نامی ان حبشیوں سے بسایا جو جابجا غلامی کے ظلم سے ستائے جاتے اور بھاگ کر اس جزیرہ میں آتے اسوقت انگلستان کے انگریز دوسرے ملک یا جزیرہ کا کام کرنیکے لئے زبردستی جہاز پر سوار کرا کے روانہ کئے جاتے اور بیچارے غریب مظلوم بے قصور جلاوطن اور غریب دیار ہوتے تھے - شارپ صاحب نے اس ظلم کے دفعیہ میں بھی کوشش کرنی چاہیئے مگر ڈاکٹر جانسن[ا] انگلستان کا نامی منشی اسکے خلاف میں اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی پرزور تحریر لکھی کہ جسکا جواب دینا مشکل تھا - خود شارپ صاحب راقم ہیں کہ بڑے بڑے الفاظ اور باریک باریک دلیلیں - میرے مقصد کو کبھی آزار نہیں پہونچا سکتیں - ایسی تقریریں میرے مضبوط دل کو ہلا نہیں سکتیں - اگرچہ مجھے اُن دلیلوں کے جواب دینے کی لیاقت نہیں لیکن پھر بھی میرا دل اُن دلیلوں کو ہرگز نہیں مانتا - جب انگلستان اور امریکہ میں لڑائی پھیلی تو گرنیول شارپ گورنمنٹ انگلستان کو بُرا سمجھکر اپنے عہدہ سے

[ا] جانسن انگلستان کا ایک بہت بڑا منشی تھا اسکی تصانیف مشہور اور معروف ہیں ۱۷۰۹ء میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں ۱۷۸۴ء میں مر گیا -

دست بردار ہوگئے۔ وہ لکہتے ہیں کہ "اگرچہ اٹھارہ برس سے نوکری کرتی
کرتے مجہے اپنے عہدہ کا کام کرنے میں بہت بڑا ملکہ ہوگیا ہے اور میری
اوقات بسری بھی بظاہر اسی نوکری پر منحصر ہے لیکن جو گورنمنٹ کہ اپنی ایک
نیک اور بیگناہ رعایا کا خون کر رہی ہے اُسکی نوکری کرنے میں اپنی دیانت
اور عزت کے خلاف سمجہتا ہوں"۔ صاحب موصوف نے بہتیری سوسایٹیاں
بہی قایم کیں اور ایک بہت بڑی سوسایٹی غلاموں کی آزادی کے لئے
بہی قایم کی - اس زمانہ میں بہتیرے اچھے اور نامی لوگ اِنکے معین ہوگئے
تھے - اور وہ خواہش جو پہلے صرف ایک اِنہی کے دلمیں تہی - اب عام
باشندگان انگلستان کے دلوں میں پہیل گئی تہی کلارکسن[1] ولبرفورس[2]
بروہم[3] بکسٹن[4] جیسے لوگ اِنکے دوست اور مددگار تھے - اِن

---

[1] کلارکسن - انگلستان کے ایک بہت بڑے بہی خواہ گذرے ہیں - ابطال غلامی
میں یہ بہی ساعی تہے ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوتے تہے اور ۱۸۴۶ء میں مر گئے -

[2] ولبرفورس - انگلستان کے تاجر کا لڑکا تہا - یہ شخص بہی انگلستان کے ایک بہت بڑے
بہی خواہوں میں گذرا ہی ابطال غلامی میں بہی شریک تہا ۱۷۳۳ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۸۱۳ء میں مر گیا

[3] بروہم - ملک سکاٹلینڈ کا ایک معزز شخص تہا - لیاقت علمی اسکی مشہور ہے - فصاحت
بہی اسکی ضرب المثل تہی - پارلیمنٹ کا ممبر بہی تہا - کئی عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا - شہر
اڈنبرا میں ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا ۱۸۶۸ء میں مر گیا -

[4] بکسٹن - دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۵ -

نیک بندگان خدا کی کوششوں کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ساری قلمرو انگلستان اور سلطنت برطانیہ سے غلامی مفقود اور معدوم ہوگئی۔

اِن مُعینوں میں سے بکسٹن صاحب کی سوانح عمری غور کرنے کے قابل ہے۔ جب اِنکے والد نے قضا کی تھی تو یہہ ایک ننھے سے بچے تھے لیکن خدا کے فضل سے اِنکی ماں ایک نہایت ہی عاقلہ عورت تھیں۔ اِنکی کوشش ہمیشہ یہی رہتی کہ یہہ لڑکا برائیوں سے بچا رہے اور قوت فیصلہ خود اُسی کے دل میں پیدا ہو۔ اسکا فیصلہ اور تصفیہ وہ خود ہی کرلے کہ مجھے اس جہان میں کیا کرنا چاہیے۔ جب کبھی کوئی پڑوسی اِنسے کہتا کہ بی بی تمہارا لڑکا بہت ہی خود رائے ہے جو اِسکے دل میں آتا ہے وہی کرتا ہے کسی کی نہیں سُنتا۔ تو وہ جواب دیتیں کہ کچھ مضایقہ نہیں۔ ابھی وہ خود رائے ہے۔ لیکن آخر آپ دیکھیےگا کہ اِسکا نتیجہ اچھا ہی نکلیگا۔ بکسٹن صاحب نے اسکول میں کچھ بھی نہ سیکھا۔ یہ اپنے اسکول میں نہایت ہی کاہل اور نرے بیوقوف تصور کیے جاتے تھے۔ ماسٹر جو کچھ انہیں لکھنے کہتا یہہ اُسے دوسرے لڑکوں سے لکھوا لیتے اور خود کھیلا کرتے۔ پندرہ برس کے سِن میں یہ اپنے گھر آئے۔ قدمیں بہت لنبے چوڑے کسی مصرف کے نہیں۔ کشتی کھیلنا۔ شکار کرنا۔ گھوڑے پر چڑہنا۔ کھیتوں میں دوڑتے پھرنا یا ایک آوارہ شکاری آدمی کے ساتھہ دِن کاٹنا۔ بس یہی اِن کا مشغلہ اور یہی اِن کا کام تھا۔ یہ شکاری پڑہا لکھا تو نہ تھا لیکن بہت نیک دِل تھا اِس زمانہ میں جبکہ بکسٹن صاحب کی عادتیں پختہ ہونے ہی کو تھیں کہ

اتفاقاً گرنی خاندان کے آدمیوں سے اُنکی ملاقات ہوگئی - یہہ لوگ نہایت ہی مہذب - نیک اور خیر خواہ خلایق تھے بکسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ اس نیک خاندان کے آدمیوں کی ملاقات نے میری زندگی کی کثافت اور زنگ کو جلا دیا - بلکہ اُسپر جلا کردی - اُن لوگوں نے اِنہیں محنت اور تحصیل علوم کا شوق دلایا - بالآخر بکسٹن صاحب نے ڈبلن یونیورسٹی میں پڑہنا شروع کیا اور جب اپنے امتحان میں کامیاب ہوکر اور یونیورسٹی کا خطاب حاصل کر کے گھر لوٹے تو اسی گرنی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی اور کرانی کا کام کرنے لگے - یہ ایسا جرارت اور ہمت والا آدمی تھا کہ کبھی کسی کام میں بیدل نہیں ہوتا - وہی لڑکپن کی خودرائی اب اِنکی نیک چلنی اور دلیری کا ایک جزو اعظم ہوگئی - اُنکا قد چھہ فیٹ چار انچہ لمبا تھا - اسی لئے اِنکے دوست ہنسی سے اِنکو بکسٹن ہاتھی کہا کرتے - یہہ شخص جس کام پر پڑتا اُسکو کر ہی چھوڑتا - ایک تجارت کے کارخانہ میں یہ شریک اور منیجر مقرر ہوتے - انہوں نے اِس بڑے کارخانہ کو اپنی عمدگی اور خوش انتظامی سے پھیلایا کہ اس کارخانہ میں جان آگئی - اِنکی بے مثل تدبیروں کا اثر اس کارخانہ کے ہر رگ و ریشہ میں تیر گیا - اِسکے علاوہ - انہوں نے قانون کی بہتیری کتابیں پڑہیں - کتابوں کے پڑہنے کے بارہ میں اِنکی یہ نصیحت ہے کہ "جب کسی کتاب کو شروع کرو تو ضرور اُسکو ختم بھی کرو اور کبھی کوئی کتاب ختم نہیں ہو سکتی جبتک اُسکے مضامین تمہارے اپنے نہ ہو جائیں - کسی کتاب کے ہر صفحہ کو دیکھ جانا بس یہی اُس کا ختم کرنا نہیں ہے - بلکہ اُس

کتاب کا پورے طور سے مالک ہوجانا۔ اُسکے ہر مضمون۔ ہر باریکیوں کا
اپنے قبضہ میں آجانا۔ پس یہ بیشک اُس کتاب کا ختم ہونا کہا جا سکتا ہے۔
جب کسی کتاب کو پڑھو تو پورے دل اور پورے دماغ سے پڑھو"۔
بکسٹن صاحب جب تینتیس ۳۳ برس کے ہوئے تو پارلیمینٹ میں داخل ہوئے
اور غلاموں کی آزادی میں بہت کچھ زور مارا۔ اسی قسم خاندان کی ایک
عورت سے اُنکی ملاقات ہوگئی تھی۔ اُس عورت کا نام پرس سیلا تھا۔ یہ
عورت بہت ہی ذہین اور اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے
آراستہ تھی۔ ۱۸۲۱ء میں اُسنے قضا کی۔ مرتے وقت اُسنے کئی بار
بکسٹن صاحب کو اپنے پاس بُلایا اور انکو بہت تاکید سے کہا کہ "بھائی
دیکھنا غلاموں کی آزادی کا خیال رکھنا" بکسٹن اس عورت کی وصیت کو
کبھی نہ بھولے بلکہ اُسکی یادگاری کے لیے اپنی ایک لڑکی کا نام "پرس سیلا"
رکھا۔ اس نیک بخت مرحومہ عورت کی نیک نیتی کی تاثیر دیکھیے کہ جس دن
یعنے ۱۸۳۴ء میں یہ لڑکی بیاہ کر اپنے سُسرال گئی اتفاق سے اُسی دن
قلمرو برطانیہ سے سارے غلام آزاد ہو گئے۔ چنانچہ بکسٹن صاحب نے
اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ "بھائی دلہن ابھی اپنے سسرال
رخصت ہوئی ہے اور سب باتیں خدا کی مہربانی سے بہت اچھی طرح پر طے
ہوگئیں۔ اب آج ایک غلام بھی قلمرو برطانیہ میں نہیں رہا"
بکسٹن صاحب کوئی بڑے ذہین آدمی نہ تھے اور نہ کچھ ایسے بڑے
عالم اور نہ کسی امر کے موجد ہی تھے لیکن صرف ایک ڈھب سے کوشش

کرنیوالے سچے مستعد اور دلیر آدمی تھے - چنانچہ اپنے چال چلن کا حال اُنہوں نے خود لکھا ہے اور بیشک وہ اس قابل ہے کہ اُسکو ہر جوان آدمی - اپنے دل پر نقش کالحجر کرلے - جیوں جیوں میری عمر بڑھتی جاتی ہے مجھے اس بات کا زیادہ تر یقین ہوتا جاتا ہے کہ کمزور اور دلیر - بڑے اور چھوٹے انسان میں امتیاز اور فرق صرف دلیری اور مضبوط ارادوں ہی سے ہے جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر مستعد ہو تو اوسکو چاہیئے کہ ضرور پہلے ہی سمجھ رکھے کہ بس اب موت ہے یا فتح - اور پھر درمیان میں اُس کام کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہ دے ؎ یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید - بس یہی ایک ایسی قوت ہر انسان میں دیگئی ہے جسکے ذریعہ سے وہ دُنیا بھر کے کام ضرور کرسکتا ہے ورنہ یہہ دو پاؤں کا جانور کیسا ہی ذہین اور کیسی ہی عمدہ حالت اور عمدہ موقع میں کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز انسان نہیں بن سکتا

باب (۳)

محنت اور استقلال

گر تو مردی محنتے کُن پائیدار | گو نمیت لفظے خدارا گوش دار
محنتِ روزینہ با طیب نفس | شرم گرداری بیاموز از مگس

اِس زندگی میں بہت بڑے بڑے کام آسان ذریعوں اور اوسط درجہ کی لیاقت ہی سے ہوتے ہیں۔ روزمرہ کی ضرورتیں فکر اور فرائض ایسے ہیں کہ اگر انسان اُنپر غور کرے تو بہت اچھا تجربہ حاصل کرسکتا ہے۔ اگر ترقی کو ایک راہ تصور کریں تو یہ راہ بعض نیکیوں کی قدیم سڑک پر بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ نیکیاں کیا ہیں؟ وہی محنت۔ سچائی۔ استقلال اور دیانتداری۔

لوگ دولت کو اندھی کہکر بدنام کرتے ہیں لیکن سچ پوچھو تو دولت اُتنی اندھی نہیں ہے جتنے اندھے آدمی ہیں۔ اگر انسان کے عملی حصہ پر غور کیا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ دولت محنتوں ہی کی طرفدار ہے۔ ہوا

اور موج اچھے جہازرانوں ہی کی ہی خواہ ہے۔ صحیح کوشش اور کامیابی
ایک ساتھ چلتی ہے وہ چیزیں جو کامیابی کے لیے لازم و ملزوم ہیں وہ بہت
عجیب و غریب نہیں ہیں۔ اُنہیں ہم دو لفظوں میں کہے دیتے ہیں۔
وہ عام عقل اور مستقل محنت ہے، ذہانت اُسکے لیے کوئی ضروری لازمہ نہیں
ہے۔ اعلےٰ درجہ کے ذہین بھی چونکہ محنتی تھے اسلیے اِس درجہ پر پہونچے
بہتیرے عقلا اِس بات کے قایل ہی نہیں ہیں کہ ذہانت اور منجھی ہوئی عام
عقل میں کچھ فرق بھی ہے۔ چنانچہ جان فاسٹر[1] صاحب لکھتے ہیں
کہ "ذہانت بس یہی فطرتی نور کو روشن کہنے کا نام ہے"۔ بفن[2] صاحب
کی رائے میں ذہانت، اور صبر (یعنی مشکلوں کی برداشت کی قوت) دو چیز
ہی نہیں۔

انگلستان کے کل علما آج اس بات پر متفق ہیں کہ نیوٹن[3] ذہانت
میں اپنے وقت کا یکتا تھا۔ اُس وقت کوئی اُسکا ثانی نہ تھا لیکن جب اُس سے

---

[1] جان فاسٹر۔ شہر ہیلیفکس میں (جو انگلستان کے صوبہ یارکشایر میں واقع ہے)
پیدا ہوا تھا۔ اسکی عبارت بہت عمدہ اور خیالات اعلے تھے۔ اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب کا
نام ڈسیشن اوف کیریکٹر "قوت فیصلہ" ہے۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۳ء میں مرگیا۔

[2] بفن صاحب۔ شہر برگنڈی میں پیدا ہوا تھا۔ علم طبعی میں اِسنے بڑی لیاقت حاصل
کی تھی۔ سنہ ۱۷۰۷ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۸۸ء میں مرگیا۔

[3] نیوٹن۔ ملک انگلستان کا مشہور اور بڑا نامی حکیم جسکی معلومات اور ایجادوں کی ہوستے
مسئلوں پر کل انگریزوں کو ناز ہے۔ سنہ ۱۶۴۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۲۷ء میں مرگیا۔

ہی لوگوں نے ایک بار پوچھا کہ " آپ نے اتنی نئی نئی باتیں کیونکر نکالیں "
تو اُسنے بہی یہی جواب دیا کہ " چونکہ میں برابر سوچتا رہا " ایک بار لوگوں نے
اُس سے سوال کیا کہ " آپ پڑہتے کس طرح ہیں " ؟ جواب دیا کہ " مجھے
جب کسی مضمون کو سمجہنا اور دریافت کرنا ہوتا ہے تو اُس مضمون کو دل کی
نظر کے سامنے رکھے رہتا ہوں اور اِس بات کا منتظر رہتا ہوں کہ حق کی
روشنی جلوہ گر ہو - چنانچہ تھوڑی دیر بعد مطلع صاف ہو جاتا ہے اور پوری
بات سمجھ میں آجاتی ہے " نیوٹن پر کیا منحصر ہے جتنے کاملین تھے سبہی
محنتی تھے - نیوٹن کا تو یہہ حال تہا کہ جب ایک کام کرتے کرتے تھک
جاتا تو دوسرے کام میں ہاتہ لگا دیتا اور کہتا کہ میں اسی کو تفریح سمجھتا ہوں "
محنتیوں نے دنیا میں ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ بعض حکما تو اِس
شبہہ میں آ گئے کہ آیا ذہانت سے ہی کوئی نفع ہے یا نہیں ؟ بعض کی
رائے تو یہانتک گئی کہ ہر شخص شاعر - مقرر اور مصور ہو سکتا ہے -
مسٹر جے پی بڈار صاحب انگلستان کے ایک بڑے نامی انجنیر
گذرے ہیں - انکی زبانی حساب بنانے کی لیاقت بہت مشہور ہے
صاحب موصوف اپنی ترقی کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ " مینے جو خوب
غور کیا اور اپنے دل و دماغ کو دوسروں کے دل و دماغ سے تولا تو دونوں
میں کوئی تفرقہ نہیں پایا - اگر کچہہ تفرقہ کہا جا سکتا ہے تو بس اِتنا ہی ہے
کہ مینے چونکہ زبانی حساب بنانے میں کچھ زیادہ محنت کی تہی اِسوجہ سے
دوسروں سے ذرا جلد حساب بنا لیتا ہوں - بڈر صاحب کا باپ مستری

تھا۔ اِنکے بہائی نے بچپن میں اِنکو سو تک گنتا سکہلا دیا تہا - یہ بچپنے میں برابر سو تک گنا کرتے - عددوں سے گویا انہیں ایک قسم کی موانست ہوگئی تھی چند دنوں کے بعد انہوں نے چند داتوں کو جمع کر کے آپ سے آپ پہاڑا یاد کرنا شروع کیا - چنانچہ اِسیطرح سے دس تک کا پہاڑا اُنہوں نے اچھی طرح یاد کر لیا - اِنکے گہر کے پاس ایک لوہا رہتا تہا - یہہ اُسکے یہاں اکثر جاکر بیٹہا کرتے - ایکبار کسی نے پوچھا کہ "نو نوا کتنا"؟ صاحب نے فوراً جواب دیا "اکاسی"- پھر تو لوگوں نے اِنسے چھوٹے چھوٹے کئی سوالات کئے اور سب کا ٹہیک ٹھیک جواب پاکر سب حیرت میں آ گئے - پھر تو اِس کا تذکرہ پھیلا - اب تو ہر شخص اِنسے سوال پوچھتا ہے اور خوش ہوکر ایک پیسہ بطور انعام دیتا ہے انعام اور تعریف نے صاحب کے دل کو حساب کیطرف اور بہی متوجہ کیا - پھر تو اِنہوں نے ہزار تک کا پہاڑا سیکہا اور اُس کے بعد کروڑ تک کا پہاڑا یاد کیا - اب تو اِس لڑکے کی ایسی شہرت ہوئی کہ اسکے حالات اخباروں میں چھپنے لگے اور لوگوں نے اُسکی تصویریں کھینچ لیں تھوڑے دنوں کے بعد یہہ کرانی کے کام پر نوکر ہوئے اور اُس کے بعد انجنیر کا کام کرنے لگے اور بڑی شہرت حاصل کی - ایک دفعہ بڈر صاحب نے ایک کمیٹی میں اسپیچ دیتے وقت کہا کہ مینے برسوں زبانی حساب سیکھنے اور یاد رکھنے کی کوشش کی تھی - اِس سے روزمرہ کے کاموں میں بھی مجھے فایدہ ہوا اور لوگ میری طرف متوجہ بھی ہوئے اور اُسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ میں ایک عام مزدوری کی حالت سے ترقی پاکر اِس حالت کو پہونچا

کہ آج اِس انجمن کا میر انجمن ہوں اور آپ لوگوں کے سامنے اسپیچ دے رہا ہوں ڈالٹن[1] صاحب جو علم کیمیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں اپنی ذہانت کی وجہہ صرف محنت اور عمدہ باتوں کا جمع کرنا تبلاتے ہیں۔

جان ھنٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "میرے دل کی مثال شہد کی مکھی کے چھتے کی سی ہے دور سے تو اُجڑا ہوا پریشان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب غور کرکے دیکھو تو انتظام اور سلسلہ سے ہرگز خالی نہیں۔ اس میں شہد کی سی عمدہ اور سود مند باتیں دور دور سے لاکر بھری گئی ہیں" اگر کل بڑے بڑے عالموں موجدوں۔ ہنر مندوں کی سوانح عمری پر غور کریں۔ تو یہ بات بیشک بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اُن لوگوں کی کامیابی محض محنت کی بدولت تھی۔ اُن لوگوں نے محنت سے ہر چیز کو سونا بنا ڈالا۔ یہانتک کہ وقت کو بھی ڈزریلی[2] صاحب کی رائے ہے کہ ترقی کاموں کے پورا اور پختہ کرنے پر منحصر ہے لیکن کیا یہ کاموں کا پورا اور پختہ ہونا محنت کے بغیر ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔

جِن آدمیوں نے اس دنیا میں ایک ہل چل ڈال دی ہے وہ اِتنے ذہین نہ تھے جتنے متحمل۔ صابر۔ بے خوف اور محنتی تھے۔ مُلک اطالیہ

---

[1] ڈالٹن۔ انگلستان کا مشہور حکیم۔ بہت ہی غریب آدمی تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی۔ اسکی تصانیف علم کیمیا میں مشہور ہیں۔ اِس نے اِل اِل ڈی کا خطاب حاصل کیا تھا سنہ ۱۷۶۶ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۴۴ء میں مرگیا۔

[2] ڈزریلی کا حال صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر دیکھو۔

کی ایک ضرب المثل ہے کہ جو شخص آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر چلتا ہے وہ بہت دور تک چل سکتا ہے ۔

سست پا دو پا از تنگ فرو ماند ۔ شتربان ہمچناں آہستہ می راند

اگر ہم لوگوں کو محنت کی عادت پڑ جائے تو سب کام آپ سے آپ آسان ہو جائیں ۔ سر رابرٹ پیل[1] نے جو انگلستان کی پارلیمنٹ میں اس قدر شہرت حاصل کی کیا وہ ذہانت کی وجہ سے ہوئی ؟ ہرگز نہیں بلکہ محض محنت کی وجہ سے ۔

اسپ لاغر میاں بکار آید ۔ روز میداں نہ گاؤ پرواری

صاحب موصوف جب بہت چھوٹے سے بچے تھے تو انکے باپ کی یہہ عادت تھی کہ انکو میز پر بٹھا دیتے تھے اور انہیں زبانی تقریر کرنی سکھلاتے ۔ پہلے تو انکی بہت تھوڑی ترقی ہوئی لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ یہ پورا وعظ یا اسپیچ بے تکلف کہتے ۔ جب پارلیمنٹ میں لوگ سر رابرٹ پیل صاحب کو اسپیچوں کا جواب دیتے ہوئے دیکھتے تو تعجب کرتے لیکن صاحب موصوف کو یہ لیاقت کچھ یکایک نہیں ہو گئی تھی بلکہ بچپن کی لگی ہوئی عادت تھی ۔

ستار بجانا کیسا آسان کام معلوم ہوتا ہے لیکن اسمیں تھوڑا سا کمال بھی حاصل کرنیکے لئے کتنی محنت درکار ہے ۔ ایک نوجوان نے گیارڈنی صاحب سے پوچھا کہ کتنے زمانہ کے بعد میں آپکی طرح

---

[1] سر رابرٹ پیل کا حال دیکھو صفحہ ۷۱ پر ۔

سنار بجانے لگوں گا؟ صاحب نے جواب دیا کہ "اگر بارہ گھنٹے روزانہ کے حساب سے چوبیس برس تک لگاتار محنت کرو"۔

ترقی کی چال بہت سست ہے بڑے نتیجے بہت جلد ظہور میں نہیں آتے۔ انسان کو ایک ایک قدم کرکے چلنا پڑتا ہے ڈی مسٹیڈر صاحب کہتے ہیں کہ "انتظار کھینچنے کی عادت ڈالنی کامیابی کے بھید سے واقف ہو جانا ہے وقت اور صبر کے ذریعے سے توت کی پتیاں ہی ساٹن بنجاتی ہیں"۔

ہر وقت بشاش رہنا۔ کام کو خوشی سے کرنا بہت ہی ضروری امر ہے ایک بڑے شخص کا قول ہے کہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہنا۔ دنیی کمالات کے دس حصوں میں سے نو حصے حاصل کرلینا ہے سڈنی اسمتھ صاحب[1] شہر یارک شایر میں پادری کا کام کرتے تھے اور یہ کام انکی طبیعت کے بالکل خلاف تھا۔ ایک دن انکے ایک دوست نے اُنسے پوچھا کہ اس کام پر آپ کا جی لگتا ہے یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ "بھائی! میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا ہے کہ اس عہدہ کو پسند کرونگا اور اس سے راضی ہو جاؤنگا میں اسکو محض نامردی اور بزدلی سمجھتا ہوں کہ تمام شکایت کرتا پھروں کہ

---

[1] سڈنی اسمتھ صاحب انگلستان کا مشہور پادری اور نامی مصنف تھا اسکی تحریریں بہت پُرزور ہیں۔ ایک زمانہ تک سنے ایک سالہ کی اڈیٹری بھی کی تھی شہر اسکس میں ۱۷۷۱ء میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں ۱۸۴۵ء میں مرگیا۔

مجھہ پر ظلم ہوا ہے اور میں نہایت پریشان ہوں"۔

وہ اشخاص جنکی ذات سے لوگوں کو نفع پہونچا ہے اکثر بلا الیقین نفع اور کامیابی کے زمانہ دراز تک کام کرتے رہے ہیں۔ کوئی اُنکا حامی اور مددگار نہ ہوا جس تخم کو اُنہوں نے بویا تہا وہ برف کے نیچے دبا رہا۔ اور اکثر یہ بہی ہوا ہے کہ اسکے موسم بہار کے قبل ہی اُسکا کسان قبر میں جا کر سو گیا۔ آدم اسمتہ[1] صاحب نے تمدن اور معاشرت میں جو کتابیں لکہی تہیں اُنکو اُنکے زمانہ میں کسی نے دیکھا تک نہیں۔ ستر برس تک وہ کتابیں جیوں کی تیوں پڑی رہیں۔ اسکے بعد لوگ اُس سے فی الجملہ نفع اُٹہانے لگے چنانچہ اس انیسویں صدی میں بہی اُن کتابوں کی قدر جیسی چاہیئے نہ ہوئی اور جو حق اُن کتابوں سے نفع پانیکا ہے لوگوں نے نہیں پایا۔

مایوس اور نا امید ہو جانا ایک ایسی بلا ہے کہ خدا اِس سے ہر انسان کو اپنی پناہ میں رکہے۔ اِس سے بہلا چنگا انسان مٹی میں ملجاتا ہے امیدوں کی مثال آفتاب کی ہے۔ جو شخص اُنکی طرف رُخ کرتا ہے اُسکی مصیبتیں سایہ کیطرح اُسکے سامنے سے ٹل جاتی ہیں "کیونکر کام کروں، کسطرح خوش رہوں، دنیا نہایت خراب جگہہ ہے" ایسے جملے اُنہی کی زبانوں

---

[1] آدم اسمتہ صاحب اسکاٹلینڈ کا مشہور حکیم تہا۔ اِسکی تصنیف "سیاست مدن" میں بے مثل ہے۔ کالج کی ایک زمانہ تک پروفیسری کی تہی ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۷۹۰ء میں مر گیا۔

سے نکلتے ہیں جنکی امیدیں عدم ہوگئیں جنھوں نے اپنے کو آپ اپنے ہاتھوں تباہ کر ڈالا ہے ۔

ڈاکٹر ینگ[1] صاحب ایک بڑے حکیم گذرے ہیں انکا یہ مقولہ تہا کہ جس کام کو ایک انسان کرسکتا ہے اوسکو دوسرا بھی ضرور کرسکتا ہے ۔ ایک دفعہ صاحب موصوف گھوڑے پر سوار کہیں چلے جاتے تھے اور مسٹر بارسلی[2] صاحب انکے ہمراہ تھے ۔ ایک نالا اِن دونوں صاحبوں کی راہ میں حایل ہوگیا ۔ بارسلی صاحب جو گھوڑے کی سواری اچھی طرح جانتے تھے ایڑ مارتے ہی اُس کنارہ تھے ۔ ینگ صاحب نے بھی کوشش کی لیکن گھوڑے پر سے گر پڑے ۔ چوٹ کھائی ۔ چاہیئے تہا کہ وہ اِس سے ہمت ہار جاتے ۔ سو بجیر پھر فوراً گھوڑے پر سوار ہوتے اور نالے کو پھاند جانا چاہا لیکن پھر بھی گرے ۔ اسپر بھی اُنہوں نے ہمت نہ ہاری اور تیسری بار پھاند ہی گئے لوگوں کو یہ ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوگی لیکن ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں

---

[1] ڈاکٹر ینگ صاحب ۔ انگلستان کا مشہور حکیم تہا ۔ فن طبابت میں ڈاکٹری کا خطاب حاصل کیا تہا ۔ ملک جرمنی کے کالجوں میں تحصیل علم کی تھی بڑے بڑے کتابیں بھی تصنیف کی ہیں ۔ سنہ ۱۷۷۳ء میں پیدا ہوا تہا اور سنہ ۱۸۲۹ء میں مرگیا ۔

[2] مسٹر بارسلی صاحب ۔ اسکاٹلینڈ کے پادری تھے ۔ دین عیسوی میں ایک نئے فرقہ کے موجد گذرے ہیں ۔ فن مباحثہ میں کمال رکھتے تھے برسٹل اور کئی شہر کے مقاموں میں وعظ کہتے پھرے اور آخر سنہ ۱۷۹۱ء میں رحلت کرگئے ۔

انسان کے اندرونی چال وچلن کی کیفیت کھل پڑتی ہے۔

اڈوبن[1] صاحب مصور کہتے ہیں کہ مینے کئی سال کی محنت میں پچاس عمدہ تصویریں بنائیں اور انہیں ایک بکس میں بند کرکے اپنے ایک دوست کے حوالہ کردیا اور خود سفر کو چلا گیا۔ چلتے وقت مینے اپنے اُس دوست پر اسکی حفاظت کی بڑی تاکید کردی تھی۔ جب میں سفر سے واپس آیا اور اس بکس کو اُنسے لیکر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہے نے اُن کل تصویروں کو کاٹ کھایا ہے اور اُس صندوق میں اپنے بچوں کو رکھنے کے لئے گھر بنایا ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہوا کہ میں پہلے تو متردد ہوا لیکن پھر دل میں سوچا کہ آخر ہوا کیا؟ میں اُس سے کہیں عمدہ تصویریں بنالونگا۔ چنانچہ میں بخوشی اُس سے درگذرا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہوا اور خدا کے فضل سے اُس سے بھی عمدہ تصویریں بنالیں۔ جس کسی کو ایسا واقعہ پیش آیا ہوگا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کیتنی بڑی بات تھی اور صاحب موصوف نے کیسی ہمت اور دلیری کو راہ دی اور حقیقتاً وہ صابر اور نیکدل تھے۔

---

[1] اڈوبن صاحب۔ امریکہ کے مشہور مصور اور علم طیور سے پورے واقف تھے یہ دوبار انگلستان بھی گئے اور ہر جگہ انکی قدر و منزلت ہوئی۔ انکی کتاب طیور کے حالات میں بہت بڑی ہے اور ایسی ہے کہ کبھی پہلے نہ لکھی گئی تھی۔ ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۱ء میں شہر نیویارک میں مرگئے۔

لارڈ لائیل[1] صاحب انگلستان کے نامی مورخ اور حکیم نے بڑی جانفشانی سے ایک کتاب تصنیف کی اور اُس کتاب کا نام فرانس کی بغاوت رکھا۔ اس کتاب کا ایک حصّہ چھپ چکا تھا اور دوسرا حصّہ چھپنے کو باقی تھا۔ اس مسودہ کو اُنکے ایک دوست اُنسے لے گئے اور لیجا کر اپنے گھر میں کھڑکی پر رکھدیا۔ اِنکے گھر کی ایک نئی ماما نے دیکھا اور اُسے پڑا دیکھ کر سمجھا کہ یہ ردّی کاغذ ہے جلادیا۔ جب یہ خبر لارڈ لائیل صاحب کو پہونچی تو وہ سنّاٹے میں آ گئے لیکن باستقلال تمام پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ اُس دوسرے حصّہ کو نئے سرے سے تمام کر ہی چھوڑا۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ناحق غصّہ ہوکر پریشانی میں اُلجھا رہتا اور اُس سے وہ کتاب بھی تمام نہ ہوتی۔

دُنیا میں جن آدمیوں نے نئی نئی چیزیں نکالی ہیں اُنکی سوانح عمری پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت مستقل مزاج اور محنتی تھے۔

---

[1] لارڈ لائیل۔ انگلستان کا مشہور حکیم اور مورخ جسکی تصانیف کا اثر انگلستان پر اتنا ہوا کہ کسی مصنف سابق کا نہ ہوا تھا۔ اِسکی عبارت اِسکے مضامین عجیب نرالے طرز کے ہیں۔ ملک اسکاٹلینڈ میں ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور کئی مہینے ہوے کہ قضا کی۔ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کوئین وکٹوریا کی جب اس مصنف نے ملاقات کی تو اسطرح باتیں کیں جسطرح کوئی آدمی کسی عام شخص سے باتیں کرتا ہو۔ مگر ہماری ملکہ کو اسکا رنج نہ ہوا بلکہ خوش ہوئیں۔ اس شخص کی سوانح عمری لکھی گئی ہے۔

استیفن سن[1] صاحب نے جب پندرہ برس تک لگاتار محنت کی تب ریل
کی کل کو اس حالت تک پہونچایا کہ وہ لوہے کی سڑک پر چلنے لگی ۔
جیمس واٹ[2] ریل کی کل کو تکمیل پر پہونچانے کیلئے تیس برس تک محنت
کرتے رہے ۔ سر والٹر اسکوٹ[3] صاحب نے اتنی کتابیں تصنیف
کی ہیں کہ آدمی انہیں برسوں پڑہا کرے تب بھی تمام نہوں ۔ یہہ
کرانی کا کام کرتے تھے ۔ آفس کے معمولی وقت پر اُنہیں آفس جانا ضرور
صرف صبح کو جتنی فرصت ملتی تھی اسی میں وہ کتابیں تصنیف کرتے تھے
آفس میں انکو فی صفحہ دو آنے ملتے تھے ۔ یہہ روزانہ ایک سو بیس صفحے
نقل کرتے اور پندرہ روپے روزانہ پیدا کرتے تھے ۔ اِن کا یہ معمول تہا کہ جب

---

[1] استیفن سن صاحب ۔ انگلستان بلکہ سارے جہان کے بہی خواہوں میں درجہ اعلی کا بہی خواہ اور ایک انجنیر تہا جسکی کوششوں سے انگلستان میں ریل گاڑی جاری ہوئی اسکو اِسبات میں بہت مزاحمتیں پیش آئیں لیکن یہ سب پر فتحیاب ہوا اور ۱۸۲۵ء میں اسنے ریل گاڑی جاری ہی کردی ۔ اِس تجارت سے اسکو آخرش بہت نفع ہوا ۱۷۸۱ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۸۴۸ء میں مرگیا ۔

[2] جیمس واٹ صاحب انگلستان کا مشہور شخص اور علم جرثقیل میں ماہر تہا اِسکی کوشش اور سعی سے انجن اس قابل ہوا کہ ریل گاڑی کہینچے ۱۷۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۹ء میں مرگیا ۔

[3] سر والٹر اسکاٹ صاحب ۔ اسکاٹلینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر تہا ۔ اس شخص کے ناول مشہور زمانہ ہیں ۱۷۷۱ء میں پیدا ہوا تہا اور ۱۸۳۲ء میں مرگیا ۔

کسی دوست کا خط آتا تو اُسکا جواب فوراً روانہ کرتے ہرگز دیر نہ کرتے
اسکاٹ صاحب نے اگرچہ بہت بڑی لیاقت حاصل کی تھی لیکن اسپر
بھی وہ اکثر کہا کرتے کہ میں اپنی جہالت سے بہت پریشاں ہوں انکا یہ جملہ کچھ
جھوٹا اور معمولی انکسار کا جملہ نہ تھا جن لوگوں کو اچھی لیاقت ہوتی ہے اُنکو
فی الحقیقت ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ڈربی کے کالج کے نامی پروفیسر کے
پاس جب اُسکے شاگردوں نے جاکر کہا کہ خدا کے فضل سے ہم لوگوں کی
تحصیل ختم ہوگئی۔ تو پروفسر نے کہا کہ بھائی! تم لوگوں کی تحصیل ختم ہوگئی ہو تو
ہوگئی ہو لیکن میری تحصیل تو ابھی شروع ہی ہوئی ہے۔
سقراط[1] کا یہہ قول تھا کہ مجھے اتنے دنوں میں صرف یہی ایک بات معلوم
ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ "میں نے ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں کیا" سر اسحاق
نیوٹن نے کہا کہ "میں ابھی تک علم کے سمندر کے کنارے سے صرف کنکریاں
چن رہا ہوں" غرض انسان کو غرور محض بیوقوفی اور جہالت سے ہوتا ہے۔
جان برٹن جنہوں نے عمارت کے علم میں بہت سی عمدہ کتابیں تصنیف
کی ہیں۔ بہت ہی محنتی آدمی تھے۔ یہ شہر ولٹی مور کے ایک بہت ہی
ادنے جھونپڑے میں پیدا ہوئے تھے۔ اِنکے باپ نان بائی کا کام

---

[1] سقراط۔ یونان کا مشہور حکیم تھا۔ اِس شخص کی فلسفہ نے یونان کی فلسفہ کی
کیفیت ہی بدل دی۔ شہر اتھنز میں ولادت مسیح سے ۴۶۸ برس قبل
پیدا ہوا تھا اور ولادت مسیح سے ۳۹۹ برس قبل مرگیا۔

کرتے تھے ۔ کارخانہ میں گھاٹا پڑنے کیوجہ سے اُنکے دِل پر کچھ ایسا صدمہ ہوا کہ دیوانہ ہو گئے ۔ یہانتک کہ چند روز بعد قضا کی ۔ اِن کے مرنے پر جان برٹین صاحب کے چچا نے اِنکی پرورش کا بار اُٹھایا۔ لڑکپن میں انہوں نے کچھ بھی نہ پڑھا ۔ صحبت بھی اچھی نہ ملی ۔ ہوش سنبھالتے ہی اِنہیں اِنکے چچا نے بوتل میں کاگ کرنے بھرنے کے کام میں لگا دیا جب اِن کا چچا بیمار ہو گیا اور اِن کی برداشت نہ کرسکا تو صرف بائیس روپیہ اِنکے حوالے کر کے اپنے گھر سے نکال دیا سات برس تک یہ یوں ہی بھٹکتے پھرے صدہا قسم کی مصیبتیں جھیلیں لیکن اُن مصیبتوں میں انہوں نے پڑھنے کا شغل ترک نہ کیا چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ مَیں جس مکان میں رہتا تھا وہ نہایت تاریک تھا اور مجھکو ماہواری بارہ آنہ اُسکے کرایہ کے دینے پڑتے تھے ۔ میں پلنگ پر لیٹا لیٹا کتابیں پڑھا کرتا اتنی وسعت نہ تھی کہ آگ روشن کرتا اور اُسکی گرمی میں آرام سے کتابیں پڑھتا" یہ پاپیادہ باتھ شہر تشریف لیگئے اور بوریا بننے کے کام پر نوکر ہوئے لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ نوکری بھی چھوٹ گئی اور پورے مفلس گدا بن گئے نہ پاؤں میں جوتی اور نہ بدن میں کُرتا ۔ چند روز کے بعد پھر انہیں لنڈن کے ایک تہ خانہ میں بوریا بننے کا کام ہاتھ لگا ۔ اِنکو سات بجے صبح سے گیارہ بجے رات تک برتہ خانہ میں کام کرنا پڑتا جِسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اِنکی صحت میں خلل آگیا ۔ غرض کام چھوڑ دینا پڑا ۔ چند روز کے بعد یہ ایک اٹرنی کے ہاں سات روپے ہفتہ وار پر کرانی مقرر ہوئے ۔ لیکن واہ رے تبرادل کہ ایسی ایسی مصیبتوں

[1] یعنے انجیل کی وعظ سُنا[?]

یں بھی لکھنے کی مشق کبھی نہ چھوڑی تھی - اِس نوکری کے مل جانے سے
انکو کچھ فرصت بھی ملنے لگی - اب انہوں نے کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا
اور بہت عمدہ لیاقت حاصل کرلی - تھوڑے ہی دنوں کے بعد دوسرے
اَوفس میں دس روپے ہفتہ واری پر نوکر ہوگئے - جب انکی عمر اٹھائیس
برس کی تھی - اُسوقت ایک کتاب "احوالاتِ پیریزیو" نام تصنیف
کی اور اِس زمانہ سے لیکر چپن برس کی عمر تک برابر کتابیں تصنیف کرتے
رہے - اِنکی تصانیف کی تعداد قریب ستاسی کتابوں کے ہے -
انکی ایک کتاب جسمیں انگلستان کی پُرانی عمارتوں کے حالات درج
ہیں بہت بڑی کتاب چودہ جلدوں میں ہے جو شخص اس کتاب کو دیکھتا
ہے اُسکے دِل میں انکی عظمت پیدا ہوتی ہے -

سیموئیل ڈرو صاحب کے حالات بھی عجیب غریب ہیں -
ان کا باپ بہت ہی محنتی مزدور تھا - گرچہ اُسکو اِتنی وسعت نہ تھی لیکن
اِسپر بھی اپنے اوپر تکلیف گوارا کرکے اِنہیں اور اِنکے ایک اَور بھائی کو ایک
ایسے اسکول میں داخل کیا جسمیں فی ہفتہ آٹھ پائی فیس کی دینی پڑتی
تھی - اِن دو لڑکوں میں سے بڑا لڑکا جسکا نام جابز تھا خوب جی لگا کر
پڑھتا لیکن ڈرو صاحب تو محض نکمے اور شریر تھے جو کچھ اِنکی ماں نے
اِنہیں لکھایا پڑھایا تھا وہی تو اِنہوں نے سیکھا باقی اسکول میں کچھ
بھی حاصل نہ کیا - سوائے شرارت اور کھیل کے اِنکو کوئی دوسرا شغل ہی
نہ تھا - جب یہ لڑکا آٹھ برس کا ہوا تو مزدوری کرنے لگا اور روزانہ چار پیسے

کما لاتا۔ ماں کے مرجانے کے بعد تو اُسے اَور بھی آزادی ملی۔ خوب چھوٹ کھیلا۔ جب دس برس کا ہوا تو اُسکے باپ نے اُسے ایک موچی کے ہاں کام سیکھنے کے لیے بٹھلا دیا۔ یہاں اس لڑکے نے بہت تکلیفیں اُٹھائیں چنانچہ وہ خود راقم ہے کہ "جسطرح خندقوں میں مینڈک رہتے ہیں اُسیطرح میں وہاں رہتا تھا"۔ اِس لڑکے کی یہہ عادت تھی کہ باغوں میں جاکر میوے توڑ لاتا اور چوری اور لوٹ کے کام میں سب شہری لڑکوں کا سردار بنا رہتا۔ جب یہ سترہ برس کا ہوا تو موچی کے ہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور بسکارڈ شہر میں ایک موچی کے یہاں نوکر ہوا اسکا بھائی اِسے ڈھونڈتا ہوا وہاں پہونچا اور سمجھا بوجھا کر گھر واپس لے آیا۔ گھر پہونچکر یہہ ڈاک گھر کا پیادہ مقرر ہوا اور اِسکے بعد پلا موتھ شہر میں موچی کا کام کرنے لگا۔ اِس شہر میں اس شخص نے ایک بار گدکا کھیلنے میں انعام بھی پایا تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن میں اِس کو اچھی مہارت حاصل تھی۔ انگلستان میں جو اسباب غیر ملکوں سے جہازوں پر لد کر آتے تھے اُنکے اُتارنے میں جہاز والوں کو سرکاری ٹکیس دینا پڑتا ہے۔ لیکن اکثر دغا باز تاجر محصول سے بچ جانیکے لیے بدمعاشوں سے مال اُتروالیا کرتے ہیں۔ سیموئیل ڈرو صاحب سطرح سے مال اُتارنے میں بڑے چالاک اور ہوشیار تھے۔ ایک دفعہ صاحب موصوف آدھی رات کو ایک چھوٹی سی ڈینگی پر سوار ہوکر جہاز پر سے خفیہ مال اُتارنے گئے۔ اتفاق سے طوفان نے اِنہیں آگھیرا۔ ڈرو کے ساتھیوں نے بہتیرا ہاتھ

پاؤں مارا لیکن ڈینگی کو کنارہ تک پہنچا سکے اور کشتی سمندر میں اُلٹ ہی
گئی - ڈرو کے ساتھی سب کے سب ملک بقا کو سدھارے لیکن یہہ مرتے
مرتے کسی طرح بچ گئے اور کنارہ پر جا لگے - کنارہ پر پہونچتے ہی بیہوش
ہوکر گر پڑے اور رات بھر وہیں پڑے رہے - دن کو لوگوں نے اِنھیں
دیکھا اسپتال لے گئے - بارے علاج معالجہ سے اِنکے مردہ جسم میں گویا
جان آگئی -

جس شخص نے ڈرو صاحب کی اِن حالتوں کو پڑھا ہے وہ سمجھہ سکتا ہے
کہ کس درجہ بگڑ چکے تھے - لیکن خیالات کے بدل جانے سے اور کوشش
وسعی سے (اگر خدا کا فضل معاون ہو تو) انسان کہانتک بدل جا سکتا ہے
یہ بھی اِنکے خاتمہ سے ظاہر ہے کہ یہی ڈرو صاحب ایک نامی واعظ اور
بہت بڑے مصنّف ہو کر مرے -

موت کے پنجہ سے اِسطرح چھوٹ جانیکے بعد ڈرو صاحب کی
طبیعت کچھ ایسی بدلی کہ ہمیشہ خاموش رہتے اور ہر وقت دِل ہی دل میں
کچھ سوچتے رہتے - تھوڑے ہی دنوں کے بعد اِنکے بھائی نے بھی قضا کی
اِن سب واقعات نے اِنکے دل پر کچھ ایسا اثر پیدا کیا اور دنیا کی بے ثباتی
اور لہو لعب میں مشغول رہنے کی برائی کچھ ایسے پھر چھے طور سے اِنکے
سمجھہ میں آگئی کہ یہ بالکل ہی بدل گئے - نئے سر سے تحصیل علوم کا
شوق اِنکے دِل میں پیدا ہوا لیکن اِتنے دنوں کی غفلت نے اگلا پڑھا
لکھا سب کچھ بُھلا دیا تھا - الف کے نام بے بھی یاد نہ تھا اِنکے لکھنے کی

حالت یہ تھی کہ انکے ایک دوست نے انکے لکھنے پر یہ پھبتی کہی ہے کہ "ڈرو صاحب کا لکھنا اور مکڑی کا پانوں میں سیاہی لگاکر کاغذ پر رینگنا دونوں برابر ہیں"۔

ڈرو صاحب خود اپنا حال لکھتے ہیں کہ "جیوں جیوں میں پڑھتا ہوں مجھپر میری جہالت کھلتی جاتی ہے اور تحصیل علوم کی خواہش تیز ہوتی جاتی ہے فرصت کے ہر لحظہ کو میں نے تحصیل علوم میں صرف کیا۔ چونکہ مجھے اپنی ہی محنت سے روٹی پیدا کرنی پڑتی تھی اسلئے مجھے تحصیل علم میں بہت کم وقت صرف کرنے کا موقع ملتا تھا۔ میرا اکثر یہ دستور تھا کہ کھاتا جاتا اور پڑھتا جاتا جب میں نے لاک صاحب کی وہ تحریر جو انہوں نے عقل کے بارے میں لکھی ہے پڑھی تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ کل لسپٹ خیالات میرے دل سے دور ہوگئے گویا میں دوسرا آدمی ہوگیا۔ ڈرو صاحب نے صرف سات روپے سے کارخانہ شروع کیا۔ اب چونکہ انپر لوگوں کو اعتماد ہونے لگا تھا اسلئے انہیں ایک سوداگر نے کچھ روپے قرض دیے۔ اس قرض کو انہوں نے فوراً ہی ادا کردیا اور دل میں مصمم ارادہ کرلیا کہ پھر کبھی کسی سے قرض نہ لونگا چنانچہ انکو بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئیں لیکن یہ نیک مرد اپنے اس نیک ارادہ سے نہ ڈگا پر نہ ڈگا۔ صاحب موصوف نے ارادہ کرلیا تھا کہ آزادی۔ محنت اور کفایت بس انہیں تین ذریعوں سے روپے حاصل کرونگا۔ چنانچہ خدا نے ان کی مدد کی اور وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوئے۔

اگرچہ ان کو اپنی اوقات بسری کیلئے سخت محنت کرنی پڑتی تھی لیکن پھر

بھی اِتنا وقت ضرور نکال لیتے تھے کہ علم ریاضی۔ تواریخ۔ فلسفہ ایسے ایسے علوم کو حاصل کریں۔

دوکانداری اور تحصیل علوم کے علاوہ۔ صاحب نے لوگوں کو وعظ کہنا بھی شروع کیا۔ پولیٹکل امورات پر بھی بحث کرنے لگے۔ اکثر بڑے بڑے عقلاء انکی دوکان پر اِنسے بحث کرنے آتے تے اور اکثر اِنکو بھی اُن لوگوں کے یہاں جانا پڑتا۔ اِس سے اِنکا بڑا ہرج ہونے لگا۔ اکثر اُنکو آدہی رات تک کام کرنا پڑتا۔ ایک دِن کا تذکرہ ہے کہ اپنی کوٹھری میں بیٹھے کوئی کام کر رہے تھے کہ ایک لڑکا کھڑکی کے پاس آکر بولا۔ "ارے چمار ارے چمار دِن بھر تو دوڑا پھرتا ہے اور رات کو کام کرتا ہے"!! انہوں نے بہت نرمی سے جواب دیا۔ "سچ بھائی سچ! انشا اللہ اب ایسا نہ کروں گا" ڈرو صاحب کہتے ہیں "اُس لڑکے کا یہ کہنا مجھے بالکل منجانب اللہ معلوم ہوا۔ چنانچہ میں نے آج کے کام کو کل پر اُٹھا رکھنے کی عادت مطلق ترک کر دی" انہوں نے شادی کرکے امریکہ چلے جانیکا ارادہ کیا پہلے پہل انہیں اشعار تصنیف کرنیکا شوق ہوا تھا اور ابھی تک جو اشعار اِنکی تصنیفات میں موجود ہیں اُنسے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ڈرو صاحب کے دل میں دنیا کی بے ثباتی بہت زور آور طور سے ثابت ہوگئی تھی۔ اِنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اُنمیں سے ایک کا نام "روح کا بجسم اور لازوال ہونا" ہے یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے اور لوگ ابھی تک اِسکی قدر کرتے ہیں۔ اِنہوں نے اِس کتاب کو صرف دو سو روپے پر ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور دِل

میں خیال کیا تھا کہ میں بہت نفع میں رہا لیکن اُسوقت اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ اُسی کتاب سے کتب فروشوں نے لاکھوں روپے پیدا کئے۔ شہرت نے اُن کے دِل کو مغرور نہیں بنایا تھا اکثر وہ اپنے مکان کے سامنے سڑک پر جھاڑو دیا کرتے اور وہاں سے کوئلا اُٹھا اُٹھا اپنے آتشدان میں رکھنے کے لیئے گھر لیجاتے ایک دفعہ انکے ایک معزز دوست نے اِن سے کہا کہ "یہ کام آپ کی شان کے خلاف ہے" اِنہوں نے جواب دیا کہ "جس شخص کو کوئلا اُٹھانے میں شرم آتی ہو۔ اُسے آگ تاپنے میں بھی شرم آنی چاہیئے۔ ڈاکٹر یونگ صاحب نے اِنکو کتابوں کی تصنیف کرنے اور ایک ماہواری رسالہ میں مضمون لکھنے کیلئے نوکر رکھا۔ اس زمانہ سے اِنہوں نے بڑی ترقیاں کیں چنانچہ وہ خود راقم ہیں "میں ایک بہت ہی نیچی حالت سے سربلند ہوا۔ برابر میری یہی کوشش رہی کہ میرے عزیز و اقارب عزّت پائیں اور معزز بنیں۔ اُنہیں ایمانداری۔ محنت۔ کفایت شعاری اور خوف خدا حاصل ہو۔ اور الحمدللہ کہ خدا میری کوششوں سے خوش ہوا اور اُسنے میری خواہشوں کو پورا کیا۔

ھیوم صاحب کے حالات بھی غور کے قابل ہیں۔ اِنکی لڑکپن ہی میں اِنکے والد نے قضا کی تھی۔ اِن کی ماں نے منٹروس شہر میں ایک دکان کھولی اور ہیوم صاحب کو ایک ڈاکٹر کے ہاں طبابت سیکھنے کو بٹھلا دیا۔ صاحب نے طبابت کو خوب جی لگا کر سیکھا اور سند بھی حاصل کی۔ پھر سنہ ۱۸۰۳ع میں جنرل پاول کے ساتھ کام کرنے لگے جن

دنوں مرہٹوں اور سرکار انگلشیہ کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی اُن دنوں سرکار کو ایک مترجم کی ضرورت ہوئی صاحب فوراً اُس کام پر نوکر ہو گئے۔ ہندوستان میں آکر انہوں نے یہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ پھر یہ فوج میں طبابت کے کارخانہ کے سردار مقرر ہوئے۔ اِن سب کاموں کو انجام دینے کے بعد بھی اِنکو اتنی فرصت مِل رہتی تھی کہ وہ حیران تھے کہ کونسا کام کیجیے۔ چنانچہ دو کام اَور بھی اُنکے ہاتھ لگے یعنی وہ پوسٹ ماسٹر (ڈاکخانہ کے منتظم) اور پے ماسٹر (تقسیم مشاہرہ کے منتظم) بھی مقرر ہوئے کمسریٹ کا انتظام بھی انہیں کے سپرد ہوا اِس سے اِنہیں بہت نفع ہوا اور دس برس کے بعد اپنے وطن انگلستان بہت دولت لیکر واپس گئے انگلستان پہونچتے ہی صاحب نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے کُل رشتہ داروں او عزیزوں کے لیئے ایک معقول بندوبست کر دیا۔

ہیوم صاحب کچھ ایسے خود غرض اور نفس کے بندہ تو تھے ہی نہیں کہ دولت مند ہو جانیکے بعد محض آرام طلبی میں زندگی بسر کرتے۔ اُنکے دِل میں اپنے ہموطنوں اور دوسرے ملک کے رہنے والوں کے حالات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی۔ غرض سیاحی کرنے لگے۔ ۱۸۱۲ء میں جب سفر سے واپس آئے تو پارلیمنٹ کے ممبر مقرر ہوئے اور چوبیس برس تک اِس عہدہ کو انجام دیتے رہے۔ جب پارلیمنٹ میں کوئی ایسی بات پیش ہوتی جس میں خلایق کی بھلائی متصور ہو تو یہ ضرور اُسمیں پوری کوشش کرتے اور جس بات کے پیچھے پڑتے اُسمیں اپنی پوری لیاقت کا استعمال

کرتے ۔ یہ کچھ فصیح البیان نہ تھے لیکن بہت صاف سلیس اور واضح بولتے تھے ۔ ٹیسفسٹری صاحب لکھتے ہیں کہ دُنیا میں اگر کوئی لوگوں کے چڑانے اور خلاف باتوں کے کہنے سے ناراض نہیں ہوتا تو وہ ہیوم صاحب ہیں اکثر پارلیمنٹ میں غالب رائیں اِنکے خلاف میں ہوتیں لیکن اُسوقت بھی اُنکی باتوں کا اثر ضرور رہتا ۔ اگرچہ لوگ اِنپر مضحکہ کیا کرتے اور اکثر کارروائی بھی ان کی رائے کے خلاف ہوجاتی اور کبھی مباحثہ میں وہ اکیلے ایک جانب رہتے ۔ لیکن وہ اپنے کام میں برابر مستقل مزاج رہے اور کبھی ہمت نہ ہاری اور نہ اپنی امید ہاتھ سے دی ۔
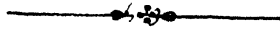
باب (۴)

کاروباری آدمی

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند ۔۔۔ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
کارے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر ۔۔۔ زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے "جو شخص اپنے کاروبار میں محنتی ہے اُسے دیکھنا وہ بادشاہ وقت کی بغل میں کھڑا ہوگا"۔
کاروبار میں ترقی کے لیے بھی محنت اور استقلال کی اُتنی ہی ضرورت ہے جتنی تحصیل علوم میں۔ یونانیوں کا مقولہ ہے "کاروبار میں ترقی کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں مادہ۔ محنت اور تجربہ"۔
ہاں یہ ممکن ہے کہ اتفاقات سے کوئی شخص گھر بیٹھے مالا مال ہو جائے لیکن جس طرح وہ دولت جو قماربازی کے ذریعہ سے ہاتھ لگتی ہے انسان کے حق میں مضر ہوتی ہے ویسے ہی وہ روپے جو کسی اتفاقی سبب سے ہاتھ لگ جاتے ہیں سم قاتل ہوتے ہیں۔

لارڈ بیکن[1] اِسی لئے لکھتے ہیں " نزدیک والا راستہ اکثر گندہ اور میلا ہوتا ہے۔ اگر آدمی آرام سے جانا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ صاف راستہ سے جائے۔ اگرچہ اسمیں وہ اپنی منزل پر دیر ہی کو کیوں نہ پہونچے کیونکہ تاخیر میں بظاہر تکلیف ہے لیکن اصلی خوشی' اور عمدہ نتیجہ' کامل عمدگی' اور سچی پاکی' صفائی میں ہے۔

ہر نوجوان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اُسکی خوشی اور ترقی خود اُسی پر اور اُس کی کوششوں پر منحصر ہے۔ نوجوان کو اس جُملہ کے سوا اور کسی جملہ پر کان نہیں رکھنا چاہیے کہ " تمکو آپ اپنے چلنے کیلئے راہ بنانی ہے۔ تمہارا فاقوں مرنا یا عیش کرنا تم ہی پر منحصر ہے"۔

ھیزلٹ[2] صاحب کیا غلط لکھتے ہیں کہ کاروباری آدمی ٹھیک مثال ایک ایسے ٹٹو کی ہے جو دن رات گاڑی میں جُتتا رہے۔ اِسکا بہت بڑے سے بڑا کام بھی بس اتنا ہی ہے کہ جس لکیر پر یہ چلتے ہیں اُس سے الگ نہ ہوں۔ بہت بڑے سے بڑے انتظام کے لئے بس صرف اسیقدر درکار ہے کہ آدمی اَور قسم کے تصورات اور خیالات کو چھوڑ کر صرف نفع اور ضرر کی

---

[1] لارڈ بیکن انگلستان کا مشہور حکیم اور نامی مصنف تھا وہ فلسفہ جسکا اصول تجربہ ہے اِسی کی ایجاد ہے۔ کل یوروپ سکو اس فلسفہ کا موجد قبول کرتا ہے۔ بہت بڑے عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا سنہ ۱۵۶۱ء میں پیدا ہوا سنہ ۱۶۲۶ء میں مرگیا۔

[2] ہیزلٹ انگلستان کے ایک مدعیسائی کارڈ کا تھا اِسنے اپنی تمام عمر تحصیل علم ور کتابوں کے تصنیف کرنیمیں صرف کی۔ بہت بڑا نامی مصنف تھا سنہ ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۳۰ء میں مرگیا

طرف متوجہ رہے"۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انکی اِس تعریف سے بڑھکر اور کوئی غلط تعریف نہیں ہو سکتی۔ ہاں اِس میں بھی شبہہ نہیں کہ اکثر کاروباری بہی پست خیال کے آدمی ہیں لیکن عالموں قانون والوں اور مصنفوں میں بھی تو بہتیرے پست خیال ہوتے ہیں۔

برک[1] صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ مینے تاجروں اور سوداگروں میں ایسے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو منتظمان سلطنت کیطرح کارروائی کرتے ہیں۔

ہر بڑے کارخانہ کے ثبات کے لئے یہ فرض ہے کہ اُسکے منتظم کو اپنی لیاقت ہو تو ہو کہ وہ اُس کارخانہ کے کام کو مستعدی سے انجام دیسکے۔ اپنے ماتحتوں کی تعداد کثیر پر ہمہ دم نگران ہے فطرت اور جبلت انسانی سے خوب آگاہ ہو۔ کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکے۔ اپنی تعلیم آپ کرنے پر ہر وقت مستعد اور آمادہ رہے۔ بیشک کاروبار کا اسکول کچھ ایسا چھوٹا اسکول نہیں ہے جیسا بہتیرے مصنف خیال کرتے ہیں مگر ہاں جسطرح دنیا میں اعلےٰ درجہ کے نیکوں بھلے آدمیوں۔ شاعروں۔ اولیاء اور شہیدوں کی تعداد کم ہے۔ اُسیطرح بہت اچھے منتظم اور کاروباری آدمیوں کی تعداد

---

[1] برک انگلستان کا نامی فصیح البیان مصنف جسکی تحریر و تقریر ہر دل عزیز ہے۔ شہر ڈبلن میں ۱۷۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۷ء میں مرگیا۔

بھی بہت کم ہے۔

کم فہموں کی ہمیشہ یہ غلطی رہی ہے کہ "عاقل اور ذہین لوگ کاروبار کے انتظام کے لایق نہیں ہوتے بلکہ کاروبار انسان کو غبی اور کند ذہن اور مخبوط الحواس بنا دیتا ہے" مگر یہ انکی نری کج فہمی ہے حقیقت میں کوئی پیشہ انسان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ انسان خود پیشوں کو ذلیل کرتا ہے۔ جتنے ایسے پیشے ہیں جنہیں ایمانداری اور دیانتداری سے روپے حاصل کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب معزز ہیں۔ خواہ انسان اسمیں اپنے دل سے کام لے خواہ ہاتھ سے ہاتھ میلا ہو جاے تو ہونے دو لیکن دل کو میلا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ مادی چیزیں انسان کے جسم کو اسقدر سیاہ نہیں کرسکتیں جسقدر بُری خصلتیں اسکے قلب و روح کو۔ ہاتھ کی سیاہی بہت آسانی سے زایل ہو جاتی ہے مگر دل کی سیاہی تو خدا ہی کے دھوے دُھل سکتی ہے۔

تواریخ شاہد ہے کہ بہت بڑے بڑے آدمی مختلف پیشے اور کاروبار بھی کرتے تھے اور اسپر اپنا اعلےٰ درجہ کے کاموں مین بھی مشغول اور مصروف رہتے تھے۔ سولن[1] ملک اتھنس کا بانی اور نامی حکیم

---

[1] سولن یونان کا مقنن اور مشہور عاقل تھا۔ اسنے یونان پر ایک زمانہ تک بہت عادلانہ طور سے حکمرانی کی تھی۔ ۶۳۵ برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۵۹ برس قبل سنہ عیسوی کے مرگیا۔

اور تھیلس[۱] یہ دونوں صاحب با ایں ہمہ لیاقت مندی تاجر پیشہ تھے
افلاطون تیل بیچ بیچ کر اپنی زندگی بسر کرتا۔ شکسپیر ایک تھیٹر کا مینیجر تھا
چوسر[۲] پہلے ایک سپاہی پھر ٹیکس کا کلکٹر پھر جنگلوں کا انسپکٹر تھا
اسپنسر[۳] لارڈ ڈپوٹی آیرلینڈ کا سیکرٹری اور بڑا محنتی آدمی تھا۔
ملٹن[۴] پہلے تو ایک اسکول کا ماسٹر تھا۔ اُسکے بعد گورنمنٹ کا سیکرٹری
مقرر ہوا۔ اُسکے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بڑا کاروباری اور محنتی تھا۔
نیوٹن ٹکسال گھر کا منتظم تھا بلکہ سنہ ۱۶۹۴ع کا سکہ خاص اسی کے اہتمام سے
جاری ہوا تھا کوپر[۵] کو اسبات کا بڑا فخر تھا کہ میں ایک بڑا کاروباری
اور محنتی آدمی ہوں۔

---

[۱] تھیلس۔ ملک یونان کا نامی حکیم فیثاغورث حکیم کا استاد یونانی فلسفہ کا موجد یہ ایک بہت بڑا شخص گذرا ہے ۶۴۰ برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۴۶ برس قبل سن عیسوی کے مرگیا۔

[۲] چوسر۔ انگریزی شاعری کا موجد گذرا ہے شہر لنڈن میں سنہ ۱۳۲۸ع میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۰۰ع میں مرگیا۔

[۳] اسپنسر۔ انگلستان کا نامی شاعر لنڈن میں سنہ ۱۵۵۳ع میں پیدا ہوا اور لنڈن ہی میں سنہ ۱۵۹۹ع میں مرگیا۔

[۴] ملٹن انگلستان کا بہت ہی اعلے درجہ کا شاعر جسکی کتابیں برابر کالجوں میں پڑھائی جارہی ہیں سنہ ۱۶۰۸ میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۷۴ع میں مرگیا۔

[۵] کوپر مشہور شاعر سنہ ۱۷۳۱ میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۰۰ میں مرگیا اسکے سارے اشعار سارے انگلستان کی درسی کتابوں میں پڑھائے جاتے ہیں

ووڈس ورتھ[1] ٹکٹ بانٹا کرتا تھا اور سر والٹر اسکاٹ[2] کرانی تھا۔
یہہ سب کچھ ایسے معمولی لوگ تھے علم و فضل ہیں کامل انکی دانائی اور
حکمت کا شہرہ آج سارے جہان میں ہے۔
میں اب بھی دیکھتا ہوں کہ جو بڑے عقیل اور دانا سے روزگار ہیں وہ
ضرور کاروباری اور محنتی ہیں گروٹ[3] صاحب جنہوں نے ایک مشہور
کتاب "تواریخ یونان" لکھی ہے لنڈن کے بنک گھر کے منتظم ہیں
جان اسٹوارٹ مل[4] صاحب ایسٹ انڈیا کمپنی کے آفس میں حساب
کتاب کے جانچنے کو مقرر ہیں۔ ان سب کی کل تعریفیں جو زبان زد خلایق
ہیں اسوجہ سے نہیں کہ یہ لوگ بڑے عالی خیال کے آدمی ہیں بلکہ صرف
اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کے کاموں کو بخوبی انجام دیا۔
عملی محنت جب عقلمندی اور جوش سے یکجا ہوگی تو ضرور ہمیشہ اپنا اثر پیدا
کریگی۔ اسکی بدولت انسان آگے چلتا ہے اور اسکی ترقی ہوتی ہے۔
اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ہر کوئی یکساں ترقی نہیں کرسکتا لیکن پھر بھی لیاقت کے

---

[1] ووڈس ورتھ۔ انگلستان کا مشہور شاعر ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۰ء میں مرگیا۔

[2] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۷۵

[3] گروٹ انگریزی مورخ تھا۔ اسکی کتاب "تاریخ یونان" مشہور ہے ۱۷۹۴ء میں پیدا۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

[4] جان اسٹوارٹ مل صاحب۔ دیکھو صفحہ ۷

موافق ضرور سب ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہر شخص پہاڑ کی چوٹی پر نہیں چڑھ سکتا لیکن تب بھی ہر آدمی اِتنا تو ضرور بلند جا سکتا ہے کہ دھوپ کھانا میسر ہو۔

خِلقت انسانی پر غور کرنے سے یہ بات یقینی اور بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اِس غافل ہستی کی ترقی کے لئے ابتدا میں کچھ تھوڑی ہی بہت مصیبت اور تکلیف بھی ایک ضروری جزو ہے۔ غربت سے بسر کرنا اپنی محنت سے روٹی کمانی۔ چین و آرام میں رہنے سب کام بے درد سر آپ سے آپ ہو جانے سونے کے لئے مخمل کا پلنگ ملنے سے کہیں بہتر ہے۔ کسی کام کو تھوڑی پونجی سے شروع کرنا اُسکی ترقی کیلئے ایسا اکسیر ہے کہ اگر یہ کامیابی اور ترقی کے لئے ایک دستور العمل مقرر ہو جائے تو بہت ہی زیبا ہے۔

ایک جج سے جب لوگوں نے پوچھا کہ وکیلوں کی ترقی کس طرح ہوتی ہے؟ تو اُسنے کیا خوب جواب دیا کہ بعض لوگ تو اپنی ذہانت سے اور بعض اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے کامیاب ہوتے ہیں اور بعض تو بے سبب اور بے وسیلہ اور بے لیاقت کچھ ایسی ترقی کرتے ہیں کہ اُنکی ترقی بالکل اعجاز ہی اعجاز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر اور عموماً تو صرف اِس وجہ سے ترقی کرتے ہیں کہ اُنکے پاس عیش و عشرت کرنے اور بیکار پڑے رہنے کو آٹھ آنے کے پیسے بھی نہ تھے۔

کُل شخصی اور قومی ترقی کی اصل جڑ محنت کی ضرورت پڑنی ہے۔ انسان کے لئے اِس سے بڑھکر اور کوئی بدبختی نہیں ہو سکتی کہ اُس کی

کُل خواہشیں کُل امیدیں پوری کر دی جائیں اُسے اُمید اور نہ خواہش اور محنت کرنے کا موقع ہی نہ ملے مارکوئیس ڈی اسپائی نولا[1] نے سر ھور لیس سے پوچھا کہ "تمہارا بھائی کیوں مرگیا؟" انہوں نے جواب دیا کہ "اس بیچارے کو کوئی کام کرنیکے لئے نہ تھا اسلئے مرگیا"۔ صاحب یہ سُنکر ایک آہ سرد کھینچی اور متعجب ہو کر کہا "کیا یہ ہمارے ایک بہادر جرنیل کے مار ڈالنے کے لئے کافی ہے"۔

اکثر لوگ جو تجارت اور کاروبار میں کامیاب نہیں ہوتے۔ زمانہ کی شکایتیں کیا کرتے ہیں لارڈ مرٹاین صاحب لکھتے ہیں "مجھکو حساب سے سخت درجہ کی نفرت ہے"۔ بلشک اگر صاحب موصوف حساب سے متنفر نہ ہوتے تو انکی یہ نوبت نہ پہونچتی کہ انکو بڑھاپے میں اُنکے مدّاح اور بہی خواہ اُنکی اوقات بسری کے لئے دربدر چندہ مانگتے پھرتے۔

بعض اپنے کو بدقسمت سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں "فلک کج باز میرے سراسر مخالف ھے" یہانتک ایک مرتبہ مینے ایک ایسے ہی حضرت کو کہتے سُنا کہ "اگر میں ٹوپی بنا کر بیچنے لگوں تو شاید دنیا میں کُل آدمی بے سر کے پیدا ہونے لگیں"۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسے لوگ عموماً اپنی ہی غفلت۔ بدانتظامی۔ فضول خرچی اور کاہلی کے نتیجے بھگت رہے ہیں۔

---

[1] مارکوئیس ڈی اسپائی نولا۔ ملک اطالیہ کا مشہور جرنیل۔ جنوا شہر میں ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۰۳ء میں مرگیا۔

ڈاکٹر جونسن[1] صاحب جو اپنی جیب میں صرف تھوڑے سے پیسے لیکر لنڈن آئے تھے اور جب ایک لارڈ کو خط لکھا تھا تو انہیں "آپ کا خادم فلاں" کی جگہ "آپکا فاقہ کش خادم جونسن" لکھا تھا۔ یہ لکھتے ہیں کہ دنیا کی کل شکایتیں غلط اور بیجا تہمتیں ہیں۔ مینے کبھی کسی لایق شخص کو محتاج اور پریشان نہیں دیکھا۔ جہاں کہیں اور جب کبھی لوگ تباہ ہوتے ہیں تو اپنی ہی بدولت۔

واشنگٹن آرونگ[2] امریکہ کا نامی مصنف لکھتا ہے کہ "لایق شخص اور کامیاب نہ ہو۔ یہ جھوٹ ہے اور کاہلوں اور سست آدمیوں کا ایسا کہنا یہ انکی مکاری ہے۔ یہ جھوٹ خلایق کو بدنام کرتے ہیں۔ اگر وہ لایق تھے اور انکی ترقی نہ ہوئی تو ضرور وہ سست و کاہل ہونگے۔ پختہ لیاقت والا اور عمدہ تعلیم یافتہ آدمی دنیا کے بازار میں ہرگز بے خریدار بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ مگر ہاں کوشش شرط ہے اور یوں بے ہاتھ پاؤں ہلائے گھر میں بیٹھے رہنے اور چھت کے تختوں کو گئی دفعہ گن ڈالنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا"۔ اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ "گستاخ اور بے ادبوں کی تو ترقی ہوتی ہے اور بیچارے سیدھے سادے شرمگین لایق لوگ محروم رہ جاتے ہیں" لیکن یہ بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اس قسم کے گستاخ آدمیوں میں

---

[1] ڈاکٹر جونسن دیکھو صفحہ ۳۹۔

[2] واشنگٹن آرونگ۔ ملک امریکہ کا مشہور مصنف تھا اسنے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں اور شہر نیویارک میں ۱۷۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۹ء میں مر گیا

مستعدی اور چستی کی ایک ایسی صفت ہوتی ہے جسکے بغیر بڑی لیاقت اور قابلیت محض بیکار شئے ہے۔ بھونکنے والا کتا۔ سو رہنے والے شیر ببر کہیں زیادہ مفید ہے۔

توجہ۔ محنت۔ درستی۔ خوش سلیقگی۔ وقت کا خیال چستی۔ یہ سب کی سب کاروبار میں ترقی کے لئے ضروری صفتیں ہیں۔ ہاں میں مانتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی گراں قدر اور پاکیزہ صفتیں عموماً ہم لوگوں کی نظروں میں بہت ہی ہیچ اور ادنی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقتاً انسان کی ترقی اور راحت کیلئے یہ ضروری اسباب ہیں یہی وہ چھوٹے چھوٹے اوصاف ہیں جو بار بار کے برتنے جانے سے آخرش انسان کی طبیعت اور عادت ہو جاتے ہیں۔ ایک فرد کیوں بلکہ قوم کی قوم کا چلن بھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے جزوں سے مرکب ہوتا ہے۔ تواریخ کو بنظر تعمق دیکھو! اور ہر قوم کی تباہی کی علت پر غور کرو تو تمہیں پتہ لگے گا کہ انہیں چھوٹی چھوٹی صفتوں کے چٹان سے انکی کشتیاں ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی ہیں۔ کچھ نہ کچھ کام اس دار العمل میں ہر انسان کو ضرور کرنا ہی ہے اسلئے لازم ہے کہ ہر کوئی کسی نہ کسی قسم کے کام کرنے کی لیاقت پیدا کرلے خواہ وہ انتظام خانہ داری سے متعلق ہو خواہ تجارت کے کارخانہ کو پھیلانا۔ خواہ سلطنت کا انتظام کرنا ہو سب ہی کام کام ہیں۔

چند آدمیوں کے حالات جو جابجا اس کتاب میں بیان ہو چکے اس سے ظاہر ہو گیا کہ ترقی کیلئے محنت کسقدر ضروری شئے ہے۔ اس لئے

اب دوبارہ مجھے اسکے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - اور بیشک یہ بدیہی ہے کہ محنت خوش قسمتی کی جڑ ہے - درستی اور خوش سلیقگی بھی ترقی کے لیے بہت ضروری صفتیں ہیں - بیشک سلیقہ مند آدمی اس بات کا ثبوت ہے کہ اُسنے اچھی تعلیم پائی ہے - سوچنے میں سلیقہ بولنے میں سلیقہ - انتظام میں سلیقہ - غرض ہر جگہ سلیقہ ہی سلیقہ کی ضرورت ہے - انسان کو لازم ہے کہ جس کام کو شروع کرے اُسکو پورا ہی کر چھوڑے - کیونکہ ایک چھوٹے سے کام کا کامل اور تمام ہو جانا - دس بڑے کاموں کے ادھورے پڑے رہنے سے ہزار درجہ بہتر ہے

سلیقہ درستی اور ہر کاموں کو سڈول طور پر انجام دینا - ان صفتوں پر بہت کم توجہ کیجاتی ہے - ایک بہت بڑے عالم نے مجھ سے کہا کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو کسی ایک واقعہ کو بھی سڈول طور پر اور سلیقہ سے بیان کر سکتے ہوں - ضرور کچھ نہ کچھ کسر رہ ہی جاتی ہے - کسی آدمی کا ایک چھوٹے سے چھوٹا کاروبار بھی دیکھ کر بہت اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے - اگر وہ شخص لایق بھی ہے - نیک چلن بھی ہے لیکن بدسلیقہ ہے تو اُسپر ہرگز اعتماد نہیں کرنا چاہیے اُسکا کام ہمیشہ دُہرایا جائیگا -

چارلس[1] جیمس فوکس کی یہ ایک عادت تھی کہ وہ ادنے سے ادنی

---

[1] چارلس جیمس فوکس - انگلستان کا مشہور فصیح البیان اور مدبر سلطنت تھا - سکرٹری اف اسٹیٹ کے عہدہ پر بھی ممتاز رہا - ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۶ء میں مرگیا -

کام کو بھی پوری محنت سے انجام دیتے تھے۔ جب وہ سلطنتِ انگلستان کے وزیر مقرر ہوئے تو اُن سے کسی نے اُنکے بد صورت حرف لکھنے کی شکایت کی۔ اُنہوں نے فوراً ایک خوشنویس نوکر رکھا اور بچوں کی طرح حرف مشق کرنا شروع کیا۔ پھر محنت کیا کچھ نہیں کرتی ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ خوشنویس ہو گئے۔ اِنہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینے سے اِنہوں نے اتنی بڑی شہرت حاصل کی۔

کامیابی اور ترقی کے لئے خوش سلیقگی ایک بہت ضروری چیز ہے اِسکی بدولت بڑے سے بڑا کام آسانی سے تمام ہو جاتا ہے۔ خوش سلیقگی گویا بکس میں چیزوں کا تہ بتہ چننا ہے۔ اچھا چننے والا بُرے چُننے والوں سے دُگنی چیزیں بکس میں کہہ سکتا ہے۔ کسی کام کو سلیقہ کے ساتھ کرنے کی بہت ہی آسان ترکیب یہ ہے کہ ہر ایک کام کو اُسی کے وقت میں کر ڈالیں۔ دوسرے وقت کے لئے اُٹھا نہ رکھیں سیسل صاحب کی عادت تھی کہ کبھی کسی کام کو ادھورا نہیں چھوڑتے تھے کبھی ایسا نہیں کرتے کہ میاں! اِسوقت رہنے دو کسی دوسرے وقت کر لینگے۔ اُنہیں کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ کھانیکا وقت ہو چکا ہے اور وہ کسی کام کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آخر جب اُس کام کو پورا کر چکے تو کھانے کو بیٹھے ڈی وٹ صاحب[1] کی بھی یہی رائے ہے کہ ہر ایک کام کو اُسی کے وقت

---

[1] ڈی وٹ صاحب قوم کے ڈچ ایک نامی سپہ سالار گذرے ہیں۔ سنہ ۱۶۷۲ء میں اِنکو باغیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔

میں پورا کر لینا۔ کامیابی اور ترقی اور خوش سلیقگی کی دلیل ہے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ اگر مجھے کہیں خطوط روانہ کرنے ہوتے ہیں تو میں اُسوقت سوا خط لکھنے اور اُنکے روانہ کرنے کے اور کسی کام کو خیال میں بھی نہیں لاتا۔ اگر مجھے کوئی خانگی کام درپیش ہوتا ہے تو میں اُسوقت ہمہ تن اُسی میں مصروف رہتا ہوں۔ یہانتک کہ اسکو پورا ہی کر لیتا ہوں۔

مُلک فرانس کے ایک وزیر سے جو اپنے کاموں میں بہت چالاک اور تیز اور اسیر تماشوں کا عاشق زار تھا جب لوگوں نے پوچھا کہ "بھائی! تم سے یہ دونوں کام کیونکر ہو سکتے ہیں"؟ تو اُسنے کیا خوب جواب دیا اور بہت صحیح جواب دیا۔ "بھائی! میں آج کا کام کبھی کل پر نہیں چھوڑتا اسلئے سیر و تماشے میرے کاموں میں خلل انداز نہیں ہو سکتے" بڑے بڑے کاموں کو خود مستعد ہو کر انجام کرنا چاہیئے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا کام پورا ہو اور سدھر جائے تو تمہیں لازم ہے کہ خود مستعد ہو کر اُس کام کو کرو اور اگر تم اُسکا ناتمام ہی رہنا پسند کرتے ہو اور اپنے کاموں کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں بگڑتے دیکھ سکتے ہو تو بیشک کسی دوسرے کے سپرد کرو۔

ایک کاہل زمیندار نے قرض سے پریشان ہو کر اپنی نصف زمینداری تو بیچ ڈالی اور باقی نصف کو ایک کسان کے ساتھ بست سالہ بندوبست کر دیا۔ میعاد گذرنے پر اُس کسان نے زمیندار صاحب سے آکر کہا "جناب! اگر آپ کو منظور ہو تو اس زمین کو میرے ہاتھ بیچ ڈالیے"۔ زمیندار کو یہ سُنکر سخت حیرت ہوئی اور کہا "بھائی! میں تو اپنی زمینداری کا

انتظام خود نہ کر سکا حالانکہ میری زینداری اِس سے دُگنی تھی مگر میں پریشان تھا۔ خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ تھا مجبوراً نصف تو بیچ ڈالی اور نصف کا تیرے ساتھ بندوبست کیا۔ پھر تجھکو اُسی نصف میں اتنا نفع کہاں سے ہو گیا کہ دو ہزار روپے سالانہ دینے پر اب اِتنی لیاقت پیدا کرلی کہ اُس زمین کی خریداری کی خواہش کرتا ہے؟ کسان نے جواب دیا۔ صاحب! بس فرق اِتنا ہے کہ آپ نے زینداری کو کہا کہ "جا" اور مینے اُسے کہا کہ "آ" آپ چپ چاپ اپنے آرام کے خیال میں بیٹھے رہے اور چیزیں برباد ہوتی رہیں اور میں سویرے اٹھا اور اپنے کام پر آپ نگراں رہا۔

سر والٹر اسکاٹ نے ایک نوجوان کو خط لکھا تھا کہ بھائی! اپنے وقت کو کبھی رائیگاں نہ کرنا۔ جو کام کرنا ہو اُسے فوراً ہی کرلینا چاہیے۔ اپنے کاموں سے فرصت پا چکنے کے بعد چین و آرام کرنا چاہیئے اور پہلے ہی سے آرام او تن آسانی کے خیال میں پڑے رہنا اُس کام سے دست بردار ہونا ہے اور نتیجہ دستِ افسوس ملنا اور سر پیٹنا ہے۔ تمنے سپاہیوں کی رجمنٹ کو روانہ ہوتے تو دیکھا ہوگا۔ دیکھو! اگر پہلی صف اچھی طرح نہیں چلتی ہے تو ضرور پچھلی صف والے پریشان اور ابتر ہو ہی جاتے ہیں اِنکا آگے بڑھنا اِنکی تیزی۔ اُس اگلی صف کے قدم بڑھانے اور اُسکی تیزی پر موقوف ہے بس ٹھیک یہی حال کاروبار کا ہے۔ اگر ہاتھ کا کام فوراً جلدی جلدی اور اچھی طرح یکے بعد دیگرے نہیں کیا جائے تو پھر آخر کاموں کا ہجوم ہو جاتا ہے اور سب مل کر دبانا شروع کرتے ہیں اور پریشانی کا مقابلہ

انسان کا دماغ تو نہیں کرسکتا۔

وقت کی پوری قدر کرنے سے انسان جتنی کے ساتھ ہر کام کو وقت پر کرتا ہے۔ ملک اطالیہ کا ایک حکیم وقت کو اپنی جایداد کہتا ہے اُسکا قول ہے "یہ وقت ایک ایسی جایداد ہے جسمیں بغیر تردد اور تلاش کیے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر پوری کوشش کیجاوے تو کبھی کسی کو بے پھل دیئے نہیں رہتی اور اگر یہ بیکار چھوڑ دی جاوے تو اُسمیں سوائے کانٹوں اور بیکار درختوں کے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا"۔ وقت کو اچھی طرح سے استعمال کرنیکا ایک بہت ہی ادنی سے ادنی فایدہ یہ ہے کہ انسان بہتیری بُرائیوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ کاہل اور بیکار شخص کا دماغ شیطان کی دوکان ہے اور بیکار آدمی شیطان کا تکیہ۔ ہمارا مفید کاموں میں مشغول رہنا گویا زمین کا رعیت سے آباد رہنا ہے اور بیکار رہنا اُس خوش آیند زمین کا ویران اور خالی رہنا ہے۔ بیکار آدمی کے خیالات کے دروازے کھلے رہتے ہیں اُسوقت لالچ حرص ہوا فوراً اُسکے دماغ میں آگھستی ہے۔ اور بُرے بُرے خیال جھنڈ کے جھنڈ آنے لگتے ہیں۔ سمندر کے سفر میں یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اُسی جہاز میں بغاوت پھیلی ہے جسکے کارندے بیکار رہتے ہیں کیونکہ اُس بیکاری کے عالم میں شیطان اُنکے کان میں یہی پھونک دیتا ہے کہ چلو! کپتان کا کام تمام کرو اور جہاز اپنا کرلو۔ اسی لیے ایک تجربہ کار کپتان کا یہ دستور تھا کہ جب جہاز میں کوئی کام نہیں ہوتا تو مجبور نوکروں پر تاکید کرتا کہ لنگر صاف کیا کرو۔

کاروباری آدمی وقت کو دولت سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بیش بہا
چیز دولت سے بھی کہیں بڑھکر ہے۔ وقت کو اچھی طرح استعمال کرنا ترقی
کا باعث اور نیک چلینی کی بنا ہے۔ وہ ہر ایک گھنٹہ جو کاہلی اور واہیات
کام میں صرف کیا جاتا ہے اگر اُسکو کوئی شخص اچھی طرح استعمال کر سکے تو
اُسی ایک گھنٹہ کی بدولت چند برسوں میں ایک جاہل۔ عالم اور ایک
بیوقوف عقلمند ہو جا سکتا ہے۔ وقت اگر کاموں میں صرف کیا جائے تو
زندگی ثمردار ہو۔ اور موت غلہ کاٹنے کی ایک اچھی فصل معلوم ہو۔

اچھے خیالات اور عمدہ تجربے ہماری کوئی جگہ نہیں لے لیتے۔ انہیں
جہاں چاہو لیئے پھرو۔ اِنسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی بلکہ یہ غربت اور سفر
کے مہربان رفیق اور زندگی بھر کے ہمدم اور دانا مصاحب ہیں اور لطف
یہ کہ اِنکی مصاحبت یا رفاقت میں نہ تو ایک کوڑی کا صرف ہے اور نہ کوئی
دقت۔ وقت کا اچھی طرح استعمال کرنا بس آرام اور چین کے لیئے موقع
اور مہلت پانے کا یہی ایک طریقہ ہے اور اسی کے ذریعے سے انسان کسی قسم
کا کاروبار پھیلا سکتا ہے اور اُسمیں کامیاب ہو سکتا ہے اور پریشانیوں سے
بچ سکتا ہے وقت کا ٹھیک حساب نہ رکھنے سے ہمیشہ کھلبلی پڑی رہتی
ہے اور پریشانی اور مصیبت سر پر کھڑی رہتی ہے۔ انگلستان کے مشہور
سپہ سالار نیلسن[1] نے ایک دفعہ کہا کہ میری ترقی صرف اِسی وجہ سے

---

[1] انگلستان کا ایک بہت نامی جرنیل تھا اسکی فتحیابیوں اور بہادری کا شہرہ ہے ۱۷۵۸ء میں پیدا ہوا اور فرانسیسیوں سے لڑتے وقت گولی سے زخمی ہو کر ۱۸۰۵ء میں مر گیا

ہوئی کہ میں ہمیشہ ہر کام پر پندرہ منٹ پہلے سے تُلا رہتا تھا۔

جسطرح بعض دولتمند پہلے دولت کی قدر نہیں کرتے یہانتک کہ جب دولت اُنکے ہاتھ سے نکلنے لگتی ہے تب کہیں نواب صاحب خوابِ غفلت سے چونکتے ہیں۔ بس بجنسہٖ یہی حال اکثر لوگوں کا وقت کے ساتھ بھی ہے۔ یہ وقت کو بیکار صرف کیا کرتے ہیں۔ کیسے کیسے بیش بہا گھنٹے گراں قیمت مہینے نایاب سال۔ اُنکی آنکھوں کے سامنے ضایع ہوتے ہیں اور وہ غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہیں کچھ خبر بھی نہیں ہوتے۔ اور جب اُنکے مرنے کا دن آپہونچتا ہے تب وہ اپنے وقتوں کو نیکیوں اور بھلائیوں سے معمور کردینے کا ارادہ کرتے ہیں مگر اب کیا ہوسکتا ہے "مُشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد"۔ جب بے پروائی اور کاہلی کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور جب ہم اپنے ہاتھوں کی باندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں تو پھر اُسوقت اُن زنجیروں کا توڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ محنت سے ہم کھوئی ہوئی دولت پاسکتے ہیں بھولا ہوا علم حاصل کرسکتے ہیں۔ دوا اور پرہیز سے زائل شدہ تندرستی ہم پھر دیکھ سکتے ہیں لیکن گم شدہ وقت ہمیشہ کیلئے گم ہے "سچ ہے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔

وقت کی قید۔ انسان کو وقت پر کام کرنیکا عادی بنادیتی ہے۔ وقت کا لحاظ اور وقت پر کام کرنا بادشاہوں کے لئے اخلاق اور محمودہ صفت ہے اور شریف آدمیوں کا فرض ہے اور کاروباری آدمی کو اسکی ضرورت اور حاجت ہے۔ وقت کے خیال اور پابندی سے انسان کو اپنے اوپر اعتماد

ہوتا ہے جو آدمی انتظار میں دوسروں کو پریشان نہ کرے وہ بیشک اپنے
وقت کی بھی قدر کرتا ہے اور دوسروں کے وقت بھی ۔ غرض ہمارا وقت
کا خیال اور لحاظ رکھنا اس امر کو ثابت کر دیتا ہے کہ ہمکو دوسروں کی بھی تعظیم
منظور ہے ۔ یہ ایک قسم کی دیانتداری بھی ہے کیونکہ کسی سے ایک خاص
وقت میں ملاقات کا وعدہ کرنا ۔ یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے ۔ پھر جو شخص
اس معاہدہ کو توڑتا ہے وہ بیشک بے ایمان ہے اور ہرگز دیانتدار نہیں اور
چونکہ وہ وقت دوسرے کا ہو چکا تھا اور اب یہ اُسکو اپنے مصرف میں لاتا ہے
تو اسلئے وہ دغاباز بھی ہے اور ہرگز نیک چلن نہیں جس شخص کو اپنے
وقت کا خیال نہیں اُسکو اپنے کاروبار کا بھی خیال نہیں ہوتا ۔ ایسوں کے
ہاتھ میں ہرگز کسی قسم کا کارخانہ سپرد نہیں کرنا چاہیئے ۔

واشنگٹن[1] کا سیکرٹری ایک دفعہ اپنے آفس میں وقت معینہ سے
کچھ دیر بعد پہونچا جب واشنگٹن نے اُس سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اُسنے
یہی جواب دیا کہ میری گھڑی کی چال کچھ غلط ہوگئی تھی اسلئے مجھے وقت کا
ٹھیک پتا نہ لگ سکا ۔ واشنگٹن نے اُس سے کہا کہ " بھائی ! یا تم
نئی گھڑی مول لو یا ہم نیا سیکرٹری مقرر کریں ۔ ایسی چال سے تو کام
نہیں چل سکتا " ۔

---

[1] واشنگٹن ۔ ملک امریکہ کا نامی سپہ سالار جس نے انگریزوں سے لڑکر اپنے
ملک کو آزاد بنایا ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۹ء میں مرگیا ۔

جس شخص کو اپنے وقت کا خیال اور پابندی نہیں ہے وہ دوسروں کے آرام و چین کا بھی برباد کرنیوالا ہے ایسے آدمی سے جس کسی کو سروکار پڑیگا وہ وقتاً فوقتاً ضرور خلجان میں پڑے گا۔ ایسا آدمی ہمیشہ ایک انتظام اور سلسلہ کے ساتھ ہر کام میں دیری کرتا ہے۔ ایسا شخص اپنی بیقاعدگی میں بہت ہی باقاعدہ ہے۔ اسکی بیضابطگی میں بھی ایک ضابطہ ہے۔ اسکو دعوت میں ہمیشہ کھانا کھا نیکے بعد آنا ضروری ہے۔ اسے گاڑی چل چکنے کے بعد اسٹیشن پہونچنا چاہیے۔ اُسے ڈاک روانہ ہونیکے بعد پوسٹ آفس میں خط روانہ کرنا لازمی ہے۔ غرض ایسے شخص کا ہر قسم کا کاروبار اسیطرح سے تہ و بالا ہو جاتا ہے اور جس شخص کو اس سے کچھ بھی تعلق رہتا ہے وہ ضرور اُس سے ہمیشہ رنجیدہ اور پریشان رہتا ہے۔

یہ معمول ہے کہ جو ہمیشہ عادتاً وقت کے بعد کام کرتے ہیں وہ وقت کے بعد کامیاب بھی ہوتے ہیں اور دنیا اُنکو اُس گوشۂ تنگ و تاریک میں پھینک دیتی ہے جہاں لوگ رات دن زمانۂ ناہنجار کو کوسا کرتے ہیں اور بخت و قسمت اور تقدیر و فلک کجرفتار کو گالیاں دیتے ہیں۔

اگر آدمی اعلےٰ درجہ کا کاروباری ہوجانا چاہتا ہے تو اُسے اِن صفات کے علاوہ مضبوطی اور استقلال بھی چاہیے۔ اُسے اتنی چالاکی اور سمجھ بھی ہونی چاہیے کہ وہ وقت پر فوراً معلوم کرسکے کہ اِس جگہ کس ڈھب سے کام ہو سکتا ہے اور پھر فوراً اُسی ڈھب سے اُس کام کو مستعدی اور استقلال کے ساتھ پورا کرلے۔ اِس صفت کی ضرورت خاصکر اُن حالتوں میں بہت

ہوتی ہے۔ جن حالتوں میں انسان کو خلق اللہ کی ایک جماعت کثیر پر حکمرانی
کرنی پڑتی ہے جیسے فوج کے سرداروں اور بادشاہوں کو سپہ سالار کے
لئے صرف بڑا جبری اور لڑاکا ہی ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اوسکو کاروباری
اور محنتی آدمی بھی ہونا چاہیئے اُسکو اِتنی لیاقت ضروری ہے کہ وہ اِتنا تو
پہچان سکے کہ کونسا آدمی کس کام کے سپرد کئے جانے کی لیاقت رکھتا ہے
اُسکو ضرور ہے کہ کُل سپاہیوں کی خوراک پوشاک اور ہر طرح کے آرام کا
پورا خیال رکھے۔ یہ صفت یوروپ کے دو سرداروں میں تھی اور وہ بیشک
اعلےٰ درجہ کے کاروباری آدمی تھے۔ ایک نیپولین دوسرا ولنگٹن[۱]۔

---

[۱] ولنگٹن۔ انگلستان کا نامی جرنیل جس نے نیپولین سے بادشاہ کو واٹرلو کی لڑائی میں شکست دی۔ سنہ ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۵۲ء میں مرگیا۔

باب (۵)

دولت کا اچھا اور بُرا استعمال

زر کہ بدنام کند اہلِ خرد را غلط است — بلکہ زر مے شود از صحبتِ نادان بدنام

اِس دُنیا کے بازار میں عقلمند اور دانا وہی ہے جو روپے پیدا کرنے کی ترکیبوں سے واقف ہو گیا جسنے روپیہ پیدا نہیں کیا بلکہ اُسے بعنوان شایستہ صرف بھی کیا اور اپنے حق داروں کیلئے چھوڑ بھی گیا - یہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا نے انسان کو صرف دولت ہی پیدا کرنیکے لئے بنایا ہے مگر اِسمیں بھی شبہہ نہیں کہ دولت ایسی چیز نہیں ہے جسکو نفرت کی نظر سے دیکھیں اور رہبانوں کی طرح اُس سے علیحدہ رہنا گویا سانپ کے زہر سے بچنا سمجھیں اِسی دولت کے ذریعہ سے سیکڑوں جسمانی آرام ہمیں میسّر ہوتے ہیں - اِسی دولت پر قوم کی قوم کی عمدہ حالت کا مدار ہے - جس قوم پر افلاس چھا رہی ہو گیا وہ کبھی معزز ہو سکتی ہے ؟ جسمانی آرام کو جانے دو - انسان کے بہت ہی اعلےٰ درجہ کے ملکوتی قوے بھی اِسی دولت کی بدولت شگفتہ ہوتے ہیں شگفتہ ہی ہونا کیوں بلکہ اُن قوے کا ظہور میں آنا بھی اِسی پر منحصر ہے کیا سخاوت - دیانتداری - انصاف - کفایت شعاری - حسن انتظام کیا

ایسی ایسی عمدہ صفتیں دولت کے بغیر نشو و نما پا سکتی ہیں؟ مگر ہاں میں اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اسی دولت کا جب برا استعمال کیا جاتا ہے تو سیکڑوں صفات ذمیمہ ہمارے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ لالچ۔ دغابازی۔ خودغرضی۔ بخالت۔ فضول خرچی۔ حق تلفی وغیرہ۔ اسی دولت کے برے استعمال کے نیتجے ہیں لیکن اسمیں دولت کا کچھ قصور نہیں۔

آزاد انسان ہر چیزوں اور ہر قوتوں کو برے اور بھلے دونوں طور پر استعمال کر سکتا ہے وہ اُن سے نیک اور بد دونوں قسم کے نیتجے حاصل کر سکتا ہے۔ ہنری ٹیلر[1] صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر انسان روپیے پیدا کرنے اسکو پسماندہ رکھنے۔ خرچ کرنے۔ لین دین کے معاملے۔ لوگوں کو قرض دینے لینے اور وارثوں کے لئے چھوڑ جانے میں پورا پورا کامل نکل آئے اور کسی تد میں کہیں بھی لغزش نہ کھائے تو بیشک وہ قریب قریب کامل آدمی کے ہے

ہر آدمی پر فرض ہے کہ فراخ دستی اور فراغت حالی کے لئے مناسب کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنیسے اُسے جسمانی آرام میسر ہوگا اور یہ جسمانی آرام وہ شئے ہے جسکے بغیر روحانی ترقیاں ممکن ہی نہیں ؎

خداوند نکنت بحق مشتغل پراگندہ روزی پراگندہ دل

فراخ دست انسان ہی اپنے عزیز و اقارب کے بھی کام آسکتا ہے۔ تو کیا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مدد نہیں کرنی چاہیئے؟ اُنکی مدد نہ کرنی تو گویا کافر بننا ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کی نظروں میں تب ہی

---

[1] ہنری ٹیلر۔ ایک انگریزی پادری اور کئی کتابوں کا مصنف ہوا ۱۸۸۶ء میں مرگیا۔

ہماری عزت ہو سکتی ہے۔ جب وہ دیکھیں کہ یہ کسی کا دست نگر نہیں بلکہ روز بروز دولتمندی کے میدان میں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

انسان جب منتظم ہوتا ہے اور جب اپنی چادر کے انداز سے پاؤں پھیلاتا ہے تو اُسمیں ایک بہت ہی عمدہ صفت حاصل ہو جاتی ہے یعنی کہ وہ نفس کُش ہو جاتا ہے اور یہ نفس کُشی وہ چیز ہے جسکے بغیر انسان انسان ہی نہیں کہا جا سکتا جان اسٹرلنگ[1] صاحب فرماتے ہیں "تعلیم بہت ہی خراب کیوں نہ ہو لیکن اگر اُسمیں نفس کُشی کی بھی تعلیم ہوتی ہو تو یہ تعلیم اُس تعلیم سے کہیں اعلےٰ اور افضل ہے جسمیں ہر قسم کی تعلیم تو ہوتی ہو لیکن نفس کُشی کی نہیں"۔

پڑھنے والوں کو ایسا خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ غربا اور مزدور بڑی محنت سے دولت پیدا کرتے ہیں یہ تو ضرور کفایت شعار ہونگے۔

لیکن نہایت تعجب اور کمال افسوس کی بات ہے کہ یہ مزدور تو اوّل درجہ کے فضول خرچ ہوتے ہیں اپنی ساری کمائی تاڑی شراب میں صرف کر ڈالتے ہیں پھر کیا ان مزدوروں کی حالت کو کوئی قانون درست کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جبتک وہ خود اپنے نفس کو

---

[1] جان اسٹرلنگ۔ انگلستان کا مصنف اور اخبار ٹائیمس کا مشہور اڈیٹر تھا۔ اسکی سوانح عمری کو مسٹر کارلائل صاحب نے نہایت عمدگی سے لکھا ہے۔ ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۴ء میں مرگیا۔

اپنے قابو میں رکھیں۔ سیموئل ڈروصاحب[1] نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

"کفایت شعاری۔ دور اندیشی حسن انتظام ہماری برائیوں اور عادتوں کے بہت ہی عمدہ مُصلح اور کاریگر ہیں۔ انہیں اپنے دل کے گھر میں جگہ دو! تمہیں ہرگز خبر نہیں معلوم ہوگا۔ جیسا معلوم ہونے کا ذکر کیا یہ تو دنیابھر کے قانونوں اور ایکٹوں سے کہیں بڑھ کر تمہاری زندگی کی برائیوں اور آفتوں کی بہت ہی اچھی طرح اصلاح اور مرمت کرنے والے ہیں"۔

سقراط[2] کا قول ہے "جس آدمی کے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ دنیا میں ایک تحریک پیدا کردے اور گویا ایک طرح کی ہل چل ڈالدے اُسے لازم ہے کہ پہلے خود اپنے دل کو متحرک کرلے۔ پہلے خود اپنے کو اپنے قابو میں رکھنے کی قدرت پیدا کرلے تب البتہ اُس سے کچھ ہوسکتا ہے"۔

وہ فضول خرچ جماعت جو اپنی ساری کمائی کو پھونک ڈالتی ہے ہمیشہ ذلیل اور خوار رہیگی۔ دوسروں کی نظروں میں اُسکی قدر تو کیا خاک ہوگی وہ خود آپ اپنی نظروں میں ذلیل بنی رہیگی۔ مجھے حیرت ہے کہ کیا فضول خرچ کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میرے مرنے پر میرے بال بچوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ کیا انکی بھی مصیبتوں کی مہیب تصویر کبھی اُسکی نظروں کے سامنے نہیں کھینچتی۔

---

[1] ڈروصاحب کا حال دیکھو صفحہ ۶۲ و ۶۳ وغیرہ

[2] سقراط۔ دیکھو صفحہ ۵۷۔

مسٹر کوبڈن[۱] صاحب نے ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں یہ فرمایا "دنیا ہمیشہ سے دو قسم کے آدمیوں سے مرکب رہی ہے۔ ایک تو وہ جو فضول خرچی ہیں ہمیشہ اپنا سرمایہ برباد کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو کفایت شعار ہیں مگر تم اسکو یاد رکھو ا کہ اس جہان میں جتنی ملیں۔ سڑکیں۔ جہاز اور کل وہ چیزیں جنسے ہم لوگوں کو آرام ملتا ہے بنی ہیں وہ کل اُسی دوسرے فرقہ کے آدمیوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ فضول خرچ اور بے پرواہ ہمیشہ اِنکے غلام بنے رہے ہیں اور بنے رہیں گے۔ بیشک فطرت کا قانون یہی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ فضول خرچ اور لاابالی آدمی ترقی کر سکتا ہے۔ تو مجھ سا جھوٹھا اور منافق کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا۔

مسٹر برائیٹ[۲] صاحب نے بھی ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں ارشاد فرمایا۔ "الحمد للہ کہ اب انگلستان کے ہر درجہ کے آدمیوں میں دیانتداری پائی جاتی ہے اور اب ہر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بری حالت سے نکلو اور اچھی حالت کیطرف بڑھو۔ مگر یہ یاد رکھو ا کہ ترقی صرف خواہش ہی سے نہیں ہو سکتی۔ ترقی کے لئے یہ تین چیزیں ضروری لوازمہ ہیں۔ محنت[۱]۔ کفایت شعاری[۲] اور بُرے فعلوں[۳] سے پرہیز۔ جبتک ہم

---

[۱] مسٹر کوبڈن۔ انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر اور بڑا سیاح تھا۔ شہر ڈنڈر فورڈ میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۶۵ء میں مرگیا۔

[۲] مسٹر برائیٹ انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا ہے۔

اِنپر عامل نہ ہونگے ترقی ہو نہیں سکتی - ترقی کرنیکے لئے کوئی نئی راہ نہیں
ہے وہی پُرانی راہ جسپر اگلے چلے تھے ہمکو بھی اُسی پر چلنا ہوگا - دیکھو!
انہیں مندرجہ بالا صفتوں پر کاربند ہونیکی وجہ سے آج انگلستان میں
متوسط درجہ کے آدمی کثرت سے دکھلائی دیتے ہیں - اور ایک وہ
زمانہ بھی تھا کہ اِن صفتوں پر عمل نہ ہونیکی وجہ سے اِس انگلستان میں امیروں
اور غریبوں کے سوا متوسط درجہ کے آدمیوں کا وجود تک نہ تھا تم یہ کبھی
نہ سمجھنا کہ گورنمنٹ یا کوئی قانون تمہاری حالت کو بدل سکتا ہے - مجھے
بہت غور و فکر کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تمکو آپ اپنی مدد کرنی چاہیے
بس اِسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ تمہاری ترقی کا ممکن نہیں -

کفایت شعاری سے صرف روپیہ جمع کرنا اور صندوقوں میں قفل لگا کر
رکھنا - خزانہ کے سانپ کیطرح رات دن اُسکی صرف حفاظت ہی کرتے
رہنا بیشک نہایت ذلیل کام ہے اور اِسمیں کچھ شبہہ نہیں کہ بخیل ہمیشہ ذلیل
ہے لیکن کفایت شعاری اِس غرض سے کہ زندگی آرام سے بسر ہو کسی کا
دست نگر ہونا نہ پڑے بیشک ایک مردانہ کام ہے اور اِس نیت سے
کہ عزیزوں - رشتہ داروں کے حقوق سے سبکدوشی ہو قوم کی امداد
کرسکوں نہایت ہی اعلےٰ بلکہ قابلِ تحسین کام ہے -

فرانسس[1] ھارنر صاحب نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت

---

[1] فرانسس ہارنر - ایک انگریزی مصنف تھا - اِسنے سیاست مدن پر کئی تحریریں لکھی ہیں
اور پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۷ء میں مر گیا -

کی کہ " اگر تم اپنی زندگی آرام سے بسر کرنی چاہتے ہو تو کفایت شعاری
کو فرض سمجھو۔ یہ صفت اس قابل ہے کہ ہر شخص اس سے موصوف ہو۔
آزادی اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور آزادی کا حاصل کرنا ہر ذی ہوش
خصوصاً بلند حوصلہ انسان پہ ایک بہت ہی ضروری فرض ہے۔ ہر شخص کو لازم
ہے کہ اپنی چادر کے اندر سے پاؤں نہ پھیلائے۔ بغیر اسکے دیانتداری محال ہے
کیونکہ جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ ضرور دوسروں کے
سر کھیلتا ہے "۔

باگرسنگی قوت پرہیز نماند افلاس عناں از کف تقوی بستاند

وہ حضرات جو چند روزہ عیش و عشرت میں اپنا کل سرمایہ خرچ کر ڈالتے
ہیں اور اپنے حقدار عزیز و اقارب کا خیال تک دل میں نہیں لاتے۔ وہ پہلے
تو اپنی عیاشی کے نشہ میں کچھ ایسے بدمست رہتے ہیں کہ ایک نہیں سمجھتے
لیکن جب گدائی کی ترشی انکا سارا نشہ اُتار دیتی ہے تب انہیں اپنے نقصان
پر حسرت اور ندامت ہوتی ہے اور اب اگر انہیں اپنی دولت کی قدر و منزلت
معلوم ہوتی ہے مگر " اب پچتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت "
یہ فضول خرچ اگرچہ فطرتی سخی بھی ہوں لیکن انکی بے پروائی انہیں ایسا
کوئیں جھکاتی ہے کہ آخر یہ اپنی نظروں میں آپ ذلیل ہو جاتے ہیں۔
یہ اپنی اچھی خاصی دولت کو اپنے گرانمایہ وقت کیطرح اک قلم پھونک ڈالتے
اور جب انکی دولت انکی فضول خرچیوں کے لئے کافی نہیں ہوتی تو آخر
اس موہومی امید پہ قرض لیتے ہیں کہ آیندہ ادا ہو جائیگا۔ ادا تو کیا خاک ہوگا

رہی سہی آزادی کا تاج بھی چھین جاتا ہے اور آخر کو شرافت سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے آدمی دُنیا کے بڑے شاکی ہوتے ہیں اور سب کو اپنا دشمن سمجھ لیتے ہیں لیکن سچ پوچھو تو اُنکا کوئی بھی دشمن نہیں ہوتا یہ اپنے دشمن آپ ہوتے ہیں جس شخص نے اپنے اوپر رحم نہ کھایا پھر اُسکا دوسروں کی رحمت اور شفقت کا امیدوار ہونا محض بیوقوفی ہے۔ وہ آدمی جو حساب و کتاب سے چلتے ہیں جو سنبھل سنبھل کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں اکثر اُنہی کے جیبوں میں اتنے روپے پائے جاتے ہیں جو کبھی کسی مصیبت زدہ کے کام آجائیں لیکن وہ حضرت جو شاہ خرچ کہلاتے ہیں وہ تو صرف نام ہی کے شاہ ہوتے ہیں ایک محتاج کی مدد بھی اُن سے نہیں ہوتی۔

اسمیں شبہہ نہیں کہ کوتاہ اندیشی ہی کی وجہ سے انسان کا کاروبار میں تنگدل ہو جاتا ہے اور ایسوں سے اس جہان میں کامیابی بہت مشکل ہے جسکی نظر ہمیشہ ایک ہی کوڑی پر رہتی ہے وہ دو کوڑی کبھی نہیں دیکھ سکتا ایک چھوٹے دانہ ہی کے تاک میں بیٹھنے والی چیونٹی۔ پہاڑ کو کبھی خیال میں بھی نہیں لا سکتی یعنی جو شخص دنائیت پر کمر باندھتا ہے وہ اکثر مرتے دم تک دنی الطبع ہی رہتا ہے کبھی بلند نظر نہیں ہوتا اُسکی نظر صرف جزئیات ہی پر محدود رہتی ہے۔ کُلیات کا تصور اُسکے دماغ میں سما ہی نہیں سکتا بیشک دیانتداری کیطرح سخاوت بھی بہت عمدہ پولسی (حکمت عملی) ہے تواریخ میں ایسی مثالیں بہت ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ دیانتدار اور سخی ہی

ہمیشہ کامیاب ہے اور حیل نکلے اور بخیل اور تنگدل آدمی موہنہ ہی دیکھتے رہ گئے - سچ ہے جسکی دیگ اُسی کی تیغ "

خالی کیسہ ہمیشہ سرنگوں ہی رہتا ہے اِسیطرح قرضدار کبھی سربلند نہیں ہوتا وہ لالچی بنجاتا ہے وہ اپنے مہاجن کا گویا غلام ہوجاتا ہے اُسکی نظر ہمیشہ نیچی رہتی ہے وہ سچائی پر کبھی قایم نہیں رہ سکتا - یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ " قرض کی پیٹھ پر جھوٹھ کی سواری " یعنے قرض کے ادا کرنے اور تقاضوں سے بچنے میں انسان کو اکثر وعدہ خلافی کرنی پڑتی ہے جھوٹا وعدہ کرنا ہوتا ہے - پہلے ہی مرتبہ قرض نہ لینا اور قرض دینے والے کا احسانمند نہ ہونا بہت آسان ہے لیکن جب انسان ایک مرتبہ قرض کا بوجھ اُٹھا لیتا ہے تو دوسری دفعہ پھر اُسکا بوجھ اُٹھا لینے میں اُسے کچھ روک اور مضائقہ نہیں ہوتا اور آخر نوبت یہانتک پہنچتی ہے کہ وہ شخص قرض کے اُس جال میں پھنس جاتا ہے جس سے ہزار کوشش کرنے پر بھی نکلنا دوبھر ہو جاتا ہے ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل   چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

جیسے کوئی ایک جھوٹھ بولتا ہے تو اُس جھوٹ کو پایۂ صداقت پر پہونچانے کیلئے اُسے کئی جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑتی ہے - اِسیطرح سے جو شخص ایک دفعہ قرض لیتا ہے تو پھر اُسے اُس قرض کو ادا کرنیکے لئے مسلسل اور غیر متناہی قرض لینا پڑتا ہے جانسن صاحب[1] نے قرض کے بارے میں کیا عمدہ

---

[1] جانسن دیکھو صفحہ ۳۹ -

مضمون لکھا ہے کہ قرض لینے کے عادی نہ بنو یہ تمہیں صرف تکلیف ہی نہیں دیگا بلکہ مصیبت میں بھی پھنسائیگا اور غریب بھی بنا چھوڑے گا اور تم جانتے ہو کہ اسی غربت کیوجہ سے انسان بہتیرے نیک کاموں کے کرنیسے مجبور ہو جاتا ہے۔ اسی غربت کیوجہ سے بہتیرے جرموں کا مرتکب ہوتا ہے اسلئے ہرگز قرض نہ لو اور ہمیشہ اسکا خیال رکھو کہ غربت تمہارے پاس نہ پھٹکے۔ انسان کی کل خوشیوں کا خون کرنیوالی یہی غربت ہے۔ جتنی مقدار تمہارے پاس ہو اس سے بہت کم خرچ کیا کرو۔ کفایت شعاری سے تمہیں صرف چین و آرام ہی نہیں نصیب ہوگا بلکہ تم سخی بھی ہو سکتے ہو جو شخص اپنی مدد نہیں کر سکتا ہے وہ دوسروں کی مدد کیا کر سکتا ہے۔ ہم لوگ کسی کی مدد تب ہی کر سکتے ہیں جب ہمارے پاس اپنے ضروری اخراجات سے فاضل سرمایہ ہو۔

ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مصارف کو قلمبند کیا کرے۔ خرچ کا لکھ رکھنا کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے اور اسمیں بہت بڑا نفع ہے۔

لوک[1] صاحب کا یہ مقولہ ہے "جبتک انسان کے اخراجات ہر وقت اسکی نظر کے سامنے نہوں تب تک وہ حساب سے چل ہی نہیں سکتا"

نوجوانوں کو لازم ہے کہ جب کسی کام میں ہاتھ لگائیں تو اسکو بعنوان شائستہ شروع کریں۔ کیونکہ کسی کام کو بعنوان شائستہ شروع کرنا ہی

---

[1] لوک۔ ایک انگریزی مشہور فلاسفر تھا۔ یہ موحد عیسائی تھا اسکی تحریریں بڑی عظمت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں ۱۶۳۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰۴ء میں مرگیا۔

گویا اُسمیں نصف کامیاب ہو جاتا ہے۔ بہتیرے جوانوں نے اِسی غلط ابتداء کی وجہ سے ایسی ٹھوکر کھائی ہے کہ اُنکی ہمت ہی پست ہو گئی۔ ؎

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

ابتدا ہی میں کسی کام کا سجل اور سڈول ہونا اُسکی آئندہ کی ترقیوں کے بہت عمدہ آثار ہیں۔

بہتیرے صرف نتیجہ ہی اُٹھانے کی فکر میں پڑے رہتے ہیں۔ اگلوں نے اُس کام کو جس جگہہ سے شروع کیا تھا وہیں سے شروع کرنا اُنہیں نہیں بھاتا بلکہ جہاں پر اُن بزرگوں نے اُس کام کو ختم کیا تھا یہ اُسی جگہہ سے اُسکو شروع کیا چاہتے ہیں۔ اُنکے دل میں یہ خواہش ہے کہ محنت کے نتیجے آپ سے آپ حاصل ہو جائیں لیکن محنت کرنی نہ پڑے۔ ایک صاحب سے جب لوگوں نے پوچھا کہ جناب! آپکے لڑکے اِسقدر جلد کیوں تباہ ہو گئے؟ اُنکی تجارت میں ترقی کیوں نہ ہوئی؟ تو اُنھوں نے جواب دیا "حضرت! جب انسان ابتداء میں چنے چباکر کسی قسم کا کارخانہ پھیلاتا ہے تب انتہا میں پلاؤ۔ قورمہ تک کی نوبت پہونچتی ہے، لیکن اِن حضرات نے پُلاؤ۔ قورمہ ہی سے ابتداء کی۔ اِسی لئے اِنکی یہ نوبت پہونچی"۔

نوجوانوں کی ترقی کی راہ میں لُبھانیوالی اور للچانیوالی چیزوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہاں وہ کسی خواہش سے ہی مغلوب ہوئے تو پھر قدم قدم پر ذلت اُنکے آگے ہے۔ نفسانی خواہشوں کی پابندی۔ نوجوانوں کے دلوں سے اُس فطرتی نور کو زائل کر دیتی ہے۔ جسکو خدا نے ہم لوگوں کی بھلائی کے

لیے اُنکے دلوں میں رکھا ہے۔ جبوقت تمہارا نفس اَمّارہ تمہیں بُرائیوں
کی ترغیب دے۔ اُسوقت تمہارا نہایت دلیری اور مستعدی سے
ایک نہیں کا لفظ کہدینا اُن برائیوں سے بچنے کے لیے بس ہے۔
بُری باتوں کے نہ کرنے میں پس وپیش کرنا بلا میں گرفتار ہونا ہے۔ کیونکہ
اپنے حفظِ ناموس کے بارے میں جو عورت پس وپیش میں پڑی تو سمجھ
رکھو کہ اُسنے اپنی عزت اور آبرو کھوئی۔ بُرائیوں سے بچنے کے لیے صرف
دعاؤں سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ بُرائیوں کو کماحقہ بُرا سمجھ لینا ہی اُن بُرائیوں
سے بچنا ہے۔ اب چاہو تم اُسے دعا کہو یا نجات۔ خدا سے دعائیں مانگنی
اور منتیں کرنی کہ وہ ہم سے بُرائیوں کو چھوڑا دے اور پھر ہمت کرکے اُن
بُرائیوں سے الگ نہ ہونا بڑی بے ادبی اور خلاف تعظیم خداوندی بلکہ
ایک قسم کا نفاق ہے۔ اِس زندگی میں سیکڑوں لبھانیوالی خواہشیں
اور خوش آیند چیزیں انسان کے سامنے آتی ہیں پھر اُنمیں سے ایک کا
بھی تابع ہوجانا۔ اپنی ایک خوبی کو کھونا اور رفتہ رفتہ کمزور بننا ہے۔ اگر
انسان دلیری اور ہمت کرکے ایک بُری خواہش سے بچے تو پھر اُسے
دوسری سے بھی بچنے کی جرأت حاصل ہوجاتی ہے اور اسیطرح اگر بُرائیوں
سے برابر بچتا چلا جائے تو آخر اوسکو بُرائیوں سے بچنے کی عادت ہوجاتی
ہے۔ انتظام ہی یہی ہے کہ [illegible] عادتوں سے ہوا [illegible]
ھلؔ [illegible] ملر صاحب [illegible] کام کرتا تھا ایک

ل دیکھو صفحہ ۴۴۔

دِن میں اور میرے ساتھیوں نے معمول سے کچھ زیادہ کمایا۔ سبھوں
کی یہ رائے ہوئی کہ آؤ! آج اِسکی خوشی میں سب کوئی مِلکر خوب شراب
پئیں۔ میں بھی اپنے ساتھیوں کی دیکھا دیکھی دو پیالے پی ہی گیا۔ گھر
جو آیا تو میری باتیں بہکی بہکی ہوتی ہیں۔ قدم کہیں کے کہیں پڑتے ہیں
کتاب پڑہتا ہوں تو حروف بھاگتے نظر آتے ہیں۔ آنکھ ہے کہ ٹھرتی ہی
نہیں۔ مجھے اپنی اِس حالت پر سخت ندامت ہوئی۔ دِل میں مصمم ارادہ
کیا کہ اب شراب کو کبھی ہاتھ سے چھوونگا بھی نہیں۔ چنانچہ اس کامل
ارادہ سے مجھے بہت بڑا نفع ہوا۔ اور ابھی تک میں اپنے اُسی مصمم قصد
کی بدولت (خدا کے فضل سے) اُس بُری بلا سے بچا ہوا ہوں"۔

اِسیطرحکا قطعی فیصلہ انسان کو بُرائیوں سے بچاتا ہے۔ اگر صاحبِ موصوف
دوسری مرتبہ شراب پی لیتے تو پھر اُس سے بچنا مشکل ہوتا اور اگر کہیں اُنہیں
اِسکی عادت پڑجاتی تو پھر معاذ اللہ مِنہا اُسکا چھوٹنا مشکل کیا بلکہ ناممکن ہوجاتا

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست — نرود جز بمرگ پیش از دست

شراب خوری جوانوں کے حق میں زہر ہلاہل ہے سر والٹر اسکاٹ[1]
صاحب انگلستان کا نامی شاعر اور قصہ نویس لکھتا ہے کہ "شراب خواری
اور کمال ایک جگہہ جمع نہیں ہوسکتے۔ یعنی کامل آدمی اور شراب کا عادی
ہو یہ ممکن نہیں۔ شراب۔ کفایت شعاری۔ تندرستی۔ ایمانداری
سب کو خاک میں ملاتی ہے۔

---

[1] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶

اگرچہ برائیوں سے بچنے کا مصمم ارادہ کرلینا بعض حالتوں میں بہت بہتر ہے لیکن اصل یہ ہے کہ جبتک خیالات نہیں بدلتے تب تک عادتوں کے بدلنے کے لیے ہزاروں کوششیں کیوں نہ کیجائیں سب نقش برآب ہیں۔ اپنے اوپر فتح پانی اور اپنے کو اپنے قابو میں رکھنا سب فتحیابیوں سے بڑھکر ہے۔

دولت کے بارے میں سیکڑوں مقولے اور بیسیوں ضرب المثلیں زبان زد ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ "قطرہ میں قطرہ ملے تو دریا ہوجائے۔ بوندہی بوند تالاب بھرتا ہے" ؎

قطرہ قطرہ بہم شود بسیار — دانہ دانہ است غلہ در انبار

جو کوڑی بچ رہی وہ گویا از سر نو ملی۔ جب تکلیف نہیں تو دولت بھی نہیں۔ جب پیسا نہیں تو مٹھائی بھی نہیں۔ کاہلی افلاس کی کنجی ہے جسکے ہاتھ ڈوئی اُسی کا سب کوئی۔ سب خرچ کروگے تو بچاؤ گے کیا؟ رات کو بھوکے پیٹ سو رہنا۔ صبح کو قرضدار اُٹھنے سے بہتر ہے۔ ؎

بہ تمنائے گوشت مُردن بہ — کہ تقاضائے زشت قصاباں

صبح خیزی دلیل دولت ہے۔ اسی قسم کی ضرب المثلوں میں دولتمندی کے اسرار مخفی ہیں۔ انہی جملوں میں اگلوں کے تجربوں کے نتیجے پوشیدہ ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "کاہل مُسرف کا بھائی ہے۔ اے کاہل چیونٹی سے محنت سیکھ! جو شخص جاڑوں کے خوف سے کھیت نہ جوتے گا وہ غلہ کیونکر کاٹے گا۔ بندہ شکم اور شرابی

یہ دونوں ضرور غریب ہونگے۔ کاہلی تمہیں چیتھڑے پہنائیگی - دوراندیشی حاصل کرنی دولت حاصل کرنیسے کہیں بہتر ہے

شب پراگندہ خسپد آنکہ پیدا نبود وجہ بامدادانش
مور گرد آورد بتابستاں تا فراغت بود زمستانش

اگر آدمی محنتی اور کفایت شعار ہو تو بہت جلد اُس حالت کو پہونچ سکتا ہے کہ تب وہ کسی کا محتاج نہ ہو - ایک پائی کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اگر اسی کو ہوشیاری سے صرف کریں تو خانہ داری کے سیکڑوں بکھیڑے سے نجات مل سکتی ہے - ایک مزدور جسکا نام ٹومس رائیٹ[1] تھا شہر مینچسٹر کے گودام میں کام کرتا تھا - یکایک اس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سرکاری مجرم قیدخانہ سے رہائی پانے کے بعد بھی نیک چلن نہیں ہوتے اور اپنی بُری عادتوں سے باز نہیں آتے - کوئی ایسی تدبیر ہوتی جس سے یہ سُدھر جاتے - اس بات کا اوسکو بہت خیال رہا اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح یہ نیک چلن بنجائیں "

یہ شخص چھ بجے صبح سے چھ بجے شام تک برابر گودام کا کام کرتا تھا - آخر اُسکی دیانتداری اور محنت نے اُسے گودام کا افسر بنا دیا - جو قیدی جیلخانہ سے چھوٹتا اسکو یہ شخص اپنی فرصت کے وقت میں وعظ و نصیحت کرتا - اسی طرح دس برس تک اُنکی اصلاح پیدا سنے کوشش و سعی کی جسکا نتیجہ یہہ

---

[1] ٹومس رایٹ صاحب - زمانہ حال کا ایک بڑا انگریزی مصنف ہے اِسنے بہت سی کتابیں از قسم تواریخ تیار کی ہیں - سنہ ۱۸۱۶ء میں پیدا ہوا تھا -

ہوا کہ تین سو آدمی جنکا پیشہ محض چوری اور دغا بازی تھا محنتی اور کام کے آدمی ہو گئے۔ اِس شخص کی ماہواری آمدنی صرف اسی روپیہ کی تھی لیکن کفایت شعاری کی بدولت صرف اپنے کل رشتہ داروں اور عزیزوں ہی کی مدد نہیں کرتا تھا بلکہ بہتیرے غربا اور مساکین اِس سے فیض پاتے تھے۔ اِس شخص کی زندگی اِس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اگر انسان محنتی اور کفایت شعار ہو تو وہ دوسروں کی مدد بھی کر سکتا ہے اور اپنی زندگی بھی چین و آرام سے بسر کر سکتا ہے۔ دیانتداری کے ساتھ جس پیشہ میں ہاتھ لگاؤ گے اُسی میں عزت پاؤ گے اب چاہے وہ موچی کا کام ہو یا درزی کا۔ لوہار کا کام ہو یا جولاہے کا فولر[۱] صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ جن دیانتدار محنتیوں کا پیشہ دُنیا کی نظروں میں ذلیل معلوم ہوتا ہے اُنہیں ہرگز شرمندہ ہونا نہیں چاہیئے شرم اُنکو لازم ہے جو بے ایمانی سے روپے کماتے ہوں لارڈ ٹنٹرڈن[۲] ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے ایک چھوٹی سی دوکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ میرے والد یعنی تمہارے دادا اِسی دوکان میں بیٹھ کر ایک پیسے میں لوگوں کی حجامت بنایا کرتے تھے اور اِس جملہ کو انہوں نے فخریہ طور پر کہا ایک شخص نے شہر لنسس واقع ملک

---

[۱] ایک انگریزی مورخ اور پادری تھا اِسنے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اِسنے ڈی ڈی کا خطاب بھی پایا۔ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۶۱ء میں مر گیا۔

[۲] ٹنڈرٹن دیکھو صفحہ ۱۳۔

فرانس کے لارڈ پادری بشپ فیچر صاحب کو طعن سے یہ کہا کہ آپ تو پہلے موم بتی ہی بنایا کرتے تھے نا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں بھائی! میں پہلے موم بتی ہی بنایا کرتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ ترقی کر کے اب اس رتبہ کو پہونچا ہوں لیکن اگر تم میری حالت میں ہوتے تو ابھی تک موم بتی ہی بنایا کرتے اور ہرگز ترقی نہ کرتے"

مسٹر پورٹر[۱] صاحب ایام طفولیت میں ایک نہایت ہی غریب آدمی تھے۔ لوگوں کی لیمپ کی چمنیاں صاف کیا کرتے تھے لیکن محنت اور کفایت کی وجہ سے آخر کو بہت بڑے امیر ہو گئے۔ ایکدفعہ برنارڈ صاحب نے اُنسے پوچھا کہ آپ کی ترقی کی اصل وجہ کیا ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میںنے کسی گھنٹے اور کسی روپیہ کو بیکار اور ضایع ہونے نہ دیا۔

دولت حاصل کرنیکے لیے ہمت کی بڑی ضرورت ہے جان فاسٹر[۲] صاحب لکھتے ہیں "ایک جوان مالدار نے دو تین برس کے عرصہ میں اپنی کُل جایداد عیاشی اور فضول خرچی میں برباد کر دی اور بالکل محتاج ہو گیا جھوٹے دوست بھلا ایسے وقت میں کب کام آتے ہیں غمخواری کے بدلے اُس سے نفرت کرنے لگے۔ جب وہ نہایت ہی محتاج ہو گیا تو اپنی آیندہ کی ذلت اور مصیبت کو خیال کر کے باوجودیکہ جان کیسی پیاری ہوتی ہے اُسنے جان دینے کا ارادہ کیا اور دل میں ٹھان لیا کہ چلو پہاڑ

---

[۱] مسٹر پورٹر۔ انگلستان کا ایک تاجر تھا۔ ۱۷۹۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۸ء میں مر گیا

[۲] جان فاسٹر۔ دیکھو صفحہ ۶۴۔

پر سے اپنے کو نیچے گرادو۔ غرض خودکشی کا مصمم ارادہ کرکے وہ ایک پہاڑسی
کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ وہاں سے وہ کُل بستیاں جو ایک دن خاص اُسی کی
تھیں نظر آنے لگیں اُنکو دیکھہ کر وہ دریاے تخیر میں ڈوب گیا اور خیال
کی بڑی بڑی لہروں میں پڑ گیا۔ کئی منٹوں کے بعد قوت فیصلہ نے سہارا
دیا۔ ہمت اور استقلال نے جو بازو پکڑے تو ساحل مقصود نظر آنے لگا
خوشی کے مارے اُچھل پڑا اور کہنے لگا کہ میں پھر اپنی کُل جایداد کا مالک
ہونگا۔ یہ کہکر نیچے اوترآیا اور چند مزدوروں کو کوئلا اُٹھاتے دیکھ کر فوراً
خود ہی اُنکا شریک ہوگیا جو کچھ مزدوری ملی اُسمیں سے تھوڑا تو خرچ کیا اور
باقی رکھ چھوڑا۔ اِسیطور سے برابر محنت کرتا رہا۔ یہانتک کہ تھوڑے
دنوں میں اِتنی حیثیت ہوگئی کہ اُسنے ایک چھوٹی سی تجارت شروع
کردی اور بڑی کفایت شعاری اور محنت سے برابر سوداگری کرتا رہا
تھوڑے عرصہ میں بہت بڑا مالدار ہوگیا جان فاسٹر صاحب کہتے
ہیں کہ میں برابر اس شخص کی حالت کو بغور دیکھتا رہا اُسنے اپنی کُل جایداد
پھر خرید کی اور چھ لاکھ روپے نقد چھوڑ کر مرگیا۔ بیشک اس شخص میں فیصلہ
کرنیوالی قوت تھی۔ اِنہی باتوں کو وہ پہاڑی پر سوچ رہا تھا اور
بے فیصلہ کئے وہاں سے نہ ٹلا اور اُترا تو ہمت اور استقلال دو رفیقوں
کو ساتھ لیکر نیچے اُترا اور جو کچھ وہاں سوچا وہی کر گذرا۔ اِسکی بخالت سے
قطع نظر کرو تو بیشک یہ شخص تعریف کے قابل ہے۔
اگر یہ اپنے روپے رفاہ عام میں صرف کرتا تو کتنے فخر کے لایق ہوتا۔

انسان کتنی ہی دیانتداری سے روپے کیوں نہ حاصل کرتا ہو لیکن جب
اپنے روپے سے لوگوں کو نفع نہیں پہونچاتا ہے تو وہ بہت ہی ذلیل
آدمی ہے جوانوں کو ہمیشہ اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ انکی جوانی کی کفایت
شعاری کہیں بڑھاپے میں جاکر بخالت نہ بنجائے اور جو کام پہلے فرض عظم
تھا کہیں وہی گناہ عظیم نہ ہوجائے - دولت نہیں بلکہ دولت کی
محبت سب گناہوں کی جڑ ہے - دولت کی محبت انسان کے دِل
کو تنگ و تاریک بناتی ہے اور صفات حمیدہ کا نور اسمیں آنے نہیں دیتی
جس شخص نے اپنی ذاتی محنت اور کوشش سے دولت حاصل کی
ہو وہ بیشک نہایت تعریف کے قابل ہے مگر یہ یاد رہے کہ نیک چلنی
صرف دولت سے ہی حاصل نہیں ہوتی جس شخص کو ہمیشہ ایک ایک پیسے
کا خیال رہتا ہے وہ کبھی نیک کاموں اور رفاہ عام میں اپنے روپے
صرف نہیں کرسکتا - وہ فی الحقیقت ایسے موقعوں میں بہت ہی
غریب ہوجاتا ہے - بیشک تونگری بدل است نہ بمال - بعض موقع میں
ایک پیسہ بھی دیدینا خوش نیتی کی بدولت اشرفی سے کہیں زیادہ بیش بہا
اور قابل قدر ہوجاتا ہے - میں نہیں جانتا کہ اُس شخص کو دولت سے
کیا فایدہ اور امارت سے کیا حظ ملتا ہے جسکا کیسۂ زر تو بھرا ہوا ہے
مگر ہمت ندارد - زمینداری تو وسیع ہے مگر دل تنگ - گھر میں تو بہت کچھ
ہے مگر حوصلہ نہیں ہمت نہیں - بیشک غربت اور امارت صرف دِل
ہی پر منحصر ہے -

کوئی شکاری ایک تنگ مُنہہ والے مٹکے میں تھوڑی مٹھائی ڈال کر
چپکے سے جنگل میں رکھ آیا۔ ایک بندر نے اُسے دیکھا پاس جو گیا تو مٹھائی
پائی۔ نکالنے کے لیئے اوسمیں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کر ہاتھ باہر نکالنا چاہا
لیکن اب وہ نکلے تو کیونکر نکلے نہ مٹکے کا مُنہہ پھیلتا ہے اور نہ وہ اپنی
مٹھی کھولتا ہے۔ اُسے اِتنی عقل نہیں کہ مُٹھی کھولدے مٹھائی سے
ہاتھ اُٹھائے اور اپنی جان بچائے آخرکار شکاری آیا اور اسے گرفتار
کرلیگیا۔ ٹھیک یہی مثال اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال کی محبت
میں پھنس جاتے ہیں یہانتک کہ وہ بڑا شکاری یعنی موت اُنہیں گرفتار
کرلے جاتا ہے۔ یہ مثال بہت غور کے قابل ہے اگر ہم برابر اِسکا
خیال رکھیں کہ ہماری حالت اُس بندر کی سی نہ ہونے پائے تو سیکڑوں
بلاؤں سے بچ سکتے ہیں۔

دولت کی تعریف میں لوگوں نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے لیکن سوچکر
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس جہان میں جتنے بڑے بڑے کام ہوئے
وہ کچھ دولتمندوں ہی سے نہیں ہوتے۔ دین عیسوی کے پھیلانے والے
سارے یوروپ کی موجودہ تہذیب کے بانی۔ علوم وفنون کے موجد اکثر
غربا ہی تھے اور بعض تو ایسے تھے کہ صرف مزدوری پر اُنکی اوقات تھی۔

دولت اکثر اپنی ذاتی کوشش اور سعی کو روکتی ہے۔ اُن اُمراء کے
لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھو! جو بیٹھے بٹھلائے بے دردسر اپنے باپ دادوں
کی میراث پاکر امیر بن بیٹھے ہیں اور دولت اُنکے حق میں لعنت ہونیکے

بدلے آفت ہوگئی ہے ایسے مال مفت کے پانے والے محض کاہل اور بیکار رہوتے ہیں اور ہمیشہ اپنے گرانمایہ وقت کے ذبح کرنے کی فکر میں رہتے ہیں - اگریہی دولتمند لڑکے اپنی دولت کا اچھا استعمال کریں اور اپنی جوابدہی کا خیال رکھیں تو انکی ذات سے کتنی بھلائی ہوسکتی ہے

اپنی قوم میں معزز ہونیکی کوشش کرنی ہر شخص پر فرض ہے - لیکن صرف بگھی گھوڑے اور مصاحبوں سے سچّی عزت حاصل نہیں ہوتی -

نیک چلن غریب - بدچلن امیر سے لاکھہ درجہ زیادہ معزّز ہے - زندگی کی علت غائی جسم - دِل - دماغ اور روح کی ترقی ہے اور دولت بھی وہی مفید اور ضروری ہے جو اِن صفات کی معاون ہو - دولتمند انسان اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹیوں میں بیشک داخل ہوسکتا ہے لیکن یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہاں اسکی عزّت بھی ہو - سیکڑوں ھزاری مل ایسے پاؤ گے جنکی عقلمندوں میں کچھ بھی عزّت نہیں ہوتی - اِسکی وجہ یہی ہے کہ وہ صرف ایک طرحکے خزانچی یا کیسہٴ زر تصوّر کئے جاتے ہیں

اپنی قوم میں معزز ہونا - لوگوں کے دلوںپر حکمرانی کرنی یہ کچھ ضرور نہیں کہ دولت ہی سے حاصل ہو بلکہ یہ فخر نیک چلنی - تجربہ کاری اور مفید خلایق ہونے سے حاصل ہوتا ہے -

باب ۷

اپنی تعلیم

تا خود از خویشتن نیاموزی — نہ ہر سود پند لقمانت
خود اگر پند وجہ خیر بدی — جائے بوجہل کے بدیر بدی

"دُنیا میں دو طرح پر تعلیم ہوتی ہے ایک تو دوسروں کے ذریعہ سے جسکو سب کوئی جانتے ہیں اور دوسری جو بہت ہی اعلےٰ اور بغایت مفید ہے وہ تعلیم ہے جو انسان اپنی آپ کرتا ہے" (گبن)

"کیا کوئی ایسا بھی ہے جو مصیبت اور تکلیف سے ہراسان اور طوفان سے ڈرتا ہے اگر کوئی ہے تو وہ سمجھ رکھے کہ اُس سے کچھ بھی نہ ہوگا کیا کوئی ایسا بھی ہے جو اپنی فتحیابی کیلئے کمر بستہ ہے اگر کوئی ہے تو اُس سے کہہ دو کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا" (جان ھنٹر)

عقلمند اور کام کے آدمی مشکلوں پر کسی نہ کسی وقت تک ضرور فتحیاب ہو ہی جاتے ہیں لیکن سُست اور کاہل ہمیشہ اپنے دل کے گھڑے ہوئے موانعات سے ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں اور ایک ہلکی سی ٹھوکر سے بلبلا اُٹھتے ہیں۔ کاہل اپنی کاہلی اور نامردی کی وجہ سے ایک

آسان سے کام کو بھی غیر ممکن بنا دیتے ہیں"۔ (ر۔و)

انگلستان کا ایک نامی شاعر اور قصہ نویس سر والٹر اسکاٹ[1] لکھتا ہے کہ تعلیم کا وہ دوسرا حصہ یعنی آپ اپنی تعلیم کرنی بہت ہی تعریف اور قدر کے قابل ہے بنجمن بورڈی[2] ہمیشہ اسبات کا فخر کیا کرتا تھا کہ میںنے اپنی تعلیم آپ کی۔ فی الحقیقت جتنے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے کسی علم و ہنر میں پوری لیاقت حاصل کی تھی وہ سب کے سب اپنی تعلیم آپ کرنیوالے اور خود اپنے کو آپ سکھلانے والے تھے۔ اسکول کی تعلیم ایک ابتدائی تعلیم ہے اور اُس سے صرف اِتنا نفع بیشک ہوتا ہے کہ آدمی کو محنت کرنیکی عادت پڑجاتی ہے جو کچھ ہم دوسرے معلموں کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں اُس سے کہیں زیادہ ہم خود اپنی کوشش وسعی سے حاصل کرسکتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ جب محنت کے ذریعہ سے فتح حاصل کی جاتی ہے تو اُسوقت علم اپنی مِلک ہوجاتا ہے مگر اُسکی صفائی اور قیام تب ہی حاصل ہوتا ہے جب خود ہم اپنے ہاتھ پاؤں ہلائیں اور اپنے پاؤں چلیں۔ اِسطرح پر حاصل کرنے سے علم النقش کالحجر ہوجاتا ہے۔ ایسی کوشش سے ہماری چھپی ہوئی قوتیں اوبھر آتی ہیں

---

[1] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶ و ۵۷

[2] بنجمن بورڈی۔ ملک فرانس کا ایک مصنف تھا۔ شہر پیرس میں ۱۷۳۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۴ء میں قتل کیا گیا۔

اور اپنی ساری قوتوں پر ہمارا پورا قبضہ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک حساب کے نکالنے یا اقلیدس کی ایک شکل کے ثابت کرنے سے ہم لوگوں کو دوسرے حساب کے نکالنے یا دوسری شکل کے ثابت کرنیکی قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قسم کی روزانہ مشق سے علم آخر ملکہ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم خود کوشش نہ کریں تو استاد یا کتاب ہمارے کس کام کے ہیں۔

اچھے اچھے استادوں نے اس امر یعنے آپنی تعلیم آپ کرنے پر خوب غور کیا ہے اور اسی لئے ہمیشہ اُنکی کوشش یہی ہی کہ لڑکے اپنے بل چلیں لنگڑوں کی طرح اُنہیں عصا کی ضرورت نہ رہے۔ سہارا ڈھونڈھنے کی عادت چھوٹ جائے۔ علم کے دریا میں بے سہارے تیرنا سکھیں اس قسم کے اوستاد پڑھاتے بہت کم تھے وہ لڑکوں کو صرف علم حاصل کرنیکا طریقہ بتلاتے تھے۔ اُنہیں کام کا آدمی بناتے تھے۔ یہ لڑکوں کو وہ چیز سکھلاتے تھے جسپر عمل کرنا کتابوں کے پڑھنے سے کہیں زیادہ مفید ہے۔ ڈاکٹر ارنالڈ[1] صاحب کی یہی کیفیت تھی۔ یہ صرف لڑکوں کو اپنے بل چلنا سکھلاتے تھے۔ یہ لڑکوں کو بتلا دیتے تھے کہ انسان کسطرح اپنی کوششوں سے اپنی اندرونی قوتوں کو جو اُسمیں ودیعت رکھی گئی ہیں پھر زندہ کر سکتا ہے وہ صرف لڑکوں کی رہنمائی کرتے۔ اُنہیں دلاسا دیتے۔ بلند حوصلہ بتلاتے اور بیشک اچھے اوستادوں کا صرف

---

[1] ڈاکٹر ارنالڈ۔ انگلستان کا مشہور عالم اور بہت ہی محنتی آدمی گذرا ہے ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مرگیا۔

اِتنا ہی کام ہونا چاہیے - اِن کا قول تھا کہ لوگ لڑکوں کو آکسفورڈ کالج میں بھیجکر آرام طلب بنا دیتے ہیں اِس سے تو بہتر تھا کہ اُنہیں وان ڈی منس لینڈ کے جزیرہ میں بھیجدیتے جہاں اُنہیں اپنی کوششوں سے روٹی پیدا کرنی پڑتی - یہ اپنے ایک محنتی اور جفاکش شاگرد کی شان میں کہتے ہیں کہ یہ لڑکا اِس قابل ہے کہ میں اسکے سامنے ٹوپی اُتارے کھڑا رہوں - جتنی مثالیں اِس کتاب میں لکھی گئیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بڑے بڑے ذہین بھی محنتی ہوتے ہیں - اندازے سے محنت کرنی اِنسان کے جسم کو نافع اور مرغوب بھی ہے جسطرح پڑھنے لکھنے سے دِل کی تعلیم ہوتی ہے اُسیطرح محنت سے جسم کی تعلیم ہوتی ہے - ہر شخص کے بیکار اور معطل وقتوں کے لئے اُسکے مناسب کوئی نہ کوئی کام یا شغل رہنا ہیں ضرور موجود ہے اور ہر کام کرنیوالوں کے لئے ضرور فرصت کا کوئی وقت بھی ہے - محنت یعنی کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا - اِنسان کی فطرت سے ہے اور عام اِنسان کو اِسکی طرف ایک ایسا طبعی رجحان ہے جسکو کوئی روک نہیں سکتا - قوم کے وہ لوگ بھی جنہیں بہت فرصت رہتی ہے بعض اوقات کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ انکی مجبوری ایسی ہوتی ہے کہ اُس سے چارہ نہیں بعض لومڑیوں کا شکار کرتے پھرتے ہیں بعض تو پہاڑیوں پر چڑیوں کے شکار میں مشغول اور بعض کوہستان کی فضا دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں بیشک وہ کشتی پر سوار ہونے اور اُسے کھینے - دوڑنے - اور چکنے - پھاندنے - محنت یا ورزش کی تعلیم جو اسکولوں میں ہوا کرتی ہے

بہت ہی ضروری چیز ہے ڈیوک[1] آف ولنگٹن جسنے نپولین[2] بوناپارٹ سے جری اور بہادر شہنشاہ کو جسنے سارے جہان میں ایک تہلکہ ڈال دیا تھی شکست دی تھی ایک مرتبہ کسی کالج میں لڑکوں کو کھیلتے دیکھ کر کہنے لگا کہ نپولین سے واٹرلو کی لڑائی مینے یہیں جیتی تھی۔ کیا معنے کہ یہ ڈیوک جب لڑکا تھا تو کالج میں اور لڑکوں کی طرح یہ بھی کھیلا کرتا تھا۔ اسی کھیل کود۔ پھاند۔ محنت اور ورزش نے انہیں ایسی چستی اور چالاکی ہمت اور جرات جفاکشی اور استقلال زور اور قوت بخشی جسکا نتیجہ واٹرلو کی لڑائی پر نپولین کے مقابلہ میں ظاہر ہوا جرمنی بٹلر کہتے ہیں کہ خبردار! خبردار کاہلی سے کوسوں بھاگو! اپنے خالی وقتوں کو مفید کاموں سے معمور رکھو۔ کیونکہ جب تمہارے اعضاء بیکار پڑے رہیں گے اور تمہارا جسم آرام طلب ہو جائیگا اور تمہاری لطیف پاکیزہ روح پاکیزہ فکروں اور نیک ارادوں سے معطل رہیگی اور تمہارا دماغ عمدہ خیالات سے خالی ہیگا تو ضرور ہوائے نفسانی اور حرص۔ خبث طینتی اُس خلا میں گھر کریگی جسمانی ریاضت اور جسمانی کام سب کاموں سے زیادہ مفید ہے اور بیشک شیطان کے وسوسوں اور اُسکے فریب اور حیلوں سے بچنے کا عمدہ وسیلہ ہے۔ بیکار شخص تندرست بھی ہو تو اُسکا جسم بیشک سُبک اور ہلکا ہوگا۔ اُسکے اعضا کبھی ٹھوس اور پُر یا وزنی نہیں ہونیکے۔ اُسکے جسمانی اجزا کا باہمی اتصال ایک ایسی گرہ کا سا

---

[1] ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶۔

[2] نپولین بوناپارٹ۔ دیکھو صفحہ ۳۰۔

ہوگا جو ابھی تک خوب مضبوط باندھی نہیں گئی۔

علمی ترقی جسمانی صحت پر ہی بہت کچھ منحصر نہیں ہے ہاڈسن صاحب نے اپنے ایک دوست کو ہندوستان سے لکھا تھا کہ اگر میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجاؤں تو اُسکا باعث یہی ہوگا کہ میری قوت ہاضمہ بہت درست ہے کسی کام کو دلی رغبت سے دیر تک کرتا رہنا صرف ایک تندرستی اور صحت پر منحصر ہے اور اسی لئے تندرستی کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ اسکول کے اکثر طلبا جو بے دماغ شاکی۔ ناخوش سُست۔ نراوہمی اور خیالی منصوبہ باندھنے والے نظر آتے ہیں اسکی صرف یہی وجہ ہے کہ اُنکی صحت اور تندرستی کیطرف پورا خیال نہیں رکھا گیا اور نہ خود اُنہوں نے اپنا جسمانی فرض پورا پورا ادا کیا۔ ڈاکٹر چیننگ صاحب[1] نے لکھا ہے "افسوس کی بات ہے کہ آجکل بہتیرے لڑکے ناامیدی کے اسکول میں تعلیم پا رہے ہیں اس خاص مُہلک عارضے (یعنی سبز باغ کی سیر اور خیالی منصوبہ باندھنے) کی مجرب دوا اور اِسکے دفع ہونیکی موثر تدبیر اِسکے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ محنت کریں جسمانی ریاضت کی روزانہ مشق کبھی نہ چھوڑیں۔

انگلستان بلکہ سارے یوروپ کا نامی فیلسوف سر اسحاق نیوٹن[2]

---

[1] ڈاکٹر چیننگ۔ ملک امریکا کا نامی موحد عیسائی تھا اِسی کے وعظوں کا جہان میں شہرہ ہے ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا ۱۸۴۲ء میں مرگیا۔

[2] سر اسحاق نیوٹن دیکھو صفحہ ۷۸۔

جنے کئی ایسے مسئلے نکالے ہیں جنسے علوم کی کیفیت ہی بدل گئی - اسکول میں کچھ ایسا ذہین لڑکا نہیں معلوم ہوتا تھا - ہاں ہتھوڑے اور بسولے کے کاموں میں آرہ چلانے میں - لوہاروں کے کل کاموں میں بہت مشاق تھا لڑکپن میں اپنے کمرے میں بیٹھا چھوٹی چھوٹی گاڑیاں - عمدہ اور مفید کلیں بنایا کرتا اور جب جوان ہوا تو اپنے ہاتھوں سے دوستوں کو میزیں بناکر دیتا - کل بڑی بڑی کلوں (جیسے ریل گاڑی وغیرہ) کے موجد اسمی ٹن[1] - واٹ[2] - اسٹیفن سن[3] آرہ کشی میں نہایت مشاق تھے بیشک اگر یہ چھٹ پن ہی سے جسمانی محنت کے عادی نہ ہوتے نوجوانی میں اتنا کچھ نہ کرسکتے الی ہیوبرٹ[4] لکھتا ہے کہ اگر میں جسمانی محنت چھوڑ دوں تو مجھہ سے اچھی طرح پڑہنا ہو ہی نہیں سکتا - چنانچہ یہ ایک دفعہ جسمانی محنت نہ کر نیسے جو اکتا یا تو لڑکوں کا پڑہانا اور اپنا پڑہنا سب کو تج دے چند روز تک صرف نجّاری ہی کرتا رہا - لازم ہے کہ لڑکوں کو ابتداء میں دستکاری سکھلائی جائے اور انکو ایسے ایسے کاموں میں لگایا جائے

---

[1] اسمی ٹن - انگلستان کا مشہور انجنیر تھا اسنے کئی کلیں اور بہت سی عمارتیں بنائی ہیں ۱۷۲۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا -

[2] واٹ - دیکھو صفحہ ۵۶

[3] اسٹیفن سن - دیکھو صفحہ ۵۶ -

[4] الی ہیوبرٹ - ملک امریکا کا عالم تھا اسنے کئی زبانوں کو حاصل کیا ۱۸۳۱ء میں گیا

جس سے انکی جسمانی صحت روز افزوں ہو۔ پہلے انکو علم جر ثقیل کی چھوٹی
چھوٹی باتیں عملی طور پر بتلانی چاہئیں پھر انکو اسمیں مشاق بنایا جائے تاکہ
جب وہ بڑے ہو جائیں اور دنیا میں کچھہ کرنا چاہیں تو انکو محنت کی عادت
پڑی رہے اور اسوقت کسی کام سے انکا جی اکتا نہ جائے۔ کیا برا دستور ہے
کہ غربا اور مزدوری سے پیٹ بھرنیوالے صرف محنت ہی کیا کرتے ہیں۔
اور روحانی ترقیوں کیطرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ امرا اور لکھے پڑھے جسمانی
محنت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نرے کتاب کے کیڑے ہی بن
جاتے ہیں۔ اسلئے دونوں فرقوں میں دونوں صفتوں کا اکٹھا کر دینا بہت
ہی ضرور ہے۔ ہر ایک دونوں صفتوں سے مالامال ہو ہر ایک فرقہ اپنی
کمی اور نقصان کو پورا اور کامل کر لے۔ ایک محقق کی تحقیق ہے کہ دنیا میں
جتنے بڑے بڑے لوگ گذرے ہیں صرف اسوجہ سے بڑے نہیں ہوسکے
تھے کہ روحانی صفتوں میں ہی وہ کامل اور عام آدمیوں سے ممتاز تھے۔
بلکہ وہ اسوجہ سے بڑے آدمی تھے اور بڑی آدمی کہلائے کہ جسطرح وہ
روحانی صفتوں میں کامل و سب سے ممتاز تھے اسی طرح جسمانی قوتوں
میں بھی پورے اور عوام سے بڑھکر تھے۔ قانون دانوں۔ وکیلوں سلطنت
کا انتظام کرنیوالوں کا عام لوگوں سے زیادہ قوی ہونا ایک بہت ہی ضروری
امر ہے کیونکہ انکو دن دن بھر بند جگھوں اور تنگ مکانوں میں رہنا۔ کتنا
اور سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ نامی قانون دان
اور مدبران سلطنت عام آدمیوں کے اعتبار سے قوی الجسم تھے۔

بروٹھم[۱]۔ لنڈھرسٹ[۲]۔ کیمبل[۳]۔ پیل[۴]۔ پامرسٹن[۵] یہ سب
کے سب قوی الجسم تھے۔ والٹراسکاٹ کچھ ایسا ذہین نہ تھا۔ یہ اپنے
اسکول کی جماعت میں گدھا کہلاتا تھا لیکن محنت اور جسمانی ریاضت میں
استاد تھا۔ چنانچہ جب اُسنے اپنی عجایب و غرایب تصانیف سے
لوگوں کو حیرت میں ڈالنا شروع کیا تو اُسوقت بھی جسمانی محنت کی خواہش
اسکے دل سے دور نہ ہوئی اور برابر شکار کھیلا کیا۔ پروفیسر ولسن[۶] جیسا
نامی شاعر اور فصیح البیان تھا ویسا ہی قوی اور محنت اور ریاضت
میں بیمثل اور یکتا بھی تھا۔

---

۱ بروہم دیکھو صفحہ ۱۷

۲ لنڈہرسٹ۔ انگلستان کا جج پارلیمنٹ کا ممبر تہا۔ ملک امریکہ میں ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۳ء میں مرگیا۔

۳ کیمبل۔ پارلیمنٹ کا مشہور ممبر اور کئی کتابوں کا مصنف تہا۔ ملک اسکاٹلنڈ میں ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۱ء میں مرگیا۔

۴ پیل۔ دیکھو صفحہ ۱۷

۵ پامرسٹن۔ پارلیمنٹ کا ممبر تہا۔ اِسنے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۵ء میں مرگیا۔

۶ ولسن۔ اسکاٹلینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر نہایت قوی الجسم آدمی تہا اِسنے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۴ء میں مرگیا۔

اسحاق نیوٹن[۱] کشتی لڑنے اور آئینڈ مُ وفولر گھونسا چلانے میں لاجواب تھے آدم کلارک[۲] پتھروں کے اُٹھانے اور پھینکنے میں مشہور تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ آئیندہ اِسنے پتھروں سے شکل اور وزنی خیالات کو دُنیا میں پھیلایا۔

روحانی صفات کی ترقی بھی نہایت ضروری ہے۔ محنت ایک ایسا قوی اور زور آور جن ہے جو سب پر فتحیاب ہوتا ہے علی الخصوص علم کی سلطنت پر تو پورا پورا اسی کا دخل و قبضہ ہے چیٹرٹن کہا کرتا کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو بہت ہی لانبے لانبے ہاتھ دیکر پیدا کیا ہے۔ یہ جس چیز پر چاہے اپنا قبضہ کرسکتا ہے۔ دلیری اور محنت کی ضرورت ہر جگہہ اور ہر کام میں ہے۔ اگر انسان اپنی تعلیم کرنے پر خود متوجہہ ہو اور وقت کو بیکار اور ضایع نہ ہونے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے تو وہ کیا ہے جو یہ نہیں کرسکتا اور کونسا علم و ہنر ہے جو نہیں سیکھ سکتا اور وہ کونسی فضیلت یا کونسا فایدہ ہے جو نہیں حاصل کرسکتا ہے۔

---

[۱] اسحاق نیوٹن۔ انگلستان کا پادری اور نامی مہندس تھا۔ شہر لنڈن میں ۱۶۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۷۷ء میں مرگیا۔

[۲] آدم کلارک ال ال ڈی۔ انگلستان کا مشہور پادری اور علوم مشرقی کا بڑا ماہر ایک بڑا محنتی شخص ہے۔ اِسنے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۶۳۰ء میں پیدا ہوا۔

فرگیوسن[1] بھیڑیں چراتے چراتے علم ہیئت آپ سے آپ سیکھ گیا۔
اسٹون[2] باغبان کے یہاں نوکر بھی تھا اور علم حساب بھی سیکھتا تھا۔
ڈرو[3] نے علم حکمت سیکھنا اور جوتا بنانا دونوں کام ایک ساتھ کیا۔ ملر[4]
نے جیالوجی زمین کھودتے کھودتے سیکھا۔
رینالڈ[5] لکھتا ہے کہ اگر تمہیں فن ہے تو محنت سے اُسپر اور جلا
ہوگی تمہارا ذہن دونا بلکہ کہیں زیادہ ہو جائیگا۔ اور اگر تم کند ذہن ہو تو محنت
ضرور تمہاری کمی کو پورا کردیگی۔ اچھی طرح پوری محنت کرنے سے سب کچھ
حاصل ہوتا ہے اور اُسکے بغیر کچھ بھی نہیں۔

---

[1] فرگیوسن ملک اسکاٹلینڈ کا نامی فلاسفر اور ریاضی دان بہت ہی غریب آدمی تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی ۱۷۱۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۶ء میں مرگیا۔

[2] اِسٹون۔ ملک اسکاٹلنڈ کے باغبان کا لڑکا تھا محض اپنی کوشش اور سعی سے کئی علوم پر حاوی ہوا سترھویں صدی کے اختتام میں پیدا ہوا اور ۱۷۶۸ء میں مرگیا۔

[3] ڈرو۔ دیکھو صفحہ ۶۰

[4] ملر دیکھو صفحہ ۴۴۔

[5] رینالڈ انگلستان کا نامی مصور جسکی تصویریں یادگار زمانہ ہیں ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا۔

رَوس[1] لکھتا ہے کہ میں ایسے بہت لوگوں سے ملا ہوں جو بڑے ذہین مشہور تھے لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ اصل میں وہ بڑے محنتی تھے بیشک بے محنت کی ذہانت محض ہیچ اور پوچ ہے۔ انسان اُسی کام میں اپنی اوقات عزیز اور محنت کو صرف کرسکتا ہے جسکی اُسکے دل میں پوری عظمت اور وقعت ہو محض معمولی ارادوں اور چھوٹی خواہشوں سے کسی چیز میں پوری محنت نہیں ہوسکتی آسانی محنت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے کوئی آسان کام ایسا نہیں ہے جو پہلے کسی زمانہ میں مشکل نہ رہا ہو۔ اسی چلنے پھرنے کو دیکھو کہ بچپن میں ہمکو کیسا کچھ مشکل معلوم ہوتا تھا کتنی بار ہم نے ٹھوکریں کھائیں۔ آپ کو گرتے دیکھا اور اب ہم ہی ہیں کہ چلنے پھرنے کو کیسا آسان کام سمجھتے ہیں وہ فصیح البیان جنکی طلاقت لسانی دیکھکر لوگ دنگ ہوجاتے ہیں جو اپنے خیالات کے زور سے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیتے ہیں جنکی زبانوں میں دریا کی سی روانی معلوم ہوتی ہے جنکے بولنے میں پھول جھڑتے ہیں جنکی باتیں دُرِ آبدار کیطرح چمکتی نظر آتی ہیں جو اپنے بیمثال خیالات کو گوہر فشاں جملوں میں بے تکلف کیسی آسانی سے ساتھ ادا کرتے ہیں کیا انہیں یہ کمال یکبارگی حاصل ہوگیا؟ ہرگز نہیں انہوں نے برسوں اسمیں کوششیں کی ہیں اور سیکڑوں دفعہ پریشان ہوئے ہیں بیسیوں مرتبہ غلطیاں کی ہیں۔ مدتوں الجھے رہے ہیں تب آکر اب اتنے

---

[1] ڈاکٹر رَوس۔ انگلستان کا مشہور ریاضی دان تھا اِسنے ایک بہت بڑی دوربین بنائی ہے سنہ ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۶۷ء میں مرگیا۔

سلجھے ہیں۔

ہر کام کو پورا اور درست ہی کر چھوڑنا یہ دو چیزیں تعلیم کے لئے بہت ضروری ہیں فرانسس[1] نے اپنی ترقی کیلئے جتنے اصول و قواعد مقرر کئے تھے اُن میں سے اِس بات کو انہوں نے بہت مدنظر رکھا تھا کہ کسی ایک چیز میں پوری طرح سے برابر محنت کرتا رہنا اور اُسکا پورا مالک بن جانا چاہیئے یہ بہت سی کتابیں نہیں پڑھتے صرف چند ہی کتابوں کا مطالعہ کرتے لیکن نہ سرسری نظر سے بلکہ اُنہیں چند مفید کتابوں میں ایسا ڈوب جاتے اور اُنکی ہر ایک باریکیوں میں ایسا تیر جاتے جیسے خوشی روح میں اور محبت عاشقوں کے رگ و پے میں۔ کثرت معلومات اور بہت سی کتابیں چاٹ جانے پر کبھی نہ جانا چاہیئے صرف اُسی قدر پر توجہ کرنی چاہیئے جسکو پوری طرح سے عمل میں لاسکیں اِسیواسطے عمل کرنیکے لئے تھوڑا مگر کامل اور صحیح علم ہمیشہ اُس سے کہیں زیادہ مفید ہوتا ہے جو محض بالائی اور سرسری ہو لاویلا[2] کی رائے ہے کہ جو شخص ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کرتا ہے وہ اُس شخص سے کہیں بہتر ہے جو ایک وقت میں کئی کاموں کا خون کردے ایک ہی وقت میں چند کاموں کی طرف متوجہ ہونیسے انسان کی قوت بٹ جاتی ہے اور وہ اُن میں سے کسی کام میں بھی اپنی پوری

---

[1] فرانسس ہارنر۔ دیکھو صفحہ ۹۴

[2] لاویلا ملک ہسپانیہ کا رہنے والا۔ ایک عیسائی فرقہ کا موجد تامی واعظ تھا سنہ ۱۴۹۱ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۵۶۷ء میں مرگیا۔

قوت صرف نہیں کر سکتا۔ آخرش وہ اُن سب میں ناکامیاب رہتا ہے اور اُسکی آیندہ کی ساری ترقیاں رُک جاتی ہیں۔ تلون بے استقلالی اور گھبراہٹ اُسکا خمیر بنجاتا ہے اور پھر ہر کام کو وہ ادھورا چھوڑنے لگتا ہے لارڈ لیورڈ نے بکسٹن کو لکھا تھا کہ بھائی میری کامیابی کی اصل وجہ صرف یہی ہے کہ مینے ابتدا ہی میں قانون میں پوری لیاقت حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جو کچھ میں پڑھتا اُسے صرف پڑھ ہی نہیں لیتا بلکہ اُسے اپنا کر لیتا تھا۔ جب تک میں ایک کام کو پورا نہ کر لیتا تب تک دوسرے کام کے گرد بھی نہ پھٹکتا تھا۔ میرے ساتھی روزانہ اتنا پڑھتے تھے جتنا میں ہفتہ بھر میں پڑھتا تھا لیکن بارہ مہینے کے بعد جتنا مینے پڑھا تھا وہ ویسا ہی تر و تازہ اور یاد تھا اور وہ بیچارے ساتھی اپنے پڑھے ہوے میں سے بہت کچھ بھول چکے تھے۔

انسان بہت سا پڑھ جانیسے کچھ عقلمند نہیں ہو جاتا بلکہ اگر کسی تدبیر سے وہ عقلمند ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ صرف اپنے خیالات کو مجتمع رکھے اور اپنے دل کی تعلیم کرے۔ ابرنتھی[1] لکھتا ہے کہ انسان کا دل ٹھیک بھیگے ہوے کپڑے کا سا ہے۔ جتنا پانی اُسمیں فاضل ہے وہ اُس سے ٹپک پڑتا ہے اور جسقدر اُسمیں جذب ہو سکتا ہے اُسقدر باقی رہ جاتا ہے۔

---

[1] ابرنتھی۔ ایک نامی ڈاکٹر تھا اسنے علم طب میں کئی نئے اصول ایجاد کئے۔ اسکاٹلینڈ میں ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۱ء میں مر گیا۔

عمدہ تحصیل وہ ہے جسکی بنا کسی مقصد اور کسی غرض پر ہو۔ کسی خاص علم
کو کامل توجہ کے ساتھ پڑھنے سے وہ علم اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسے
جب چاہیں عمل میں لادیں۔ اسی لیے کتابوں کے پاس صرف چھاونی ڈالے
رہنے سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ علم اور عقلمندی کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ
ہمہ دم ہمارے ساتھ رہیں۔ اگر ہمارے گھر میں لاکھوں روپیہ جمع ہوں
مگر سفر میں ہماری جیب میں ایک جھنجی بھی نہ ہو تو وہ سب روپیہ اُسوقت
کس کام کے ہیں اسلیئے ضرور اور لازم ہے کہ عقلمندی اور علم اور ہنر کا سکہ
ہر وقت ہمارے دل کی جیب میں موجود رہے کہ جہاں ضرورت پڑے
ہم بے تکلف اُسے صرف میں لاسکیں اور اُس سکہ سے نفع اُٹھاسکیں۔
اپنی آپ تعلیم کرنیکے لیے مستعدی اور قوت فیصلہ کی بہت ضرورت ہے
میری دانست میں اِن صفتوں کی ترقی کیلیئے بچوں کو اپنے اوپر اعتماد کرنے
کی تعلیم اور بچپن ہی میں حتی الامکان اُنہیں پوری آزادی دے دینی نہایت
ہی لازمی اور ضروری امر ہے۔ جن بچوں کے والدین اُنکے ہر کاموں میں
دخل اور سہارا دیا کرتے ہیں۔ اُنکے ہر کاموں میں ہدایت کیا کرتے ہیں
اُنہیں ہر وقت بتایا سکھلایا کرتے ہیں وہ بچے کبھی اپنی مدد نہیں کرسکتے
اور اِس عمدہ اور ضروری صفت میں کبھی ترقی نہیں پاسکتے۔ اُن کے
والدین اپاہجوں کے عصا ہیں جسکے سہارے یہ اپاہج لڑکے چل رہے
ہیں۔ افسوس!

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلّا کارِ طفلاں تمام خواہد شد

یہ کم بخت کوتہ اندیش والدین اتنا نہیں سمجھتے کہ آخر دنیا میں انہیں ضرور ایک نہ ایکدن اپنے بل چلنا ہی پڑیگا - پھر اگر انہیں ابھی سے اپنی عادت نہ رہی اور سہارا ڈھونڈھ ہنے کی خو پڑی رہی تو اُسوقت اُن ننھے سے بچوں پر جسوقت یہ بوڑھے والدین قبر میں سوتے ہونگے کیسی مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑیگا - ایسی آسان سی بات اِن کم عقلوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اپنے اوپر بھروسا اور اعتماد نہ کرنا انسان کی ترقی میں کس قدر حارج ہے -

---

باب (۷)

نمونہ اور مثال

از نیک و بدت چو ہست بخشش مارا | وز سوز و غمت ملال و عیشے مارا
زنہار تو بد مکن کہ ہم بد گردیم | پستی منگر کہ پست بیجد گردیم
بر اوج نیکوی شو دلیلِ عزت | وز بہر عروج ما مثالِ ہمت

عمل بہت بڑا معلم ہے اگرچہ خود نطق سے محروم ہے - لفظوں سے عمل کا درجہ کہیں زیادہ ہے نصیحت سے صرف رہنمائی ہوتی ہے مگر اصل یہ ہے

کہ انسان نصیحت کے عملی برتاؤ ہی کو دیکھ کر فایدہ پاتا ہے۔ نصیحت کے
عمدہ ہونے میں کچھ کلام نہیں لیکن جبتک یہ عمل کی کسوٹی پر کسی نہ جائے
بالکل بے اثر ہے۔ یہ مشہور مقولہ کہ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال، زبانوں
پر خیال رکھنے والوں پر نہ جاؤ صرف کہاوت ہی کہاوت ہے۔ اس
جہان میں ٹھیک اسکے برخلاف عملدرآمد ہے گویا سب زبان حال سے یہ کہہ
رہے ہیں کہ جو تم کروگے وہی ہم کرینگے اور صرف بات بنانے کو ہم جھوٹی
کہانی سے زیادہ بے وقعت سمجھیں گے۔

ہم جسقدر آنکھ سے سیکھتے ہیں اُسقدر کان سے نہیں سیکھتے۔ جو کچھ ہم اپنی
آنکھوں سے دیکھتے ہیں اُسکا اثر اُس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جسکو ہم صرف
کانوں سے سُن لیتے یا کتابوں میں پڑھ لیتے ہیں خصوصاً بچپن میں تو جو کچھ
انسان سیکھتا ہے زیادہ تر آنکھوں ہی سے سیکھتا ہے۔ بچے جو کچھ دیکھتے
ہیں بے سمجھے بوجھے اُسکی نقل کرنے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے ساتھیوں
کے سے ہوجاتے ہیں۔ بچوں کی مثال ٹھیک اُن کیڑوں کی ہے جو جس
رنگ کے درختوں پر رہتے ہیں اُسی رنگ روپ کے ہوجاتے ہیں
اسی لئے بچپن میں تعلیم کا عمدہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسکول میں
کیسی ہی عمدہ تعلیم کیوں نہ ہوتی ہو لیکن انسان جو کچھ گھر میں سیکھتا ہے اُسکا
اثر اُس سے کہیں قوی ہوتا ہے اور اکثر ایسی بیرونی تعلیموں پر غالب
آجاتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قوم کی قوم اپنے
گھواروں ہی میں سنورتی یا بگڑتی ہے۔

چھوٹے چھوٹے کاموں کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے بعض اوقات صرف اشاروں کا اثر نقش کالحجر ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے نتایج کا باعث ہوتا ہے۔ ولیسٹ[1] لکھتا ہے "میں نے لڑکپن میں ایکبار خوب محنت کرکے ایک تصویر کھینچی۔ یہ تصویر میری نظروں میں بہت پیاری اور بھلی معلوم ہوئی میں دوڑا ہوا اُسے اپنی ماں کے پاس لےگیا۔ میری ماں اُسے دیکھ کر مسکرانے لگیں اور خوش ہوکر میرا بوسہ لے لیا۔ اُس بوسے کا یہ اثر ہوا کہ میں آخرش بڑا مصور ہوگیا"۔ فی الحقیقت اگر مائیں پڑھی لکھی ہوشیار ہوں اور موقع محل پر اسی طور سے بچوں کا حوصلہ بڑھایا کریں اور بےموقع نازو پیار سے لڑکوں کو خراب کریں تو ملک کی بڑی ترقی ہو۔ بچپن کی ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں جوانی میں بہت بڑے بڑے نتیجے پیدا کرتی ہیں اور جوانی میں خوش یا مغموم رہنا ایسی ہی ادنی اسی باتوں پر بہت کچھ منحصر رہتا ہے۔ اس جہان کے وہ اشخاص جنکی ذات سے بنی انسان کو بہت فایدہ پہونچا ہے اور جنکی بھلائی اور نیکی کا اثر ابھی تک اس دنیا میں موجود ہے وہ عموماً نیک اور تعلیم یافتہ ماؤں ہی کی گود میں پلے تھے۔ یہ مذکورہ تاریخی واقعہ غور کے قابل ہے اور عورتوں کے تعلیم یافتہ ہونے کو کسقدر ضروری اور فرض ثابت کرتا ہے۔

---

[1] ولیسٹ ملک امریکا کا مشہور مصور تھا۔ لنڈن آکر اُسنے بہت شہرت حاصل کی اور جارج بادشاہ انگلستان کے الطاف خاص کا مورد ہوا ۱۷۳۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۲۰ء میں مرگیا۔

لینگ[1] ڈیل لکھتا ہے "جتنی ہدایتیں اور نصیحتیں کہ میری والدہ نے مجھکو کیں ہیں اگر سارے جہان کی نصیحتوں اور ہدایتوں سے انکا موازنہ کیا جائے تو عالم کی نصیحتیں انکے پاسنگ کو بھی نہ پہونچیں"۔ اگر والدین کی دلی آرزو اور خواہش یہ ہے کہ انکی اولاد نیک چلن اور صالح ہو تو اس امر کے لیئے انکو صرف اپنے حسن اخلاق اور نیک چلنی پر لحاظ رکھنا کافی ہے

انسان کا کوئی کام اور کوئی خیال ایسا نہیں ہے جو بے انتہا نتیجے پیدا نہ کرتا ہو۔ بھلے اور برے دونوں کام ہمیشہ زندہ اور اپنے ثمرے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ ہمیں دکھلائی نہ دیں۔ ذلیل سے ذلیل اور ناپرساں سے ناپرساں بھی اسکا دعوے نہیں کرسکتا کہ میرے قول اور فعل کا کسی پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس ساری کائنات میں کوئی بھی کسی سے جدا نہیں۔ سب کے سب ایک زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ ہر شخص اپنی برائیوں اور نیکیوں سے دنیا کی برائیوں اور نیکیوں کی تعداد بڑھا یا گھٹا رہا ہے جسطرح اگلوں کے اقوال و افعال کا اثر ہم پر ہے اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آیندہ زمانہ میں آنے والی قوم پر ہوگا۔ انسان ایک ایسا پھل ہے جو سیکڑوں صدیوں کی سعی اور کوششوں سے بڑھتے بڑھتے اس حالت تک پہونچا ہے۔ ہزاروں برس کی قومیں گویا ایک دوسرے کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی ہیں اور موجودہ قومیں بھی قول و فعل کے

---

[1] لینگ ڈیل۔ انگلستان کا ایک بہادر آدمی تھا کئی لڑائیوں میں شریک رہا لارڈ کا خطاب بھی حاصل کیا اور ۱۶۶۱ء میں مرگیا

مقناطیسی سلسلہ کو آئندہ کی قوموں میں جاری رکھیں گی کیسی انسان
کا کام فنا نہیں ہوتا ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اُسکا جسم خاک ہوکر ہوا میں اڑجاسے
اُسکا پتہ تک نہ ملے لیکن بھلے اور بُرے کام ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتے رہینگے

زندہ است تام فرخ نوشیرواں بعدل　　گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند

اگر انسان اِس بلیغ مضمون کو خوب سوچے تو معلوم ہو کہ اُسپر کتنی بڑی
جوابدہی ہے ۔ ایسے ہی غور وفکر کے بعد انسان اپنے نیک کاموں سے
خوش اور بُرے کاموں کے ہولناک نتیجوں کو سمجھ کر خوف زدہ ہو سکتا ہے
مسٹر بیبج[۱] لکھتا ہے " اِس جہان کے ایک ایک ذرّہ میں انسان کی
بھلائی اور بُرائی کا اثر موجود رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا ۔ ہوا ۔ ایک کتب خانہ
ہے جسمیں ہر انسان کے الفاظ لکھے رکھے ہیں وہ کُل وعدے جو پورے
نہ ہوئے وہ کُل سخت الفاظ جو مُنہہ سے نکالے گئے وہ کُل گالیاں جو دی
گئیں سب اُسمیں موجود ہیں[۲] ۔ صرف ہوا ہی نہیں بلکہ زمین سمندر اور سب
چیزیں انسان کے افعال اور خیالات کی مورخ ہیں ۔ علوم جدیدہ نے
اب اِن باتوں کو نہایت صاف طور سے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی حرکت
زایل نہیں ہوتی ۔ علم جرثقیل سے ثابت ہے کہ ہر قاتل کے سیکڑوں

---

[۱] مسٹر بیبج ایک مشہور ریاضی داں ہے اسنے کئی چیزیں ایجاد کی ہیں اور
۱۷۹۲ء میں پیدا ہوا تھا ۔

[۲] مَا یلفظ مِن قول اِلّا لَدَیہ رقیبٌ عَتِید انسان جتنی باتیں اپنے
مونہہ سے نکالتا ہے اُن سب کے لئے ایک ہوشیار محافظ ہے ۔

گواہ ہیں۔ قتل کے وقت اُسکے جسم سے جو حرکت صادر ہوئی جسطرح اُسکا ہاتھ ہلا وہ سب قایم ہے۔

غرض جو کام ہم کرتے ہیں جو لفظ ہم بولتے ہیں۔ جس حرکت کو ہم دیکھتے ہیں جس بات کو ہم سنتے ہیں سب میں اثر ہے اور وہ اثر برابر پھیلتا جاتا ہے اور وہ صرف ہم پر ہی اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ ساری قوم کو اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم اُسکی رنگسازی کی ترکیب سے واقف نہ ہوں اِسلیے بہت ضرور ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ ہمیشہ ایسے خیالوں کو دِل میں جگہہ دو جو فایدہ مند ہوں۔ ہمیشہ ایسے لفظ بولو جو بکار آمد ہوں۔ ہمیشہ ایسے کام کرو جِسکو دیکھہ کر لوگ نصیحت پکڑیں۔

انسان کتنا ہی غریب اور لوگوں کی نظروں میں کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو لیکن اس طرح کی تعلیم سے ہمیشہ اپنی قوم کو فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ روشنی ٹیلہ پر ہو یا زمین پر اُسکی شعاع ضرور پھیلتی ہی ہے ؎

گرمیٔ مہر بہ ویرانہ و آبادی یکے است

نیک چلن انسان خواہ ستارہ ہند ہو کر سارے جہان میں مشہور رہو۔ خواہ ایک جھونپڑے میں پڑا رہے اور ہل جوتا کرے۔ اُسکی نیک چلنی کا اثر بنی نوع انسان پر ضرور ہوتا ہی ہے ؎

شاخِ گل ہر جا کہ می روید گل است   خُمِ مُل ہر جا کہ مے جوشد مُل است

زندگی عمدہ طور سے نیک کاموں میں بسر کرنا اپنے وارثوں بلکہ سارے جہان کے لیے ایک بیش بہا میراث چھوڑ جانا ہے۔ کیونکہ ایسی زندگی نیک چلنی

پر ایک نہائیت بلیغ لکچر اور بد چلنی کی ایک سخت ہجو اور مذمت ہے۔
وہ کیسے خوش نصیب لڑکے ہیں جو انگلستان کے نامی شاعر پوپ کیطرح
کہہ سکیں "میرے والدین نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکو یاد کر کے مجھکو
شرم آئے اور الحمد للہ کہ مینے بھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکو سُنکر اُنکی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

چیس ہالم[1] صاحبہ اپنی کامیابی کی وجہ اسطرح بیان کرتی ہیں۔
"جب مینے کسی نیک کام کو کرنا چاہا تو فوراً اُسمیں مشغول ہوگئی۔ باتیں ہی
نہ بناتی رہی" واقعی اگر میم صاحبہ اُن کاموں کے بارے میں صرف تقریریں
ہی کرتی پھرتیں تو وہ کام صرف زبانی ہی رہتا لیکن چونکہ انہوں نے زبانی
جمع خرچ کے بدلے اُن کاموں کو کرنا ہی شروع کر دیا اسلئے اُنکے معاون
بھی کھڑے ہو گئے اور وہ کام بھی بخوبی انجام کو پہونچگیا۔ اگر غور سے دیکھا
جائے تو یہ بات بہت صحیح معلوم ہوگی کہ خوش تقریر اور عالیخیال آدمی
اُسقدر مفید خلایق نہیں ہے جتنا کہ عمدہ کام کرنیوالا۔

اگر ٹومس رائیٹ[2] صرف یہ کہتا ہی پھرتا کہ سرکاری مجرم سزا پانیکے بعد
بھی کام کے آدمی نہیں ہوتے اور سرکار اُنکی تہذیب اور اصلاح کی کوشش

---

[1] چیس ہالم صاحبہ۔ انگلستان کی مشہور انسان دوست عورت تھی۔ اسنے ہزاروں
عورتوں کو کام کا آدمی بنلیا۔ کئی نیک کام کئے۔ جزیرہ اوسٹریلیا میں رفاہ عام کا کارخانہ
جاری کیا۔ ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئی تھی۔

[2] ٹومس رائیٹ دیکھو صفحہ ۱۰۱۔

نہیں کرتی تو کیا نتیجہ پیدا ہوتا۔ یہ تو ایک دنیٰ دوکاندار تھا۔ اِسکی باتوں کی پرواہ کِس کو تھی۔ مگر اِسنے بجائے گلا ور شکوہ کرنیکے خود کمرِ ہمت چست باندہی اور جو قیدی رہا ہوا اُسکو کام کا آدمی بنانے کے فکر میں لگا اور سیکڑوں کو راہِ راست پر لایا۔ اِسکی کوششوں سے سیکڑوں مجرم ایسے نیک کردار اور لایق ہوگئے کہ پھر قیدخانہ جانے کی اُنہیں نوبت نہ آئی۔

اگر جان پونڈ یہ لکچر ہی دیتا پھرتا کہ غریبوں کے لیے اسکول جاری کرنا چاہیئے تو ادنیٰ موچی کی ہدایت پر کون چلتا؟ کیا وہ اسکول کبھی جاری ہوتا؟ لیکن جب اُسنے وہ اسکول خود جاری کردیا تو اُس سے کتنے غریب لڑکوں کو فایدہ پہونچا۔ ڈاکٹر گہتری اس اسکول اور اُسکے بانی کے بارہ میں لکھتا ہے "جان پونڈ۔ پورٹس موتھ کے موچی کو غربا کی حالت پر رحم آیا۔ کوئی امیر یا امیرزادہ تو اسطرف متوجہ نہ ہوا لیکن اِس موچی بیچارے نے اپنی کوشش وسعی سے غربا کے لیے ایک اسکول جاری کردیا۔ یہ نیک آدمی ہمیشہ لڑکوں کے فراہم کرنے کی فکر میں رہتا اور اُنہیں بھنے آلو کا لالچ دیکر بلاتا اور پڑہاتا۔ بیشک یہ شخص فخرِ انگلستان تھا۔ جتنی عمارتیں ناموروں کی یادگار کے لیے دنیا میں بنائی جاتی ہیں اُن سب سے بلند عمارت اِس موچی کے لیے بنانا لازم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جسدن عزت حقداروں کو ملیگی اور ہر مستحق اپنی داد پائیگا اُسدن اُن مشہور آدمیوں کی غول میں سے جنکی تعریف میں شاعروں اور مؤرخوں نے قصیدوں پر قصیدے لکھے ہیں اور تواریخ کے صفحوں کے صفحے سیاہ کرڈالے ہیں اِس غریب بیچارے کو منتخب

ہوئے اُس پیارے حاکم کے پاس لیجائینگے جو فرماتا ہے کہ جنے میری ایک ادنے مخلوق پر بھی احسان کیا تو گویا اُسنے مجھپر احسان کیا اور اُس وقت وہ منصف شہنشاہ اپنے پاک ہاتھوں سے عزت اور فخر کا تاج اُسکے سر پر رکھے گا۔

نصیحت جسقدر نیک مادہ تیار کرتی ہے بُری صحبت اُسکو فوراً برباد کر دیتی ہے۔ صحبت کا بڑا اثر ہے۔ لڑکپن میں لڑکوں کو بُرے آدمیوں کی صحبت سے بچانا بہت ہی ضرور ہے۔ ایک صاحب کا قول ہے کہ تنہائی بُری صحبت سے کہیں افضل ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آدمی ایسوں کی صحبت اختیار کرے جو اُس سے اچھے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو اُسکے برابر تو ضرور ہوں۔ ؎

ہم نشین تو از تو بہ باید   تا ترا عقل و دیں بیفزاید

اگر کسی کا چال و چلن دریافت کیا چاہو تو اُسکی صحبت کے آدمیوں کے چال و چلن پر قیاس کرلو۔ جو جیسا ہوتا ہے اُسکے جلیس بھی ویسے ہی ملتے ہیں ؎ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز۔

سر پیٹر لِسلی[۱] ایک بڑا نامی مصوّر تھا۔ یہ لکھتا ہے "میں حتی المقدور بُری تصویروں پر نظر نہیں ڈالتا کیونکہ بُری تصویروں کے دیکھنے سے میرا قلم بیساختہ ویسی ہی تصویریں کھینچنی سیکھ لیتا ہے۔ اسیطرح انسان بُروں کی صحبت میں بُرائی اخذ کرلیتا ہے اور اُسے خبر تک نہیں ہوتی"۔

---

[۱] سر پیٹر لسلی۔ ایک نامی مصور تھا جنے جیمس بادشاہ کے لئے بہت سی تصویریں بنائی تھیں۔ سنہ ۱۶۱۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۸۰ء میں مرگیا۔

اچھے آدمی اپنا اثر ضرور پہنچاتے ہیں۔ عطر گرنیوالے جب پھولوں کے چمن میں ہو کر گذرتے ہیں تو اُنکے کپڑوں کے ساتھ پھولوں کی باس لپٹی چلی جاتی ہے۔ اسیطرح انسان جب نیکوں کی صحبت سے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ اُنکا اثر ضرور ہی آتا ہے۔ بہتیرے ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکی صحبت میں ہی پہونچنا دوسری دُنیا میں پہونچ جانا ہے۔ اُسکے خیالات عالی اور حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ دلیروں کو دیکھکر بزدلوں میں بہادری آجاتی ہے۔ جوانمردوں کی حکایتیں سُنکر خون میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ دل میں عجیب طرح کی اُمنگیں ہوتی ہیں۔ زسکا[1] بوہیمیہ والوں کو جوش دلانے کے لیے یہ وصیت کر گیا کہ میرے چمڑے کا طبل بناکر جنگ میں بجایا جاوے۔ اُسکو یقین تھا کہ اُس طبل کی آواز ہی مُردہ دلوں کو زندہ دل بنا دیگی۔

سکندربیگ[2] ایپارس کا بادشاہ جب مرگیا تو اُسکی فوج نے اُس کی ہڈیوں کا تعویذ اس غرض سے بنایا کہ اُنکی ہمتوں میں ترقی اور دلوں میں جوش پیدا ہو۔

سوانح عمری پڑھنے کا بہت بڑا فایدہ یہ ہے کہ آدمی کو عمدہ مثالیں ملتی ہیں

---

[1] زسکا۔ ایک بوہیمیہ کا ایک شریف آدمی تھا۔ یہ بہت سی لڑائیاں لڑا۔ بڑا ہی دلیر تھا۔ سنہ ۱۳۶۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۲۴ء میں مرگیا۔

[2] سکندربیگ۔ البانیا کا شہزادہ تھا۔ یہ بڑا دلیر شخص گذرا ہے۔ اپنے سلطان ترکی سے لڑکر البانیا کو آزاد بنایا۔ سنہ ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۶۷ء میں مرگیا

متقدمین جسطرح اپنے کاموں کی بدولت زندہ ہیں اُسیطرح وہ اپنے تذکروں
کے باعث بھی زندہ ہیں ۔ سوانح عمری پڑھنے سے گویا ہم ان سے ملاقاتیں
کرتے ہیں ۔ مصافحہ کرتے ہیں اور وہ ہمیں نصیحت اور ہدائیت کی باتیں
سُناتے ہیں ۔ اور ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہم سے ہو جاؤ اور ہماری راہ پر
چلو ۔ سوانح عمری کے ذریعہ سے اگلے زمانہ کے بڑے بڑے آدمی گویا
پھر ہم لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔ وہ گویا ہمارے جسموں میں حلول کرتے
ہیں اور پھر اس دُنیا میں آکر عجیب و غریب کام کرتے ہیں ایسی کتابیں جنمیں
بڑوں کے سچے حالات لکھے ہوں ایک بہت بڑا ہدایت نامہ ہے ۔ ایسی کتابوں
کے پڑھنے سے انسان عالیخیال اور بلند حوصلہ ہو جاتا ہے ۔ نیک کام کرنے میں
اُسکی ہمت بڑھ جاتی ہے ۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی ارنالڈ اور بکسٹن کی
سوانح عمری پڑھے اور اُسکو یہ نہ معلوم ہو کہ ہمارے دل و دماغ تازہ ہو گئے
بکسٹن اور ارنالڈ کے عمدہ اور اچھے ارادے ہمارے دلوں میں مستحکم ہو گئے"
ایسی کتابیں انسان کو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ وہ اپنے اوپر بہت زیادہ
بھروسا کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ اس بات کو صاف دیکھ لیتا ہے کہ انسان سے
کیا کیا ممکن ہے ۔ اس قسم کی کتابیں امیدوں کی معاون اور دلوں میں جوش
پیدا کرنیوالی ہیں ۔ سوانح عمری پڑھتے پڑھتے کہیں نہ کہیں ایک ایسا نمونہ
مل ہی جاتا ہے جو اُسکے حسب حال ہوتا ہے اور اس سے اُسکو بہت بڑا
نفع پہونچتا ہے اُسکے دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں بھی
اُس کا سا ہو جاتا ۔ چنانچہ اسیطرح بہت سے ہو بھی گئے ۔

سر سیموئل رومیلی پہلے کچھ نامی مصنف نہ تھا لیکن اُسنے چینسلر ڈی گوسو[1] فرانسیسی کے حالات پڑہے تو وہ کوئی اَور ہی ہوگیا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔ میرا دل قوی ہوگیا۔ ہمت جوش مارنے لگی۔ عزت اور ترقی کی نئی نئی راہیں نظر آنے لگیں اور میری خواہشیں بہت مضبوط ہوگئیں۔ فرنیکلن[2] امریکا کا نامی حکیم اور علم برق کا موجد جو بہت ہی غریب آدمی تھا اور پھر محض اپنی کوشش وسعی سے اس درجہ پر پہونچا کہ شہنشاہ فرانس نے اسکی دعوت کی اور اُسکے مرنے پر سارا امریکا اُسکے غم میں دو مہینے تک سیاہ پوش رہا یہ لکھتا ہے کہ موتھ صاحب کی کتاب جسمیں اُن کی سوانح عمری تھی اُسے پڑھکر مجھے ترقی کرنیکا حوصلہ پیدا ہوا۔ سیموئل ڈرو لکھتا ہے کہ مینے فرنیکلن صاحب کے حالات کو پڑھکر چاہا کہ اپنے کو اُسکا سا بناؤں کبھی ایسا ہی ہوا ہے کہ لوگوں نے کسی کی سوانح عمری کو تفریحاً پڑھنا شروع کیا اور اُسکا ایسا قوی اثر ہوا کہ وہ دفعتاً بدل گئے۔ پولوٹارک[3] کی زندگی

---

[1] چینسلر ڈی گوسو ایک جوہری کا لڑکا تھا۔ علم قانون دانی میں اسنے بڑی لیاقت پیدا کی۔ بیرسٹر بھی ہوا۔ پارلیمنٹ کا ممبر بھی مقرر ہوا۔ اُسنے اپنی بی بی کے مرنے کے افسوس میں خودکشی کی۔

[2] فرنیکلن ملک امریکہ کا نامی حکیم ایک بہت ہی غریب آدمی تھا اسنے محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوا۔ شہر بوسٹن میں ۱۷۰۶ عیسوی میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۰ میں مرگیا

[3] پولوٹارک۔ ملک یونان کا نامی آدمی۔ سوانح عمری لکھنے والا حکیم اور سیاح تھا۔ سن عیسوی کے ۵۰ برس قبل پیدا ہوا تھا اور بہت بوڑھا ہوکر مرا۔

کے حالات پڑہکر الفری[1] ایک نامی منشی ہوگیا یعنی اُسکے دل میں یکایک انشا پردازی کی ایسی خواہش پیدا ہوگئی کہ وہ بہت جلد اس فن میں یکتائے روزگار ہوگیا مارٹن لوتھر[2] جسنے گویا سارے یوروپ کو پوپ کے ظلم وتعدی سے نجات دی صرف جان ہس[3] کی سوانح عمری پڑہکر اپنے اس پاک کام پر مستعد ہوا تھا۔

ہر حالت میں بشاش رہنا ایک نہایت عمدہ خصلت ہے۔ اس خصلت کے آدمی کی صحبت سے انسان ایسا جلد متاثر ہوتا ہے جیسے کسی متعدی مرض سے بشاش آدمی کے چہرے بشرے سے ایسی چمک دمک ظاہر ہوتی ہے کہ جس آدمی تک وہ پہونچتی ہے اُسکی اُمیدیں مضبوط اور تکلیفیں اور مصیبتیں دور ہوجاتی ہیں اُسکو کام اور محنت کی جرأت ہوجاتی ہے۔ کوئی کام جب ہی پورا ہوگا جب دل سے کیا جائیگا اور کرنیوالا اُس کام کو خوشی اور بشاشت کے ساتھ کریگا ہیوم[4] اکثر کہا کرتا کہ میں مغموم بادشاہ پر بشاش

---

[1] الفری ملک اٹالیہ کا شاعر تہا اسکی تحریریں بہت موثر ہیں ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۳ء میں مرگیا

[2] مارٹن لوتھر ملک جرمنی کا رہنے والا عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ مذہب کا پھیلانیوالا یوروپ کو پوپ کے ظلم سے نجات دینے والا اور انجیل کو اپنی زبان مادری میں ترجمہ کرنیوالا تہا ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۴۶ء میں مرگیا۔

[3] جان ہس۔ ملک بوہیمیہ کا رہنے والا اور عیسائیوں میں ایک نئے فرقہ کا موجد تہا اسکے مذہبی عقاید عوام کے مخالف تھے اسلیئے یہ قتل کیا گیا ۱۳۷۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۴۱۵ء میں مرگیا

[4] ہیوم دیکھو صفحہ ۶۵ و ۶۶ -

مزدور کو ترجیح دیتا ہوں - انگلستان کے غلاموں کے دوست اور خیر خواہ گرنیول شارپ[1] صاحب دن بھر تو نہایت سخت کام کیا کرتے اور شام کو اپنے چند احباب کے ساتھ گاتے اور ڈھولک بجایا کرتے -

ڈاکٹر آرنالڈ بھی ایک بڑا خوش مزاج اور محنتی شخص گذرا ہے - اسنے اپنے کو نوجوانوں کی تعلیم میں ہمہ تن معروف کر دیا تھا اسکے کل طلباء بشاش رہتے اور ایک ایک کام ہر ایک کے سپرد تھا اور ہر ایک کو اس سے از حد محبت تھی - یہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کو بھی خوب جی لگا کر کرتا - یہ اس بات پر پورا یقین رکھتا تھا کہ انسان کام ہی کرنیکے لئے پیدا ہوا ہے اور اسی لئے انسان کو طرح طرح کی جسمانی اور روحانی قوتیں عطا ہوئی ہیں - کام ہی سے اسکی فطرت کی ترقی ہوگی اور کام ہی کے ذریعہ سے وہ الوہیت کے درجہ سے نزدیک ہوتا جائیگا اور مقرب خدا کہلائے گا - اسکے شاگردوں میں سے ہوڈسن نے بڑا نام پیدا کیا -

ہوڈسن نے ہندوستان سے اپنے ایک دوست کو یہ خط لکھا تھا -

"ہندوستان میں رہ کر بھی اپنے رگ و پے میں استاد کی تعلیم کا اثر پاتا ہوں اور الحمد للہ کہ میرے کل ماتحت بھی اس اثر سے فیضیاب رہتے ہیں محنتی اپنے ہمسایوں پر کتنا اثر پہونچا سکتا ہے - اسکو سرجان سن کلیئر کی سوانح عمری بہت عمدہ طور سے ثابت کرتی ہے - اسکا ساختی

---

[1] گرنیول شارپ دیکھو صفحہ ۱۳ -

شخص سارے یوروپ میں نہیں ہوا - یہ اسکاٹلینڈ کے شمالی حصہ میں پیدا
ہوا تھا - یہ ملک ایسا غیر آباد تھا کہ شاید ہی کوئی دوسرا حصہ اسکاٹلینڈ کا ویسا
ہو - جب یہ سولہ برس کا تھا تب اِسکے والد نے قضا کی - یہ بہت بڑے زمیندار
تھے - انکے مرنے پر کل انتظام سر جان کے سپرد ہوا قصہ مختصر اٹھارہ برس
کے سن میں یہ اپنے وطن کی تہذیب اور اصلاح پر کمر بستہ ہوا - وہاں کی
فلاحت نہایت ہی بری حالت میں تھی - کسی کھیت کے گرد آل[ل] نہ تھی -
جہاں پانی تھا وہاں سے اُسکو نکال پھینکنے کی ترکیب کسی کو معلوم نہ تھی - کسان
ایسے غریب تھے کہ ہل جوتنے کے لئے گھوڑا تک اُنکے پاس نہ تھا - عموماً سب
سب کھیت بیچاری عورتیں درست کیا کرتی تھیں - جب کسی کسان کا گھوڑا
مرجاتا تو وہ شادی کرلیتا اور کبھی نقصان نہ اُٹھاتا - کیونکہ گھوڑے اور
عورت دونوں سے کھیت کی درستی کا کام برابر ہی نکلتا تھا - سارے شہر
میں نہ تو کہیں پل تھا اور نہ کہیں سڑک - شہر میں داخل ہونیکے لئے صرف
ایک راہ پہاڑ پر ہوکر تھی اور وہ بھی ایسا دشوار گذار کہ جہاں جان پر کھیل کر
چلنا پڑتا تھا - سر جان نے بن چیکٹ نام ایک ٹیلے پر ہوکر راستہ بنانا
چاہا - اُس بستی کے رہنے والے اِسکے اِس قصد پر خوب ہنسے اور کہنے لگے
کہ اِسنے تو ایسے کام کا ارادہ کیا ہے جسکا ہونا سلاطین وقت سے بھی غیر ممکن
ہے - لیکن اِسنے بارہ ہزار مزدوروں کو اِس کام میں لگا دیا اور خود بھی اُنکے
کام میں شریک ہوگیا - سب مزدوروں کی نگرانی کرتا - آٹھوں [illegible] - باوجود

ل کھیتوں کے ارد گرد تھوڑی بلند مٹی ڈال کر اُسکی حد بندی کیجاتی ہے -

ایک ہی دن میں چھ میل تک سڑک تیار ہوگئی - دیکھنے والے عالم تحیّر میں تھے - جادو کا کارخانہ معلوم ہوتا تھا - یہ کام بہت عمدہ ہوا اور اِس کا اثر سارے شہر کے آدمیوں پر ہوا - اِسکے بعد یہ سڑکوں - پلوں - پن چکیوں کی تعمیر میں مصروف ہوا اور غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے لگا -

اِس نے کھیتوں کے درست کرنیکا بہت ہی عمدہ طریقہ جاری کیا اور رعایا پر بہت رعایت کی تاکہ انکی ہمت بڑھے - غرض تھوڑے ہی عرصہ میں کے تھنس جو ایک نہایت گمنام شہر تھا اِسکی کوششوں سے فلاحت اور ہر قسم کی ترقیوں میں دوسرے شہروں کے لیے نمونہ ہوگیا - کے تھنس میں ڈاک پہلے ہفتہ وار آیا کرتی تھی اِسنے کہا کہ جبتک یہاں کی ڈاک روزانہ نہ ہوجائیگی تب تک مجھے چین نہ آئیگا اِسکے اِس قصد پر سب قہقہے مارتے تھے اور گویا یہ مثل ہوگئی تھی کہ جب لوگ کسی کام کو غیر ممکن سمجھتے تو آپس میں طعنہ سے کہتے کہ ہاں بیشک یہ کام اُسدن ہوگا جسدن اسر جان کی ڈاک روزانہ جاری ہوجائیگی لیکن خدا کے فضل سے اِسکے کُل ارادے پورے ہوئے اور روزانہ کی ڈاک جاری ہوہی گئی -

اُس زمانہ میں انگلستان کی اُون کی تجارت بہت خراب تھی - اِسنے اپنی توجہ اُسکی طرف مایل کی اور ایک سوسایٹی قایم کی اور اپنے روپیہ سے بھی آٹھ سو بھیڑیں غیر ملکوں سے منگوائیں آخر چند ہی برس میں اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر ملکوں کی تین لاکھ بھیڑیں سارے اسکاٹلینڈ میں پھیل گئیں اِس سے چراگاہوں کی مالگذاری بھی بڑھ گئی اور اسکاٹلینڈ کی زمینداری

کا رنگ بھی بدل گیا۔

سر جان تینتیس ۳۳ برس تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور رفاہ عام کے بہت سے کام کیے اور برابر ایسے ہی کاموں کا مددومعاون رہا ایک مرتبہ پٹ صاحب وزیراعظم انگلستان نے خود انسے کہا کہ اگر کسی امر میں آپ مجھ سے مدد چاہتے ہوں تو میں بخوشی مدد کرنیکو مستعد ہوں۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اِسکو اپنی ذاتی ترقی کا عمدہ موقع سمجھتا لیکن اُنھوں نے یہی جواب دیا کہ مجھے اپنے لئے کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں اگر فلاحت کا ایک قومی سررشتہ قایم کیا جائے تو مجھپر بڑا احسان ہو آرتھر ینگ صاحب جو اُسوقت وہاں موجود تھے طنز سے کہنے لگے کہ ایسا سررشتہ اس دنیا میں تو نہیں ہونیکا ہاں چاند میں البتہ ہو سکتا ہے^ے۔ لیکن سر جان اپنے ارادے پر برابر قایم رہا اور پارلیمنٹ کے بہت سے ممبروں کو اپنی طرف کرلیا اور واقعی وہ سررشتہ قایم ہی کر چھوڑا اور خود اُس سررشتہ کا افسر اعلےٰ مقرر ہوا۔ اِس سررشتہ کا کیا اثر ہوا اسکے بیان کی ضرورت نہیں۔ سارے قلمرو برطانیہ کی کیفیت ہی بدل گئی لاکھوں بیگہ زمین جو محض ویران اور غیر آباد تھی آباد ہو گئی۔ اِسنے اُن کارخانوں کی بھی جو مچھلیوں کے شکار کے لیے تھے بڑی مدد کی۔ چنانچہ تھرسو اور وِک شہر میں جو ایک بھاری کارخانہ جاری ہوا تھا وہ اِنھیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وِک کے کارخانہ نے اِسقدر رونق پکڑی کہ سارے

ے یوروپ کے عالموں کے نزدیک چاند سورج بلکہ ہر ستارہ اِس دنیا کی طرح ایک جُدا دنیا ہے بعض کی رائے ہے کہ وہ اسیطرح آباد بھی ہے۔

جہان میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ یہہ جس کام میں مصروف ہوتا اُسمیں ہمہ تن مصروف ہوجاتا اور سُست اور کاہلوں کو محنتی اور کام کا آدمی بنا دیتا تھا۔ جنکے دلوں کی امیدیں اور خواہشیں مُردہ ہوگئی تھیں اُنکو دلاسا دیتا اور اُنکے ساتھ بلکر خود کام کرتا تھا۔ جب فرانس والوں نے انگلستان پر حملہ کرنا چاہا تو اُسنے وزیراعظم سے کہا کہ میں خود فوج تیار کرکے سرکار کی مدد کرونگا۔ چنانچہ اُسنے اپنی سعی و کوشش سے ہزار سپاہیوں کی ایک فوج تیار کی۔ یہ فوج ایسی عمدہ تھی کہ سارے انگلستان میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی یہ جسوقت شہر ابرڈین میں اپنی فوج کو قواعد سکھلاتا تھا اُسوقت مندرجہ ذیل خدمتیں بھی اسی سے متعلق تھیں۔

اسکاٹلینڈ کے بنک کی ڈایرکٹری۔ اُون کی سوسایٹی کی صدارت وِک شہر کی افسری۔ مچھلیوں کی کمیٹی کی ڈایرکٹری۔ صیغۂ مالگذاری کی کمشنری پارلیمنٹ کی ممبری۔ صیغۂ فلاحت کی صدارت۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن دنوں یہ اسقدر کارخانوں کی نگرانی اور انتظام میں مصروف تھا اُس زمانہ میں اِسکو کتابوں کی تصنیف کی بھی مُہلت ملتی تھی اور کتابیں بھی کیسی؟ جن سے انسان فخر اور عزت حاصل کرسکے۔ جب امریکہ کے ایلچی نے مسٹر کوک[1] سے دریافت کیا کہ علم فلاحت میں کونسی کتاب عمدہ ہے؟ تو اُنھوں نے یہی کہا کہ اسکا جواب سرجان بخوبی دے سکتے ہیں کیونکہ اُسوقت سارے انگلستان میں اس علم میں یہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ پھر جب

---

[1] کوک انگلستان کا مشہور سیاح تھا ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مرگیا۔

اُس شخص نے مسٹر وِلیَس ٹارٹ سے سوال کیا کہ انگریزوں کے تمدن کے اصول اور سرکاری خزانہ کے بارے میں کونسی عمدہ کتاب ہے تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ مرزبان کی کتاب جسکا نام تواریخ خزانہ سرکاری نسٹ ہے بےمثل کتاب ہے انہوں نے ایک اتنا بڑا کام کیا جسے سُنکر ہر شخص کو تعجب اور حیرت ہوتی ہے یعنی اکیس جلدوں میں سارے اسکاٹلینڈ کے حالات جنمیں ہر امیر و غریب کا حال مندرج ہے طیار کیا اس سے پہلے ایسی عمدہ کتاب کسی ملک اور کسی زمانہ میں نہ لکھی گئی تھی۔ آٹھ برس میں اس کتاب کے بارے میں جتنے خطوط اُنکے پاس آتے اور جو انہوں نے بھیجے اُنکی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ سارا کام وہ محض دوسروں کے نفع کے لیے کرتے تھے کسی قسم کی ذاتی منفعت مدنظر نہ تھی۔

اسکاٹلینڈ کے حالات کی اشاعت سے ملک کو بہت فایدہ پہونچا ظلم و تعدی کی بہت سی رسمیں اُٹھ گئیں۔ بہت سے اسکول ماسٹروں اور پادریوں کی تنخواہیں بڑھ گئیں۔ اس کام کے بعد انہوں نے چاہا کہ انگلستان کے لئے بھی ایک ایسی ہی کتاب تیار کیجائے لیکن انگلستان کے لاٹ پادری نے مزاحمت کی۔

جسوقت ۱۷۹۳ء میں جنگ کیوجہ سے بہت سے کوٹھی والوں کا دیوالہ نکل گیا اور جن شہروں میں تجارت کے کارخانے تھے انکی حالت بہت ردی ہوگئی تو اُن دنوں اُنہوں نے ایسی مستعدی ظاہر کی جو کہ ہمیشہ زمانہ کو یاد رہیگی۔ تجارت کے کارخانوں کے بند ہوجانیسے شہر مینچسٹر اور

گلاسکو کے سب بڑے بڑے کارخانے بٹنے کو تھے۔ غربا نہایت
پریشان تھے اُسوقت سرجان نے پارلیمنٹ میں یہ بات پیش کی کہ پچاس
لاکھ روپیہ اُن تاجروں کو جو ضمانت دیں تقاوی کے طور پر قرض دیے جائیں
پارلیمنٹ نے یہ بات منظور کرلی اور اِسکی کارروائی کے لیے حسب درخواست
سرجان کارکُن بھی مقرر ہوگئے۔ پارلیمنٹ میں یہ بات رات کیوقت منظور
کی گئی تھی اُسکی صبح کو سرجان نے یہ خیال کیا کہ سرکاری کاموں میں دیر ہوتی
ہی ہے ضرور اِس کام میں بھی وقفہ ہوگا یہ سوچکر خود مہاجنوں کے ہاں گئے
اور اپنی ضمانت پر سات لاکھ روپے قرض لئے اور جن تاجروں کو اِسکی
شدید ضرورت تھی اُنکے پاس فوراً بھیجدیئے اِسکے بعد جب انگلستان کے
وزیر اعظم نے سرجان سے ملاقات کی تو کہنے لگا کہ مجھے نہایت افسوس
ہے کہ وہ روپے جلد فراہم نہیں ہوسکتے۔ اِنھوں نے جواب دیا کہ روپیہ تو
کل روانہ ہوچکے یہ جواب سُنکر وزیر اعظم کے چھکے چھوٹ گئے۔ سرجان
خود لکھتے ہیں کہ یہ جواب سُنکر پٹ صاحب ایسے متحیر ہوتے جیسے کسی
نے اُنپر گولی چلائی ہو۔ یہ شخص مرتے مرتے دم تک عمدہ اور نیک کاموں میں
ہی مصروف رہا اور اپنے ہموطنوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ بن گیا۔ اِسے
اپنے عزیز و اقارب کی تعلیم کیطرف سے بھی غفلت نہ تھی۔ یہ لکھتا ہے کہ
اسّی برس کے سِن میں میرے سات لڑکے جوان ہوگئے اور الحمدللہ کہ اُنمیں کوئی
بھی ایسا نہیں ہے جسنے قرض لیا ہو یا جسنے کوئی ایسا ناشایستہ فعل کیا ہو جسکے لیے
مجھے افسوس کرنا پڑے۔ (خدا ہمارے ملک میں بھی ایسے ہی نیک آدمیوں کو پیدا کرے)

باب (۸)

نیک چلنی

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو	ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
پس چناں زی کہ وقتِ مردنِ تو	ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

وہ شئے جو ملک کی حالت کو اعلےٰ بناتی ہے جس سے ملک کو تقویت اور فخر حاصل ہوتا ہے جو ملک کی طاقت کو پھیلاتی ہے جو قومی نیکی کے اثر کو قوی بناتی ہے جس سے ملک معزز اور حکمرانی کے قابل ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے لاکھوں سرنگوں ہوتے ہیں جو غیر قوموں کے غرور کو توڑ ڈالتی ہے جو غیر قوموں کو محکوم بنانے کا آلہ ہے۔ جو بڑائی اور بزرگی کا چشمہ ہے جو سچا تاج وتخت ہے وہ شئے فی الحقیقت ایک قسم کی شرافت ہے مگر نہ وضعداری یا حسب نسب کی بلکہ نیک چلنی کی (ٹائمس)

نیک چلنی ہی زندگی کا فخر و تاج ہے۔ انسان کی مقبوضہ چیزوں میں یہ سب سے اعلےٰ رتبہ رکھتی ہے یہ انسان کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے یہ ایک ایسی جایداد ہے کہ جسنے اسپر قبضہ کرلیا گویا اُسنے ایک قسم کی حکومت

حاصل کرنی۔ اِس سے ہر حالتوں کو بزرگی اور سوسائیٹی کے ہر درجوں کو سربلندی ہے۔ اسکا زور و اختیار دولت سے بڑھکر ہے جو باتیں دولت سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب اِس سے فراہم ہو جاتی ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ دولت کیطرح اُسپر کوئی حسد نہیں کرتا اسمیں وہ طاقت و زور ہے جو ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتا رہتا ہے اِسلیئے کہ یہ دل کی سچی عزت۔ کھرا پن۔ اور استقلال کا نتیجہ ہے اور یہ ایسی صفتیں ہیں کہ انسان عموماً انکی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور اُنپر اعتماد رکھتا ہے۔

نیک چلنی فطرت کی ایک پاکیزہ صورت کا نام ہے یا یوں کہو کہ کُل اخلاقی صفات کا بعنوانِ شایستہ ایک شخص میں مجتمع ہونا بس اسی کا نام نیک چلنی ہے۔

نیک چلن آدمی سوسائیٹی کے صرف کانشنس رنورایمان ہی نہیں ہیں بلکہ ہر شایستہ ملک کے لیئے تحریک دینے والے قوی بھی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں قوائے اخلاقی ہی دُنیا پر حکمرانی کرتے ہیں نپولین[1] کا قول ہے کہ جنگ میں بھی قوائے بہیمیہ پر قوائے ملکیہ کا زور و اختیار ویسا ہی رہتا ہے جسطرح دس کا زور ایک پر۔

قوت۔ محنت اور قومی تہذیب بھی اُسی ذاتی چال و چلن پر منحصر ہے اور کُل عدالتیں اسی پر مبنی ہیں۔ قانون و سررشتے بھی اسی کی شاخیں ہیں۔ نیچر کے ترازو میں ہر شخص ہر فرقہ ہر قوم اتنا ہی پاتی ہے جتنا پانے

---

[1] نپولین دیکھو صفحہ ۳۰۔

کی وہ مستحق ہے جسطرح نتیجہ سبب پر دلالت کرتا ہے اُسیطرح قومی حالت اُسکے چال و چلن پر دلالت کرتی ہے۔

"گو انسان علمی لیاقت پوری نہ رکھتا ہوا ور دولت بھی کم ہو لیکن چال و چلن اُسکا اگر عمدہ اور شایستہ ہے تو اُسکی قدر و منزلت ہمیشہ بڑہتی رہیگی۔ وہ پارلیمنٹ میں ہو یا بنک گھر میں ہو یا دوکان میں ہو یا بازار میں۔

کیننگ[۱] نے سنہ ۱۸۰۱ء میں اپنے ایک دوست کو کیا خوب خط لکھا تھا جسکے یہ چند جملے میں نقل کرتا ہوں "میں نیک چلنی کی راہ سے ایک وسیع اور اعلیٰ درجہ کی قوت اور اختیار تک پہونچونگا اور میں ہرگز کسی دوسری راہ پر نہ چلونگا۔ ہرچند میری چال اس راہ میں بہت تیز نہیں ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ جس منزل کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اُسکی سیدہی اور اصلی راہ یہی ہے" ذہن والوں کی ہم صرف تعریف ہی کرسکتے ہیں اور یہیں تک بس ہے لیکن بہروسا اور اعتماد کرنیکے لیے کچھ اور چیز بھی درکار ہے لارڈ رسل[۲] لکھتا ہے کہ انگلستان کے متخاصمین کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ذہین سے صرف راے لیتے ہیں اور نیک چلن کی راے پر چلتے ہیں نیک چلنی کے اس قوی اثر کو فرانسس ھارنر[۳] کی سوانح عمری بہت خوبی سے ثابت کرتی ہے یہی وہ شخص ہے جسکی نسبت سڈنی اسمتھ[۴]

---

[۱] کیننگ۔ ہندوستان کا نامی اور مشہور گورنر جنرل تھا ایام بغاوت میں یہ ہندوستان میں تھا سنہ ۱۸۱۲ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۸۶۲ء میں مرگیا۔

[۲] رسل دیکھو صفحہ ۱۶ [۳] فرانسس ہارنر دیکھو صفحہ ۹۴ [۴] دیکھو صفحہ ۱۵

لکھتا ہے کہ وہ دس احکام جو حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے
اُسکی پُر نور پیشانی پر منقش تھے - اڑتیس ۳۸ برس کے سن میں یہ مرگیا اور
اسی اڑتیس برس میں اسی نیک چلنی کی وجہ سے سب پر اُسکا اختیار
اپنے کُنبے کے آدمیوں سے بڑھکر تھا - سب اُسکے مداح تھے - سب کو
اُس سے محبت تھی سب کو اُسپر اعتماد تھا - اور اُسکے مرنے پر سوائے
اُن چند آدمیوں کے جو بالکل تنگ ظرف اور محض کمینہ تھے ہر شخص کو
اُسکا غم تھا - پارلیمنٹ نے کبھی کسی ممبر کی وفات پر اسقدر تاسف ظاہر
نہ کیا تھا جسقدر اس ممبر کی وفات پر -

میں ہر نوجوان سے پوچھتا ہوں کہ یہ عزت اُسنے کیونکر حاصل کی تھی
کیا کسی رتبہ اور درجہ سے نہیں وہ تو ایک دُنے تاجر کا لڑکا تھا - کیا دولت
سے ؟ نہیں - وہ اور اُسکے رشتہ دار کوئی خرچ فروری سے ایک حبہ
بھی فاضل نہیں رکھتے تھے - کیا کسی آفس یا نوکری کے ذریعہ سے ؟
نہیں - اپنی تمام زندگی میں اُسنے ایک نوکری کی تھی اور وہ بھی چند دنوں
کے لئے - اور بہت ہی کم رتبہ اور کم درجہ کی - کیا ذہانت سے ؟ وہ
ذہین بھی نہ تھا - کیا فصاحت و بلاغت سے ؟ وہ ایسا فصیح و بلیغ بھی نہ تھا
ہاں البتہ صاف گو اور حق گو تھا - پھر کس وجہ سے وہ ایسا سربلند ہوا ؟ صرف نیز
محنت عمدہ اصول پر عمل ہونے اور اچھا دل رکھنے سے - کیا ان صفات
کے حاصل کرنیسے کوئی بھلا چنگا نوجوان مایوس ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں
بیشک صرف اسی نیک چلنی کی قوت نے اُسے ممتاز و معزز بنایا تھا اور

یہ اُسکی صفات خلقی اور وہبی نہ تھے بلکہ کسبی تھے اُس سے بڑھ کر ذہین اور لایق ممبر ہاوس آف کامنس میں تھے لیکن کوئی اُس سے اِن صفات حسنہ میں بڑھکر نہ تھا۔ بیشک ہارنر صرف اِسبات کے ثابت کرنیکے لئے پیدا ہوا تھا کہ متوسط لیاقت بھی نیک چلنی کی بدولت کیا کر سکتی ہے۔

فرینکلن[ا] لکھتا ہے کہ میںنے جو ترقی حاصل کی تھی وہ لیاقت سے نہیں کی بلکہ صرف کھرا پن اور سچائی سے۔ ہر چند میں بولنے میں رکتا تھا اور خاطر خواہ نہیں بول سکتا تھا لیکن پھر بھی میرے ہموطنوں کے دلوں میں میری اتنی جگہ تھی کہ میری بات چل ہی جاتی تھی اور میرا مقصد پورا ہی ہو جاتا تھا۔

جسطرح علم ایک قسم کی طاقت اور زور ہے اُسیطرح نیک چلنی ہی ایک خاص قوت ہے۔ دماغ بغیر دل کے۔ ذہانت بغیر نیک چلنی کے۔ چالاکی بغیر نیکی کے بیشک ایک طرح کی قوتیں ہیں لیکن صرف نقصان پہنچانیوالی۔ ایسے آدمیوں کی باتوں سے ہم صرف خوش ہو سکتے ہیں لیکن انکی تعریف کرنی اُسیقدر مشکل ہے جسقدر جیب کترنیوالوں اور اُٹھائی گیروں کی۔ سچائی اور کھرا پن جوانا نہ چلن کی اصل ہے جسمیں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں اور مستقل مزاج بھی ہے تو وہ ایک ایسا پُر زور اور قوی شخص ہے کہ کوئی اُسے روک ہی نہیں سکتا۔ ایسا آدمی بھلائیوں کے کرنے برائیوں سے رُکنے مصیبت اور تکلیف کے اُٹھانے پر قادر ہوتا ہے۔ جب اسٹیفن کو اُسکے قاتلوں نے گھیر لیا اور پوچھا کہ بتا تیرا وہ قلعہ کہاں ہے؟ تو اُسنے

[ا] فرینکلن دیکھو صفحہ ۱۴۳۔

اپنے دل پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہاں ہے - ایسے موقع میں کھرے آدمیوں کے صفات حقیقت میں چمک اُٹھتے ہیں اور جب اُسکی کُل صفتیں اُسے بیکار نظر آتی ہیں تو آخر کو اُسکا سہارا اپنی سچائی اور دلیری پر ہوتا ہے -

لارڈ ارسکاین[1] کا یہ قول اس قابل ہے کہ اسکو ہر شخص اپنے لوح دل پر نقش کر لے - وہ کہتا ہے "جوانی میں میرا یہ دستور تھا کہ جب کسی کام کو شروع کرنا چاہتا تو پہلے کونشنس (نور ایمان) سے پوچھ لیتا پھر اُسکے کہنے کے مطابق فوراً اُسمیں ہاتھ لگا دیتا اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑتا - ان اصول پر جو شفیق اور مہربان والدین کے تعلیم کردہ تھے میں برابر اپنے تک عمل رہا اور ہرگز مجھے انکے ذریعہ سے کبھی کسی طرح کا افسوس ہوا - بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہی میری ترقی اور حصول دولت کے باعث ہوئے اور اب میں اپنے لڑکوں کو بھی انپر عمل رہنے کی ہدایت کرتا ہوں" -

زندگی کے مقاصد میں سے سب سے اعلےٰ مقصد یہ ہونا چاہیے کہ چال و چلن اچھا ہو - اسکے لئے مناسب کوشش کرنیسے حوصلے بلند ہونگے اور مردانہ خیالات پیدا ہونگے - اصول کی بات ہے کہ مقصد کو ہمیشہ اعلےٰ ہونا چاہیے گو اُسکا انجام پوری طرح دشوار ہو - مسٹر ڈزرایلی کہتے ہیں "وہ جوان جو اوپر نہیں دیکھتا اُسے پستی کے سوا کچھ دکھائی دے ہی نہیں سکتا - وہ جانور جو اوپر اڑنا نہیں چاہتا وہ زمین پر رینگنے کے سوا اُڑنا سمجھ ہی نہیں سکتا

---

[1] لارڈ ارسکاین - ملک اسکاٹلینڈ کا ایک مشہور عالم اور ممبر پارلیمنٹ تھا یہ بہت سے عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا شہر اڈنبرا میں ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوا ۱۸۲۳ء میں مر گیا

اور وہ جوانمرد جو آسمان پر تیر چلانا چاہتا ہے اگر آسمان تک نہیں پہونچا سکتا تو عالیشان درخت کے سر سے تک تو ضرور پہنچ جائیگا۔" اسیطرح وہ اشخاص جنکے مقاصد اعلےٰ ہوتے ہیں اگر وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوتے تب بھی اپنی حالت سے تو بلاشبہہ کچھ ترقی کرسکتے ہیں۔

ہر کام اور ہر لفظ میں صدق و راستی نیک چلنی کی بنیاد ہے۔

ڈیوک اوف ولنگٹن[1] نے سر ابرٹ کے بارہ میں ہوس آف لارڈس میں جو کچھ کہا وہ قابل یادگار ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور وہ برابر کونسل میں رہے اور آپس میں دوستی بھی رہی لیکن مینے اُنکو ہمیشہ راستباز اور عادل اور قوم کا ترقی خواہ پایا۔ مجھے کبھی ایسا موقع نہ ملا کہ اُنکو کسی جگہ راستی سے ہٹے دیکھتا اور کبھی اُنکی زبان سے ایسا لفظ نہ نکلا جو حق نہ ہو اُنکا اقبال اور اُنکی ساری ترقیاں اسی وجہ سے تھیں۔

جھوٹ اور سچ کا اطلاق جسطرح اقوال پر ہوتا ہے اُسیطرح افعال پر بھی ہوسکتا ہے آدمی کو لازم ہے کہ جیسا وہ اپنے کو ظاہر کرتا ہے حقیقتاً وہ ویسا ہو بھی جائے انسان کو خود اپنی عزت اور غیروں کی عزت کا خیال اسبات پر بخوبی قایم رکھ سکتا ہے انسان چالاکی سے دھوکھا پا بھی سکتا ہے۔ لیکن راستی سے کبھی نہیں ایسے آدمی جنکے افعال و اقوال میں کچھ تعلق یا تطابق نہیں ہوتا کبھی عزت نہیں پاسکتے یہانتک کہ اگر وہ سچ ہی بولیں تو جھوٹ ہی سمجھا جائیگا۔

---

[1] ڈیوک آف ولنگٹن۔ دیکھو صفحہ ۸۶۔

نیک چلن انسان کو لازم ہے کہ آفتاب کیطرح ظاہر و باطن - گھر - باہر ہر جگہ یکساں چمکتا رہے - ایک دانشمند لڑکے سے جب لوگوں نے استفساً کیا کہ تو نے وہ شفتالو کیوں نہیں چرائے وہاں تو کوئی بھی دیکھنے والا نہ تھا تو اسنے کیا خوب جواب دیا کہ میں خود بہت بڑا دیکھنے والا جو موجود تھا میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ اپنی نظروں میں ذلیل ہوں - اس حکایت میں ضمناً اس قوت کا بیان بہی ہوگیا جسے کونشنس (نور ایمان) کہتے ہیں یہ قوت جبتک زور آور نہیں ہوتی اور چال چلن پر اپنا اثر نہیں ڈالتی رہتی ہے تبتک انسان کا چال چلن محفوظ نہیں رہ سکتا - اکثر راستی سے قدم پھسل جاتا ہے اور لالچ میں پڑکر بلا میں گرفتار ہوتا ہے اور آخر کار اپنی نظروں میں آپ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے گو لوگوں نے اُسے نہ دیکھا اگرچہ دنیا کے سامنے وہ معزز ہی رہا - مجرم ثابت نہ ہوسکا ہو لیکن پہر بھی وہ شخص وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا کوئی اَور ہی ہو جاتا ہے اُسکے دِل کو قرار نہیں رہتا بلکہ کونشنس کی لگاتار چوٹ سے وہ ایسا مجروح اور مخبط ہو جاتا ہے کہ اپنی خبر آپ نہیں لے سکتا بیشک نامعلوم مجرم کے لئے یہ سزا خوب ہی مناسب ہے - نیک چلنی کو ثابت و برقرار رکھنے والی بس یہی نیک عادتیں ہیں انسان میں عادتوں سے بڑھکر کوئی مادہ نیز قوی نہیں ہے بلکہ خوب دیکھنے سے وہ عادتوں ہی کی ایک گٹھری معلوم ہوتا ہے میٹیس ٹیسیو[1]

[1] می ٹیس ٹیسیو - ملک اطالیہ کا مشہور شاعر اور کئی ڈراما کا مصنف تہا شہر ردم میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۶ء میں مرگیا۔

عادت کا اسقدر قایل تھا۔ اُسکے نزدیک انسان عادت ہی عادت تھا جتنے کہ نیکی و بدی کو بھی وہ عادت ہی سمجھتا تھا۔ بٹلر[ل] کہتا ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی تعلیم آپ کرے اور لالچ سے ہمیشہ بچتا رہے۔ اگر وہ نیکی کو اپنی عادت بنالے تو نیکی کرنی اُسپر ویسا ہی آسان ہو جائیگی جیسا پہلے بدی کرنی۔ جسطرح برابر ایک قسم کا کام کرنے سے اجسام اُسکے عادی ہو جاتے ہیں اُسی طرح روحانی قوتیں بھی نیکیوں کی مشق سے صفات حمیدہ کی خوگر ہو جاتی ہیں یہانتک کہ سچائی انصاف اور سخاوت یہ سب بھی بالآخر عادتیں ہو جاتی ہیں اور اُنکا عادی بُرائیوں سے خود متنفر ہونے لگتا ہے جسطرح تقوی کے عادی کو شرابخواری سے خود بخود نفرت ہو جاتی ہے اور دوربین اور مآل اندیش کو عیاشی و فضول خرچی سے خود ہی عداوت ہو جاتی ہے اسلئے بُری عادتوں سے بچنے کے لیے صرف اچھی عادتوں کا حاصل کرنا ہی کافی ہے لیکن پھر بھی انسان کو اپنی غلطیوں پر کامل نظر رکھنی ضرور ہے ورنہ جہاں ایک غلطی ہوئی پھر دوسری غلطیوں پر جرارت ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب کا قول ہے کہ عادتیں موتی کی مالا کی طرح ہیں جہاں لڑی کھلی اور سب بکھر گئے۔

عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو بے قصد خود بخود ظہور میں آنے لگتی ہیں اور اُنکی ترقی اور قوت کا تب ہی اندازہ ہوتا ہے جب اُنکے خلاف

ل بٹلر۔ انگلستان کا مشہور پادری تھا۔ اِسکی چند تصانیف نہایت قدر کے قابل ہیں۔ سنہ ۱۶۹۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۵۲ء میں مرگیا۔

میں کوشش کیجاتی ہے -

اپنی تعلیم آپ کرنی اپنے کو محنتی بنانا - صادق القول ہونا یہ سب خیالات
اور عقاید ہی نہیں بلکہ عادتیں ہیں بیشک ہمکو اللہ نے آزادی دیی ہے
لیکن وہ آزادی رفتہ رفتہ انہیں عادتوں کے ہاتھ کسی قدر بک جاتی
ہے اور جس زنجیر میں ہم اپنے کو بامدہتے ہیں انہیں میں بندہ جاتے ہیں اور
پھر قسمت کی طرح اُس سے چھٹکارا پانا محال ہوتا ہے -

لڑکوں کو لڑکپن ہی میں نیک چلنی کا عادی بنانا اسقدر مفید ہے کہ اسکا
بیان مشکل ہے کیونکہ لڑکپن میں جو عادت پڑی سو پڑی - پھر وہ اُنکے دم کے
ساتھ ہے اُنکی راسخ عادتوں کا چھوڑانا ویسا ہی ہے جیسے روشنی سے چکناتی
یا روشنائی سے سیاہی - ایک چھوٹے سے درخت پر اگر دو حرف کھود ڈالو تو وہ
صرف اُس درخت کی لمبائی تک اُسکے ساتھ بہت بیوں جیوں وہ درخت بڑہتا
پھیلتا جائیگا وہ دونوں حرف بھی بڑہتے اور پھیلتے جائینگے لارڈ کولنگ اُڈ[1] نے
ایک نوجوان سے کہا کہ بیس پچیس برس کے سن کے قبل تم ایسا چلن سیکھ لو
جو زندگی بھر تمہارے کام آوے کیونکہ پھر سیکھی ہوئی چیز کا بھلا دینا دشوار ہے
ایک یونانی گانے والے کا کیا خوب اور واجب قاعدہ تھا کہ جو دوسرے
استادوں سے گانا سیکھ کر اُسکے پاس شاگرد بننے کو جاتے - اُن سے وہ
دونی فیس لیتا تھا کیونکہ اُسکو اُنکی تعلیم میں دونی محنت پڑتی تھی -

---

[1] لارڈ کولنگ اُڈ - انگلستان کا نامی اور دلیر جرنیل تھا - ۱۷۵۰ء میں پیدا
ہوا اور ۱۸۱۰ء میں مرگیا -

ایک انکو سکھانا دوسرے اُنکے پہلے سیکھے ہوئے کو بھولانا۔ حقیقت میں بُری عادتوں کی بیخ کنی دانت اکھیڑنے سے بھی زیادہ مشکل اور تکلیف دہ ہے ہمیشہ انسان کو اس بات پر نظر رکھنا چاہیئے کہ جہانتک ہو اچھی عادتیں حاصل ہوں اور بُری عادتیں پاس نہ پھٹکنے پائیں۔

عادتوں کو کہانتک دخل ہے اسکی انتہا کچھ سمجھ میں نہیں آتی یہانتک کہ خوشی اور راحت بھی ایک طرح کی عادت ہی معلوم ہوتی ہے۔ بعض شخصوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ہمیشہ ہر چیزوں کی چمکیلی ہی طرف کو دیکھتے ہیں جانسن نے اسی لئے لکھا ہے کہ صرف اچھی ہی طرف نگاہ رکھنی ہزار روپیہ کے وظیفہ سے بہتر ہے۔ ہم میں ایسی قوت موجود ہے کہ اُنہی باتوں کا خیال کریں جنسے روح کو مسرت حاصل ہو اور اُن چیزوں کے خیال سے دل کو روکیں جنسے نہ ترقی ملتی ہے نہ خوشی۔ بلکہ انسان بفایدہ بھی اُنسے مغموم اور افسردہ بنجاتا ہے۔ نوجوان کا بشاش رہنا دوسری طرح کی لیاقتوں بلکہ تحصیل علم سے بھی کہیں بڑھکر ہے۔

جسطرح مکان کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے بھی ہم دن کو دیکھ سکتے ہیں اُسیطرح چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی انسان کا چال چلن معلوم ہو جا سکتا ہے۔ ہم نیک چلن ہیں یا نہیں۔ اسکی دریافت کی بہت ہی صحیح ترکیب یہ ہے کہ ہم غور کریں کہ ہم دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔

اعلیٰ۔ ادنیٰ اور برابر والوں سے بعنوان شائستہ ملنا۔ یہ سلوک

پیش آنا انسان کے دل کو بالطبع خوش کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ
انسان مفلس ہو اور دولتمندوں کی سی خیرات نہ کرسکتا ہو لیکن اگر وہ چاہے
تو یہ اخلاق بہت آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔ عمدہ اخلاق کا پرتو سوسائٹی
پر ویسا ہی پڑنا چاہیئے جیسا شمع کا بزم پر جو اسکے سامنے آتا ہے وہ آپ سے
آپ منور ہو جاتا ہے ویسا ہی اسکو بھی ہر دل میں اسطرح سے راہ کرنی چاہیئے کہ کسی
کو خبر بھی نہ ہو۔ انسان ادنے ادنے باتوں سے دلوں کو خوش کرسکتا ہے
ایک لیڈی صاحبہ لکھتی ہیں کہ مینے ایکبار ایک غریب لڑکی کو شفقت کی
نگاہ سے دیکھا تھا اِسکا اثر اُس لڑکی پر ایسا ہوا کہ خوشی مارے اُسکی آنکھوں میں
آنسو ڈبڈبا آئے۔ کیا کسی کو ایسے اخلاق کا روزانہ موقع نہیں ملتا ہے لیکن
افسوس ہم ایسے موقع کو خو و کھو بیٹھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اخلاق میں
کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا اور اِس سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔ بیشک
عمدہ اخلاق سب سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے۔ سب سے سستی اور بیش بہا
چیز اگر ہے تو یہی مہربانی ہے۔ بڑے سے بڑے کام کو بھی اگر انسان نے
بہ جبر یا احسان رکھکر کیا تو کیا وہ قابل شکر ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ افسوس
کی بات ہے کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہیں اپنی ترش روئی پر ناز ہے
ایسے آدمی اگرچہ فطرتی نیک بھی ہوں لیکن لوگوں کو اُن سے نباہنا مشکل
پڑ جاتا ہے۔ ایسے آدمی کو رجو ہمیشہ دِل شکن باتیں کرنیکے عادی ہیں اور
اِسکی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے) کوئی شخص دِل سے نہیں چاہ سکتا۔ اولیا کا
تو ذکر نہیں۔ اُن سے ہو تو ہو۔ یہ اُنکی کرامت ہے لیکن عامہ خلائق سے تو

نہیں ہوسکتا۔ بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو بہت زیادہ اخلاق رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے وفورِ نوازش کے اظہار سے لوگوں کو سرفراز کیا کرتے ہیں لیکن یہ بھی حد سے گذرنا ہے خیر الامور اوسطہا داعتدال سب سے عمدہ ہے۔ بہتیرے پورے محنتی اور دیانتدار تھے لیکن پھر بھی ترقی نہ کرسکے۔ اگر اسکی وجہ دریافت کیجائے تو عموماً یہی معلوم ہوگا کہ وہ بدمزاج تھے۔

دوسروں کے خیالات اور رایوں کی قدر کرنی یہ بھی عمدہ اخلاق میں سے ہے۔ بعض جہاں دوسروں کی رائے اپنی رائے سے الگ پاتے ہیں فوراً ناراض ہوجاتے ہیں اور نا ملایم الفاظ اُنکی زبان سے نکلنے لگتے ہیں حالانکہ اختلاف رائے انسان کے مختلف الطبایع ہونیکا لازمی نتیجہ ہے پھر مجرد اختلاف رائے سے رنجیدہ ہونیکی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ عمدہ اخلاق اور نیکدل کچھ اعلے درجہ کے ہی آدمیوں میں نہیں ہوتے بلکہ بہت ہی غریب آدمی بھی اِس صفت سے موصوف ہوسکتا ہے چارلس ولیم اور گرس بینٹ باشندگان شہر ارن ورتنس واقع اسکاٹلینڈ کا قصہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہ باپ اور بیٹا دونوں مفلس کاشتکار تھے۔ تھوڑی سی زمین جو اِنکے پاس تھی دریا کی طغیانی سے سب غارت ہوگئی اور اُنکا سارا مال و متاع بھی اُسی دریا میں تباہ ہوگیا۔ بہت ہی پریشان حال نوکری کی تلاش میں نکلے لنکا شہر کے قریب پہونچکر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور چاروں طرف کی فضا دیکھنے لگے پھر دل میں سوچا کہ کدہر چلیں؟ آخر

رائے یہ ٹہیری کہ ایک لکڑی پھینکو جدہر وہ گرے اُسی طرف چلو۔ غرض
جس جانب وہ لکڑی گری اُسیطرف دونوں چلے۔ وہاں سے کچھ دور رام
پُونتھن نام ایک دیہات تہا وہاں پہونچے اور ایک چھاپہ خانہ میں نوکر ہو گئے
اس کام کو اُنہوں نے ایسی دیانت اور محنت سے کیا کہ مالکِ مطبع
دل وجان سے راضی اور اِنکا مداح ہوگیا۔ پہر یہ برابر ترقی کرتے رہے۔ آخر
بہت مالدار ہوگئے۔ اِن دونوں نے اپنے روپے سے سیکڑوں اسکول
اور گرجے تعمیر کرائے اور ہر طرح سے انسان کی بہی خواہی پر آمادہ رہے
انہوں نے اُس پہاڑ پر جہاں وہ لکڑی گری تھی ایک عالیشان عمارت
اپنی یادگار بنوائی۔ ایک تاجر نے جو اپنی کم ظرفی سے اِنکی ترقیوں کو دیکھہ
نہیں سکتا تھا۔ حسد سے اِنکی مذمت میں ایک رسالہ چھپوایا۔ جب وہ رسالہ
گرنیٹ کی نظر سے گذرا تو اُنہوں نے اُسکو دیکھہ کر اتنا ہی کہا کہ لکھنے والا
آخر ایکدن پچتائیگا۔ جب یہ خبر اُس تاجر نے سُنی تو بولا کہ ہاں گرنیٹ کو اپنی
امارت کا غرور ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں اُنکا ایکدن قرضدار ہونگا اور تب وہ
مجھسے اِسکا بدلا لینگے لیکن میں ہرگز اُنہیں ایسا موقع ہی نہ دونگا۔ اتفاق
ایسا ہوا کہ اُس تاجر کا دیوالہ نکل گیا اور پھر کارخانہ پھیلانے کے لیے اُسکو ایک
سرٹیفکٹ لینے کی ضرورت پڑی۔ حسن اتفاق سے اُسوقت گرنیٹ کو
سوا کوئی اعلےٰ درجہ کا تاجر وہاں نہ تھا جسکی سرٹیفکٹ کارآمد ہوتی لیکن اُسے
گرنیٹ کے یہاں جانے میں تو شرم آتی تھی آخرش جب اُسکے رشتہ داروں
نے اُسے مجبور کیا تب اُسنے گرنیٹ کے ہاں جاکر اپنا سارا قصہ بیان کیا اور

سارٹیفکٹ مانگی گرینٹ نے پوچھا "کیوں بھائی تمنے ہی وہ رسالہ چھپوایا تھا ؟" اِس سوال کے سُننے ہی اُسکے چہرے کا رنگ فق ہوگیا اور سمجھا کہ اب یہ میرے کُل کاغذ جو اُسکے سامنے رکھے ہیں آگ میں ڈالدیئے جاوینگے لیکن گرینٹ نے کہا میرا یہ دستور ہے کہ دیانتدار تاجر کی سارٹیفکٹ پر ضرور دستخط کرتا ہوں اور چونکہ تم دیانتدار ہو اِسلئے تمہاری سرٹیفکیٹ پر بھی ضرور دستخط کرونگا۔ لاؤ سارٹیفکٹ لاؤ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میری پیشین گوئی تمہارے حق میں راست آئی۔ بھائی میرے اُس کہنے کا یہ مطلب نہ تھا کہ میں تمہارے روزِبد کا خواہاں تھا بلکہ اُس سے میری یہ مراد تھی کہ ایکدن تم ضرور جان لوگے کہ میں کیسا ہوں اور اُسوقت تمکو اپنے اُس فعل پر ندامت ہوگی۔ اِن باتوں کو سُنکر تاجر آنکھوں میں آنسو بھر لایا گرینٹ نے پوچھا آجکل کارخانہ کا کیا حال ہے ؟ تاجر نے کہا "قرضخواہ کو سب چکا کر اب میرے پاس خرچ ضروری کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ سارٹیفکٹ ملنے پر پھر کارخانہ شروع کرونگا "۔ گرینٹ نے کہا اے ہے تب تو آجکل تمہارے متعلقین پر بڑی تکلیف ہوگی۔ میری طرف سے اُنہیں یہ سو روپے دینا اور یہ کہنا کہ اِسے قبول کریں۔ آیندہ اللہ مددگار ہے۔ جب یہ تاجر وہاں سے چلا تو اُسکی یہ کیفیت تھی کہ بچوں کی طرح سے روتا جاتا تھا۔

جنٹل مین (شریف آدمی) وہ ہے جسکی طبیعت عالی ہے جنٹل مین وہ ہے جو مصیبت اور افلاس میں بھی جنٹل مین ہی رہے ۔ گربہ پستی برسی پست نہ گردی مردی جنٹل مین وہ ہے جو کھرا اور نیک ہے، اور ہمیشہ سچ

بولتا ہے۔ اُسکو ہمیشہ اپنی عزت کا خیال رہتا ہے۔ اپنے کونشنس (نور ایمان)، کی ہدائیتوں پر چلتا ہے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے ویسی ہی دوسروں کی عزت کا بھی اُسے خیال ہے بجمیع انسان اُسکی نظروں میں قابل تنظیم و تکریم معلوم ہوتے ہیں اُس سے کوئی کمینہ کام ہو نہیں سکتا سچائی اُسکا قانون ہے جب وہ کہتا ہے ہاں تو وہی ھاں اُسکا قانون ہے اور جب وہ کہتا ہے نہیں تو وہی اُسکا نہیں اوسکا قانون ہے وہ اسکے خلاف نہیں کرسکتا۔ ایسے آدمی کو کوئی رشوت بھی نہیں دے سکتا ڈیوک آف ولنگٹن[1] جب اسائی کی لڑائی میں فتحیاب ہوا تو ایکدن ریاست حیدر آباد کا وزیر اعظم اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ جو صلح نظام اور مرہٹوں میں ہوئی ہے اُسمیں کون کون ملک نظام کو دینے کے لیے تجویز کئے گئے ہیں؟ اگر آپ مہربانی فرماکر ان امور سے مجھے مطلع فرمائیں تو دس لاکھ روپیہ آپ کی نذر ہیں۔ ڈیوک اِس بات کو سُنکر کئی منٹ تک اُس وزیر کیطرف دیکھتا رہا اور بولا "اگر کوئی پوشیدہ بات تم سے کہی جاسکے تو کیا تم اسکی رازداری کرسکتے ہو؟ وزیر نے کہا "بیشک" تب اُسنے کہا "میرا بھی یہی حال ہے" اور یہ کہکر فوراً وزیر کو رخصت کردیا۔ اگر ولنگٹن چاہتے تو بذریعہ رشوت کے ہندوستان سے کروڑوں روپیہ پیدا کرلیتے۔ لیکن یہ اُنہی کا دل تھا کہ ایک غریب کیطرح ولایت واپس گئے۔

میسور کی فتح کے بعد ایسٹ انڈیا کے ڈائرکٹروں نے دس لاکھ روپیہ

---

[1] ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶۔

مارکوئیز ولزلی[۱] کو انعام دینا چاہا۔ اُنہوں نے نامنظور کیا اور لکھا مجھے ہرگز یہ منظور نہیں ہے کہ میں ہی انعام پاؤں اور میری فوج کے سپاہی مُنہہ دیکھتے رہ جائیں"۔ سر چارلس نیپئر[۲] کو فتوحات سندھ میں وہاں کے نوابوں سے تین لاکھ روپیہ رشوت ملتے تھے لیکن اُنہوں نے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ بیشک "وہ مفلس جسکا دل غنی ہے اُس غنی سے کہیں بڑھکر ہے جسکا دل مفلس ہے" بقول سینٹ پال[۳] کے "ایک کے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور دوسرے کے پاس سب کچھ ہے مگر کچھہ نہیں" ایک کو امیدیں ہیں اور خوف نہیں اور دوسرے کو صرف خوف ہے اور امیدیں مطلق نہیں۔ جس شخص کی سب چیزیں تو گم ہو جائیں لیکن دلیری بشاشت۔ امید۔ نیکی۔ ذاتی وقار ویسی ہی باقی رہے تو اگرچہ اُسکے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور حقیقت میں وہ ایک بڑا مالدار ہے۔ سچی دلیری اور رحمدلی ساتھ ساتھ رہتی ہے دلیر ہمیشہ معاف کرنیکو تیار رہتا ہے یہ سچ ہوتا ہے کہ کبھی بے رحم اور ظالم نہیں ہو سکتا۔

---

[۱] مارکوئی ولزلی۔ ہندوستان کا مشہور گورنر جنرل تھا۔ شہر ڈبلن میں ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۴۲ء میں مرگیا۔

[۲] سر چارلس نیپئر۔ انگلستان کا مشہور جرنیل تھا۔ آیرلینڈ میں ۱۷۸۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۰ء میں مرگیا۔

[۳] سینٹ پال۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نامی حواری۔

شریف کا امتحان بیسیوں طرح ہو سکتا ہے - ایک طریقہ یہ ہے کہ تم دیکھ لو کہ وہ
اپنے اختیارات کو اپنے محکوموں پر کس طرح صرف کرتا ہے - عورتوں اور بچوں
اسکو کیسا خیال ہے - اگر وہ افسر ہے تو اپنے ماتحتوں سے کیسا برتاؤ رکھتا ہے - اگر وہ
تاجر ہے تو اپنے منیجروں اور خادموں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے - اگر وہ ماسٹر ہے
تو اپنے شاگردوں سے کس طرح پیش آتا ہے - ان حالتوں میں اگر انسان عقل - عفو
رحم کے ساتھ کام کرے تو بیشک شریف ہے اور جو بیکسوں اور کمزوروں کو ستاتا ہے
وہ نامرد ہے ہرگز جوانمرد اور دلیر نہیں - دیو کی سی طاقت رکھنی بیشک بہت عمدہ
ہے لیکن دیو کی طرح اس طاقت کا استعمال کرنا ظلم ہے - فی الحقیقت شرافت کے
جانچنے کے لیے نرم دلی ایک بہت عمدہ اور صحیح کسوٹی ہے - شریف اپنی ذاتی تکلیف
گوارا کر سکتا ہے لیکن دوسروں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا - ان کو ستانا تو
کہاں - وہ کبھی اپنی قوت - دولت علم و حسن پر غرور اور فخر نہیں کرتا - سر والٹر
اسکاٹ نے لارڈ لوتھین کی بہت اچھی تعریف کی ہے کہ لارڈ صاحب اس قسم
کے آدمی ہیں کہ انسان انکا احسانمند ہو سکتا ہے یعنی وہ کسی پر اپنا احسان نہیں
جتاتے - غور کرو تو یہ بہت بڑی تعریف ہے - ٹھیکرے نے شریف کی بہت اچھی
تعریف کی ہے وہ کہتا ہے "جو خدا کا خوف رکھتا ہے - جسکے ارادے نیک ہیں - بات کا
پکا - ماتحتوں پر مہربان مستقل محنتی - بڑے کاموں میں ہمیشہ دلیری سے مستعد ہو
وہی شریف ہے" - خدا کرے ہمارے ملک کے معزز شرفا بھی ان تعریفوں کے
مصداق بنیں" - (مترجم)

کتاب تحریک تمام ہوئی

ل - فولر دیکھو صفحہ ۱۰۳

مقدس کتاب کا احوال پیدائش دنیا سے زمانہ
مسیح تک حصہ اول ۳ ۔ حصہ دوم ۳ ۔
نقشہ جات ہر ملک علیحدہ رنگین فی نقشہ ۲
دیوان ضامن علی کامل ۳
نقشجات مختلف اقسام کے معہ پارچہ روغنی
کلان فی عدد سے للعہ تک
رسالہ علم منطق اردو عجیب کتاب ہے ۵
مطالعہ فطرت در فلسفہ حقیقت مذاہب وغیرہ ۵
اسلام کی دنیوی برکتیں در ثبوت فواید اسلام ۴
مخمس شیر مثنوی حالات اہل اسلام ۳
معلم الادب ترجمہ سلم الادب عربی کا ۱۲
پنجاب ریلوے حالات ملکی پنجاب خوشخط عجیب
لاہوری رسالہ قیمت فی عدد ۸
تعلقات کشمیر حالات ممالک کشمیر و ممالک ہند پنجاب ۶
گلشن نعت مصنفہ مجموعہ نظم ۲
چمن غلط دیوان ثنا شہید در نعت ۵
گلشن عشق حصہ اول اردو ۲
مدینہ عشق حصہ اول اردو ۳
جانوران حلال و حرام علم فقہ ۱
انشا اردو کلاں وعمدہ ۱
انشاء اردو [illegible] ۲
قاعدہ اردو [illegible] ―
اردو کی پہلی کتاب ترجمہ فارسی کی پہلی کا ۱
دوسری کتاب ترجمہ دوسری کا ۱
تیسری کتاب ترجمہ منتخب گلستان دو باب کا ۲
اردو کی چوتھی کتاب ترجمہ منتخبات عربیہ کا ۵
پانچویں کتاب ترجمہ لب لباب گلستان ۵
مشق [illegible] خوشنویسی ۱

مشق نستعلیق حصہ دوم خوشخط ۱۰
مشق ترکیب زبان فارسی کا اردو میں ۲
شراب خراب در مذمت و نقصان [illegible] ۲
چراغ اسلام مجموعہ نماز و چہل حدیث و عقاید اسلام ۲
طلسمات ناٹک حصہ اول جادو و نظر بندی و فن
مداریاں ہر دو حصہ ۲
تحریک مکارم اخلاق مردانہ و تاریخ جوان مرداں بیان
امداد و ہمت بہادری محنت مستقل الکلام دربار
دولت تعلیم نمونہ نیک چلنی عجیب کتاب ہے ۲
آب کوثر در نعت و حلیہ رسول کریم ۲
ارمغان احباب دیوان نعت ۴
بخت سرمد در نعت ۴
آب حیات ظامی نعت ۱۰
جادو کی پہلی کتاب ۲ دوسری ۲
سیاہ انعکاس در علم التصاویر عکسی ۲
عشرہ مبشرہ در تردید غیر مقلدین ۱۲
نظام شمسی با تصویر در علم ہیئت
نصائح عجیب ترجمہ [illegible]
سلیمان [illegible] عجیب
[illegible] ۲
[illegible] شرح [illegible] سوال و جواب ۶
فالنامہ نپولین شہنشاہ فرانس بقاعدہ
معہ فالنامہ قرآن شریف ۱
اندر جال کلاں علم جادو و عملیات ۵
رسالہ اصول اسٹیم انجن در علم کشش حرکت
و صنعت انجن اردو
نقشہ نماز سے تک
نقشہ اخلاق انسانی ۱

بحر العلوم فارسی شرح مثنوی مولوی روم چہار جلد

شرح معانی ترجمہ مثنوی روم فارسی

شجرہ معرفت خلاصہ مثنوی مولوی روم نظم اردو

مدارج نبوت فارسی

معارج نبوت فارسی

کلیات شیخ عطار فارسی

شواہد نبوت فارسی ۱۲ ر

شرح اوراد فتحیہ فارسی

نبی نامہ مثنوی حالات رسول ... اردو

غزوات فارسی

لب لباب مثنوی فارسی مطبوعہ بمبئی مجلد

دیوان حافظ سادہ فارسی ۱۲ ر

ایضاً خوشخط مجلد مطبوعہ بمبئی

ایضاً خوشخط با تصویر مطبوعہ بمبئی

دیوان شمس الدین فارسی

کلیات شیخ سعدی فارسی مجلد مطبوعہ ...

شرح دیوان حافظ فارسی

تنبیہ الغافلین در مسائل فارسی ۸ ر

نسخہ الضیب عربی مع شرح فارسی

دیوان حضرت علی عربی مع ترجمہ فارسی ۱۲ ر

کامل التعبیر خوابنامہ کلان فارسی

دبستان مذاہب فارسی

گلستان فارسی مع تصویرات اخلاقی ۱۲ ر

بوستان فارسی خوشخط

گلستان فارسی مع ترجمہ اسعد ۸ ر

بوستان مترجم اردو ۱۲ ر

گلزار شاہی اردو بڑی تاریخ سلاطین ہنود و اہل اسلام و اہل فرنگ قدیم سے تا حال تک مجلد

گلزار کشمیر فارسی ملک کشمیر کی تاریخ مع دیگر اقسام کے مجلد حالات نہایت عجیب

قابل سیر بڑی کتاب ہے مجلد ۸ ر

آثار الصنادید اردو حالات عمیرات قدیمہ و باشندگان دہلی مع تصویرات ۱۲ ر

نوادرات انگار اردو حالات نامی عمارات کل ہندوستان مع تصویرات مجلد عجیب کتاب ہے

تاریخ چین اردو مکمل حال تک مجلد

تاریخ دکن فارسی

سیر المتاخرین فارسی بڑی تاریخ ہند ۱۲ ر

مراۃ السلاطین ترجمہ اردو سیر المتاخرین

مطلع العلوم مجمع الفنون فارسی ہر فن و ہر علم میں ہے

ایضاً ایضاً اردو

ایضاً ایضاً خورد فارسی

عجائب المخلوقات اردو کلاں مع تصویرات ۱۲ ر

ایضاً فارسی

معلومات الآفاق فارسی عجائبات عالم بالتصویرات

تاریخ اعثم کوفی فارسی مجلد بڑی کتاب ہے

تاریخ جلسہ قیصری دہلی اردو با تصویرات عکسی مجلد

احسن القصص فارسی حالات انبیا کلاں

... عجائبات روزگار اردو مع تصویرات ... ۱۲ ر ... حکایات ... اردو حالات سلاطین ... ۱۲ ...

قانون قمار بازی ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۶۷ء مشرح ۵ ر

قانون مزارعان پنجاب ایکٹ نمبر ۶ ۱۸۸۷ء ۶ ر

قانون میعاد ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۷۷ء ۸ ر

قانون رسوم عدالت ایکٹ نمبر ۷ ۱۸۷۰ء ۸ ر

قانون اسٹام ایکٹ ۱ ۱۸۷۹ء ۸ ر

قانون طب حکمت میں - - ۸ ر

مفید الاجسام علاج ڈاکٹری - - ۱۰ ر

قرابادین شفائی - - ۱۴ ر

مخزن ادویہ لغات ادویہ کی ہر قسم نام ادویات عربی - فارسی - دیسی معہ خواص فوائد وطریق استعمال ان کے عجیب کتاب ہے - عـه ر

کتاب لغات لیلا انگورکی جلد کلاں بالتصاویر عـه

ایضا جلد دوم عـه جلد سوم عـه

ر جلد چہارم عـه

عطریات عمدہ ہر قسم درجہ اول

نرخ ہر ایک قسم عطر کافی تولہ عـه

عطر گلاب - عطر کیوڑہ - عطر حنا - عطر سہاگ - عطر موتیا - عطر خس - عطر بیلا - عطر چنبیلی - عطر فتنہ - عطر صندل - عطر بہار - عطر مٹی - عطر پانڈری - عطر مولسری

روغن خوشبودار ہر قسم درجہ اول ہر ایک قسم فی سیر چار روپیہ

روغن چنبیلی - روغن حنا - روغن بہار - روغن موتیا - روغن جوہی -

مجربات ادویات

جوہر سوزاک کامل علاج ہے قیمت فی شیشی عـه

جوہر آتشک عـه

جوب امساک قیمت ۴ گولی ۴ ر

جوب خیرن فی سو گولی - - عـه

کتب بزبان اردو ہر قسم

قانون طب در علم عمل حکمت عجیب کتاب ہے عـه

رسالہ قوت باہ عجیب و مفید رسالہ ہے ۹ ر

رسالہ علاج آتشک سوزاک - - ۴ ر

رسالہ فربہی ولاغری جسم انسان ۴ ر

مجربات اکبری کل ماہر کے مجربات ۴ ر

قرابادین شفائی ہر قسم کی ادویہ کی ترکیبیں ۶ ر

آئینہ طب در علم حفاظت واستعمال ادویہ ۶ ر

مخزن ادویہ ہائے انگریزی اردو میں ۸ ر

نقشہ سقا دیہ وخوراک احتیاط ادویہ انگریزی کا اردو میں - ۱۴ ر

ستہ ضروریہ در علم حفظ صحت و دفع امراض - - ۵ ر

رسالہ علم رنگسازی ہر قسم - - ۵ ر

رسالہ صابون سازی ہر قسم ۵ ر

رسالہ آتشبازی وبارود سازی ۶ ر

رسالہ علم ملمع وگلٹ سازی ۴ ر

فن زراعت علم زمینداری ۵ ر